

حضرت ما
سیدنا
الحکر شہید
رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی
رحمۃ اللہ علیہ
کے روحانی رشتے

سید نفیس الحسینی

ناشر

سید احمد شہید اکادمی

نفیس مکینل

۳/۱۷۷ کریم پارک ○ لاہور ○ فون: ۷۷۲۸۱۹۰

سید احمد شہید کا دی

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی مدظلہ کے روحانی رشتے

سید نفیس الحسینی

ناشر

سید احمد شہید اکادمی

نفیس مکینل

۳/۱۷۷ کریم پارک ○ لاہور

فون: ۷۷۲۸۱۹۰

اشاعت اول

محرم الحرام ۱۴۲۴ھ
مارچ ۲۰۰۳ء

نام کتاب : حضرت سید احمد شہیدؒ سے
حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے روحانی رشتے

تالیف : سید نفیس الحسینی

مطبع : اولمپیا پریس لاہور

ناشر : سید احمد شہیدؒ اکادمی کریم پارک لاہور

قیمت :

تقسیم کار

مکتبہ سید احمد شہیدؒ

اردو بازار لاہور



مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا
 اللَّهُ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ
 وَمِنْهُمْ مَّنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا

(سورة الاحزاب - ۲۳)

ان ایمان والوں میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ انھوں نے جس بات کا
 اللہ سے عہد کیا تھا، اسے سچ کر دکھایا۔ پھر ان میں کچھ وہ ہیں جو
 اپنی نذر پوری کر چکے اور کچھ وہ ہیں جو (شہادت کے) مشاق
 ہیں اور انھوں نے ذرا سا بھی رد و بدل نہیں کیا۔

مدحت سبطِ قسیم کوثر صلی اللہ علیہ وسلم

گلاب ناب سے دھوتا ہوں مغز اندیشہ
 وہ کون امامِ جہان و جہانیاں احمدؑ
 کہ کون محض مقتدی سنتِ پیبر ہے
 کہ اُس کا رایتِ اقبال سایہ گستر ہے
 ہزار طعنِ خصیضِ اوجِ لامکاں پر ہے
 جو کوئی اس سے مقابل ہے سو وہ کافر ہے
 زبکہ روز و شب انصاف سے برابر ہے
 کہ نورِ شمس و قمر جس کی گردش کر ہے
 کہ جس کا نقش قدم ہر روز محشر ہے
 کہ شعلہ خوشہٴ حایل تو دانہٴ حنجر ہے
 کہ ترکِ چرخِ غلام اس کا ہر چاکر ہے
 وہ بادشاہِ مملکتِ اسپاہ، کوکبِ دیں
 وہ شعلہٴ خصلتِ اتحاد سوز، بھنگداز
 وہ برقِ خرمنِ اربابِ شرک و اہلِ صنلال
 وہ قہرمانِ فلکِ توسن و نجومِ حشم

وہ شاہِ مملکتِ ایساں کہ جس کا سالِ خروج

امامِ برحقِ مہدیٰ نشاں علیٰ فر ہے

جو ستیہ احمدؑ امامِ زمان و اہلِ زماں
 تو کیوں نہ صفحہٴ عالم پہ لکھے سالِ ونا
 کرے ملاحدِ بے دین سے ارادہٴ جنگ
 ”خروجِ مہدیٰ کُفتار سوز، کلکِ تفنگ“



حکیم مومن خان مومن ریلوے

مَضَامِین

- ۱ حالات حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ مع رسالۃ اشغال
- ۲ حضرت حاجی عبد الرحیم ولایتی شہید رحمۃ اللہ علیہ
- ۳ حضرت سید نصیر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۴ حضرت میا بخیو نور محمد جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۵ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ
- ۶ حضرت سید احمد شہید سے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کے
روحانی کشتے

ضمیمہ

خطبات شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ
رسالۃ اشغال خطی نسخہ - مکاتیب سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ
اقتباس منظورۃ الشعراء - مایار کی جنگ - نظم شہیدان بالاکوٹ -
کتبہ شہدائے مایار - شجرات ضیاء القلوب

مذکورہ بالا مضامین وقتاً فوقتاً لکھے گئے اور رسائل میں شائع ہوتے
رہے اس بنا پر بعض مضامین میں تکرار ہو گئی ہے -
حضرت حاجی عبد الرحیم ولایتی شہید اور حضرت میا بخیو نور محمد جھنجھانوی
کے مضامین تازہ ہیں -

نفیس الحسینی

پیشکش : سید احمد شہید اکیدی

رسالہ اشغال

سلاسل عالیہ دیر چشتیہ نقشبندیہ کے اذکار و مراقبات و شجرات کا گلدستہ

تالیف فارسی

امیر المومنین امام المجاہدین مجدد مائتہ سیزدہم حضرت سید احمد شہید قدس سرہ

۱۲۰۱ھ ————— ۱۲۴۶ھ

ترجمہ

سید نفیس الحسینی



ناشر

سید احمد شہید اکیدی

نفیس مکنزل

۳/۱۴۴۰ ۳/کریم پارک ○ لاہور

فون ۲۸۱۹۰

تعارُف

پیش نظر ”رسالہ اشغال“ امیر المومنین امام المجاہدین مجدد دامتہ سینہ و ہم حضرت سید احمد شہید قدس سرہ کی تالیف ہے۔ شہادت سے چار سال پیشتر منہج ذی الحجہ ۱۲۳۲ھ کو بمقام تختہ نبیہ (علاقہ سرحد) آپ نے طالبین سلوک کے لیے اذکار و مراقبات اور شجرات سلاسل کا یہ مجموعہ مرتب فرمایا تھا۔ اس سے پہلے آپ کے ملفوظات اور اذکار و مراقبات پر مشتمل ایک بلند پایہ کتاب ”صراطِ مستقیم“ (سن تالیف ۱۲۳۳ھ) مشہور عالم ہے جسکی جمع و ترتیب کا کام حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ محمد سمیع شہید اور شیخ الاسلام حضرت مولانا عبدالحی صاحب بڈھانوی نے انجام دیا تھا۔ ”رسالہ اشغال“ میں بھی وہی اذکار و مراقبات مختصر مگر جامع انداز میں دیئے گئے ہیں، البتہ اس رسالہ کی ایک جزوی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں حضرت سید صاحب نے سلاسل طریقت کے شجرات بھی شامل فرما دیئے ہیں۔ آخر میں مزید ایک اجازت نامہ بھی مرقوم ہے۔

”رسالہ اشغال“، مکاتیب سید احمد شہید کے اس خطی نسخے میں شامل ہے، جسے راقم سطور نے مرتب کر کے ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء میں سید احمد شہید اکیڈمی کی طرف سے شائع کرا دیا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ کی توفیق سے رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ کی مبارک ساعتوں میں ناچیز نے اسے اردو میں منتقل کر دیا ہے۔ یہ تحفہ درویش اہل قلب و نظر کی خدمت میں حاضر ہے۔ ط

گر قبول افتد زہے عز و شرف



انتساب

قطب الارشاد حضرت مولانا و مرشدنا شاہ عبد القادر راپوری قدس سرہ کی روح پر فتوح کے نام
جو حضرت سید احمد شہید کے سلسلہ عالیہ میں بچہ واسطہ اس طرح منسلک ہیں :

- قطب الارشاد حضرت مولانا شاہ عبد القادر راپوری قدس سرہ (م ۱۳۸۲ھ)
قطب العالم حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم راپوری قدس سرہ (م ۱۳۳۷ھ)
قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہی قدس سرہ (م ۱۳۲۳ھ)
قطب الاقطاب شیخ العرب العجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ (م ۱۳۱۷ھ)
قطب دُور ان نور الاسلام حضرت میانجیو نور محمد جھنجھانوی قدس سرہ (م ۱۲۵۹ھ)
مجدد الاسلام امام المجاہدین امیر المومنین حضرت سید احمد شہید قدس سرہ (م ۱۲۴۶ھ)



ہادی زمانہ مُرشدِ یگانہ

ذیل میں تصوف و سلوک کی مشہور کتاب "صراطِ ستقیم" کے خاتمہ کا اردو ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔
 "صراطِ ستقیم" کے مرتب زبدۃ الاولیاء الکاملین، عمدۃ العلماء المجاہدین شیخ الاسلام و المسلمین حضرت مولانا
 شاہ محمد سمیع شہید قدس سرہ نے اپنے پیرو مُرشد امیر المومنین، امام المجاہدین، قطب الاقطاب مجدد مائتہ
 سین و ہم حضرت سید احمد شہید قدس سرہ کے حصول نسبت نبوت اور تحصیل سلوک ولایت پر عارفانہ انداز میں
 روشنی ڈالی ہے۔

جی چاہتا ہے کہ "خاتمہ" سے پہلے ابتدائے کی وہ سطور بھی نقل کر دی جائیں جن میں مریدِ اخلاص کوشش و
 جاں نثار نے اپنے مُرشدِ یگانہ و ہادی زمانہ کو عقیدت و محبت کی زبان شیریں سے ان الفاظ میں یاد کیا ہے:

"عاجز ذلیل الراجی لرحمۃ اللہ بکلیل بندہ ضعیف محمد سمیع کہ نعم الہی دربارہ این

ضعیف نامتناہی است و از اعظم آن حضور محفل ہدایت بمنزل ملازمان فخر خاندان سیادت

مرجع ارباب ہدایت، مرکز دائرۃ ولایت، دلیل سبیل فلاح و رشاد، رہنمائے طریقِ ہدایت

و سدا، منظر انوار نبوی، منبع آثارِ مصطفوی، سلالۂ نمائندگان صلب طاہر سید الاولیاء یعنی

علی مرتضیٰ، نقادۃ دودمان سبط اکبر سند الاصفیاء یعنی حسن مجتبیٰ، مقتدرائے اصحاب

شرعیات، پیشوائے ارباب طریقت، ہادی زمانہ، مُرشدِ یگانہ، سراج المجتہدین تاج المہجوبین

الامام الاوحد السید احمد شیع اللہ المسلمین بطول بقائہ و نفعنا و سائر

الطالبین باقوالہ و افعالہ و احوالہ است"

پس جانا چاہیے کہ حضرت ایشان (سید احمد شہید) کی جبلت ابتدائے فطرت ہی سے کمالاتِ طریقِ نبوت پر اجمالاً مائل تھی۔ اس طریق کے آثار یعنی وجدانی طور پر مناجات کی لذت پانا، بالخصوص نماز میں، اور شرع شریف کی تعظیم، اتباعِ سنت کی نہایت درجہ رغبت، اللہ کی بدعت سے کمال نفرت، طاعات کی طرف طبعی میلان اور معاصی و ستیات سے جبلی کراہت بچپن سے آپ پر ظاہر و باہر تھی۔ القصد طہارتِ جبلت کے آثار آپ کی طبیعت کی تہ میں ظاہر اور سعادتِ ازلیہ کے انوار آپ کی جبین مبارک پر ہو یا تھے۔ حتیٰ کہ سعادتوں کے خزانہ کی کلید کہ جس کی مدد سے ہر دو طریق یعنی طریقِ نبوت اور طریقِ ولایت کے بند دروازے کھل جائیں، آپ کے ہاتھ آگئی۔ یعنی آپ جنابِ ہدایت مآب، قدوہ اربابِ صدق و صفاء، زبدۂ اصحاب فنا و بقا، سید العلماء و سند الاولیاء، حجتہ اللہ علی العالمین، وارث الانبیاء والمرسلین، مرجع ہر دلیل و عزیز مولانا و مرشدنا ایشیخ عبد الغزیز متع اللہ المسلمین بطول بقائہ و اعزازا و سائر المسلمین بمجدہ و علائہ کی خدمت میں پہنچے۔ آپ کو ان کے حضور طریقہ نقشبندیہ میں بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ حصولِ بیعت کے ثمن اور انجناب کی توجہات کی برکت سے آپ پر نہایت عجیب و نادر معاملات ظاہر ہوئے۔ انھیں وقائع عجیبہ کے سبب کمالاتِ طریقِ نبوت جو ابتدائے فطرت ہی سے اجمالی طور پر مندرج تھے، تفصیل و شرح کے ساتھ انجام پائے اور مقاماتِ طریقِ ولایت نہایت اچھی صورت میں جلوہ گر ہوئے۔

ان معاملات میں سب سے اول اور افضل یہ ہے کہ آپ نے جناب رسالتِ مآب صلوات اللہ و سلامہ علیہ کو خواب میں دیکھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین کھجوریں اپنے دست مبارک سے آپ کو کھلائیں، اس انداز سے کہ ایک ایک کھجور اپنے دست مبارک میں لے کر آپ کے دہن میں رکھتے تھے۔ اسکے بعد جب آپ بیدار ہوئے تو اپنے اندر اس رویانے حق کا اثر ظاہر و باہر محسوس کیا۔

اس واقعہ سے آپ کو سلوک طریقِ نبوت کی ابتدا حاصل ہو گئی۔

بعد ازاں ایک دن جناب ولایت مآب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خواب میں دیکھا۔ پس جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنے دست مبارک سے غسل دیا اور آپ کے بدن کو خوب اچھی طرح سے مل مل کر دھویا جس طرح والدین اپنے بچوں کو نہلاتے دھلاتے ہیں پھر جناب حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے ایک نہایت نفیس لباس اپنے دست مبارک سے آپ کو پہنایا۔ پس اس واقعہ کے سبب سے کمالاتِ طریقِ نبوت نہایت جلوہ گر ہوئے اور مقبولیتِ ازلی جو کہ انزل الازل میں مخفی تھی منقہ طور پر آگئی عنایتِ رحمانی اور ترتیبِ یزدانی بغیر کسی واسطے کے آپ کے حال کی مشکفل ہوئی۔ اور معاملات متواترہ اور وقائع متکاثرہ پے در پے وقوع میں آئے۔ یہاں تک کہ ایک روز حضرت جل وعلا نے آپ کا دایہ ہاتھ اپنے دستِ قدرتِ خاص میں پکڑا اور اسوہ قدسیہ میں سے ایک چیز جو کہ نہایت رفیع و بدیع تھی، آپ کے سامنے کر کے فرمایا، ہم نے تجھے ایسی چیز عنایت کی ہے اور دیگر چیزیں بھی دیں گے۔

حتیٰ کہ ایک شخص نے حضرت سید صاحب کی خدمت میں بیعت کی استدعا کی۔ حضرت اُن دنوں عام طور پر بیعت نہیں لیا کرتے تھے، اس بنا پر اُس شخص کی التماس قبول نہ فرمائی۔ اُس نے نہایت درجہ الحاح کی، حضرت نے اُسے فرمایا: کہ ایک دو روز توقف کرنا چاہیے بعد میں جو کچھ مناسب وقت ہوگا وہی عمل میں آئے گا۔ پھر آپ حضرت حق کی جناب میں ستفسار و اجازت کے لیے متوجہ ہوئے اور عرض کیا کہ آپ کے بندوں میں سے ایک بندہ مجھ سے بیعت کی استدعا کرتا ہے۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا ہوا ہے اور اس جہان میں جو کوئی کسی کا ہاتھ پکڑتا ہے تو ہمیشہ دستگیری کا پاس کرتا ہے۔ آپ کے اوصاف کو مخلوقات کے اخلاق سے کچھ بھی نسبت نہیں، پس اس

معاملہ میں کیا منظور ہے؟ بارگاہِ حق سے حکم ہوا کہ جو لوگ تمہارے ہاتھ پر بیعت ہوں گے، اگرچہ وہ لاکھوں کی تعداد میں ہوں، ہم سب کو کفایت کریں گے۔“

الفصلہ اس قسم کے واقعات اور ایسے ایسے معاملات سینکڑوں پیش آئے۔ یہاں تک کہ کمالاتِ طریقی نبوت اپنی انتہائی بلندی کو پہنچے اور الہام اور کشفِ علومِ حکمت کے ساتھ انجامِ ندر پہنچے۔ یہ ہے طریقی استفادہٴ کمالاتِ راہِ نبوت۔

اور کمالاتِ راہِ ولایت کے استفادہ کا طریقی، اول اس طرح سمجھ لینا چاہیے کہ اولیاءِ اللہ کے طریقوں میں سے ہر طریقی میں مجاہدات و ریاضات، اذکار و اشغال اور مراقبات معین کیے ہوئے ہیں۔ ان امور میں سے ہر ایک امر طالب کے نفس میں اثر پیدا کرتا ہے اور اشغال کے ثمرات وارد ہونے کے سبب سے ایک امر مستقر طالب کے اندر پیدا ہو جاتا ہے۔ اس امر کے سبب سے طالب عالمِ قدس سے ارتباط رکھتا ہے۔ اور وہی امر حضرت حق جل و علا کے ساتھ طالب کے علاقے کا موجب ہوتا ہے وہ امر ہمیشہ طالب کے نفس میں موجود رہتا ہے، خواہ اس امر کی جانب طالب کی نظر ہو یا نہ ہو۔ ہاں اس امر کی طرف توجہ کے سبب اس کے آثار منقہٴ ظہور پر آجاتے ہیں ورنہ اس کے جوہر نفس میں مخفی رہتے ہیں۔ اس امر کو عرفِ قوم (صوفیہ) میں ”نسبت“ کہتے ہیں۔ مثال اس کی یہ ہے کہ ایک شخص جو معقول کی کتابوں کی تبحر خواندگی کرتا ہے یا دوسرے صنائع جیسے موسیقی یا آہنگری یا زرگری کی مشق کرتا ہے تو کچھ مدت کے بعد اس کے اندر ایک ”امر مستقر“ پیدا ہو جائے گا، جیسے ملکہٴ صنعت کہتے ہیں۔ وہ ملکہ اس شخص کے نفس میں دائمًا مستقر رہتا ہے خواہ وہ شخص اس ملکہ کی جانب التفات کرے یا نہ کرے۔ ہاں البتہ جب یہ شخص اس ملکہ کی طرف التفات کرتا ہے اور اس کو بروئے کار لاتا ہے تو اس کے آثار ظہور پذیر ہوتے ہیں ورنہ پردہٴ انخام میں مخفی رہتے ہیں۔

جب اس مقدمہ کی تہید ہو چکی تو جاننا چاہیے کہ اگرچہ عادت اللہ اس قانون پر جاری ہے کہ مجاہدات و ریاضات و اذکار و اشغال کے مبادی کی تحصیل کے بعد نسبت "ہاتھ آتی ہے" لیکن خرق عادت کے طور پر بعض نفوس کاملہ کو اولاً نسبت حاصل ہوتی ہے بعد ازاں مبادی مثلاً عادت اللہ اس قانون پر جاری ہے کہ کتاب و سنت کے مضامین کتب عربیہ اور فنون ادبیہ کی تحصیل کے بعد ہاتھ آتے ہیں لیکن بعض نفوس کاملہ کو خرق عادت کے طور پر اولاً ان مضامین لطیفہ پر اطلاع بخشی جاتی ہے، اسے اصطلاح قوم (صوفیہ) میں علم لدنی کہتے ہیں۔ فنون ادبیہ انھیں ثانیاً حاصل ہوتے ہیں، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ تحصیل مبادی میں وہ دوسرے مبتدیوں کی مانند ان فنون کے اساتذہ کے محتاج ہوتے ہیں بلکہ کبھی کبھی مبادی سے عاری ہی رہ جاتے ہیں۔

الفقہ حضرت ایشان (سید صاحب) کو تینوں طریقوں یعنی قادریہ، چشتیہ اور نقشبندیہ کی نسبت مبادی سے پہلے حاصل ہو گئی نسبت قادریہ و نقشبندیہ کا بیان تو اس طرح ہے کہ آنجناب ہدایت مآب (حضرت مولانا شاہ عبدالغفریہ قدس سرہ) کی بیعت کی برکت اور ان کی توجہات کے یمن سے جناب حضرت غوث الثقلینؒ اور جناب حضرت خواجہ بہار الدین نقشبندؒ کی مقدس رُوحیں آپ کے متوجہ حال ہوئیں اور قریباً ایک ماہ تک آپ کے حق میں ہر دو روضین مقدسین کے مابین فی محلہ ایک تنازع رہا۔ کیونکہ ان ہر دو اماموں میں سے ہر ایک آپ کو بتماہ اپنی جانب جذب کرنے کا متقاضی تھا۔ یہاں تک کہ تنازع کا زمانہ گزرنے اور شرکت پر مصالحت واقع ہونے کے بعد ایک روز دونوں مقدس رُوحیں حضرت پر جلوہ گر ہوئیں اور تقریباً ایک ہفتہ تک دونوں امام آپ کے نفس نفیس پر توجہ قوی اور "تایثر زور آور" فرماتے رہے حتیٰ کہ اسی ایک ہفتہ میں حضرت کو ہر دو طریقہ کی نسبت نصیب ہو گئی۔

اور نسبت چشتیہ کا بیان اس طرح ہے کہ ایک روز حضرت ایشان (سید احمد شہید)

حضرت خواجہ خواجگان خواجہ قطب الاقطاب بختیار کاکی قدس سرہ کے مرقہ منور کی طرف تشریف لے گئے اور اُن کے مرقہ مبارک پر مراقب ہو کر بیٹھ گئے۔ اس اثنا میں اُن کی رُوح پُرفورج ہوئی اور ملاقات متحقق ہوئی، آنجناب حضرت قطب الاقطاب نے آپ پر نہایت قوی توجہ فرمائی۔ اس توجہ کی وجہ سے نسبتِ چشتیہ کا ابتدائی حصول متحقق ہو گیا۔ اس واقعہ سے ایک مدت گزرنے کے بعد ایک روز مسجد اکبر آبادی واقع شہر دہلی (اللہ تعالیٰ اسے آفاتِ زمانہ سے محفوظ رکھے) میں آپ اپنے مستفیدوں کی ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے، چنانچہ راقم الحروف بھی اس محفلِ ہدایت منزل کے آستانِ بوسوں کی سبک میں غلبہ تھا، سب حاضرین محفل مراقبہ کے گریبان میں سر ڈالے ہوئے تھے، اور حضرت سب مستفیدوں پر توجہ فرما رہے تھے۔ اس مجلس ملائکہ مانس کے اختتام کے بعد کاتب الحروف کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ آج حق جل و علانے محض اپنی عنایت سے بلا واسطہ کسی کے نسبتِ چشتیہ کا اختتام ہمیں ارزانی کیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے طریقہ چشتیہ کی تلقین و تعلیم میں بازوئے ہمت کھولا اور اشغال کی تجدید فرمائی جن پر یہ کتاب ستطاب (صراطِ مستقیم) مشتمل ہے۔ یہ ہے طریقہ تینوں نسبتوں کے استفادے کا۔

اور باقی تمام نسبتوں، نسبتِ مجددیہ و شاذلیہ وغیرہ کا استفادہ، تو جانا چاہیے کہ کمالاتِ راہِ نبوت، اربابِ کمال کی بصیرت کو کھل قدسی سے سر نہ ناک کر دیتے ہیں اور کھل قدسی کی وجہ سے اُن کا نورِ بصیرت حدت و تیزی اختیار کر لیتا ہے۔ اُن کی رُوح قدسی آنکھ کی مانند کھل جاتی ہے حتیٰ کہ وہ جس چیز کی طرف التفات کرتے ہیں اُس چیز کے دقائق و درقائق کو اپنی استعداد کے مطابق کما حقہ پالیتے ہیں۔ پس گویا ولایت کی تمام نسبتیں سالکِ راہِ نبوت کے کمال میں مجلا مندرج ہوتی ہیں۔ جو نہی کسی چیز کی طرف ایک ادنیٰ التفات متحقق ہوا تو اس چیز کی حقیقت اپنی تمام شرح و بسط کے ساتھ اُن کی بصیرت کے سامنے حاضر ہو جاتی ہے۔

مجدد اسلام حضرت سید احمد شہید

انوارِ شریعت و فیوضِ طریقت کا مجمع البحرین

یہ مضمون حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی گر القدر تالیف "سیرت سید احمد شہید" سے ملخص ہے۔

نفیس الحسینی

قطب العالم مجددِ دین و ملت حضرت سید احمد شہید کی ولادت باسعادت بمقامِ مکہ مکرمہ بریلی (بہار) صفر ۱۲۰۱ھ میں ہوئی۔ آپ کا خاندان برصغیر کے برگزیدہ خاندانوں میں شمار ہوتا ہے آپ حضرت سید شاہ علم اللہ نقشبندیؒ کی اولاد میں سے تھے، جنہیں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرمنہدیؒ کے خلیفہ اجل حضرت سید آدم بنوری قدس سرہ سے نسبتِ بیعت و اجازت حاصل تھی۔

آپ کا نسب نامہ حسب ذیل ہے :

سید احمد شہید بن سید محمد عرفان، بن سید محمد نور بن سید محمد ہدی بن سید شاہ علم اللہ بن سید محمد فضیل بن سید محمد معظم بن سید احمد بن قاضی سید محمود بن سید علار الدین بن سید قطب الدین محمد ثانی بن سید صدر الدین ثانی بن سید زین الدین بن سید احمد، بن

سید علی بن سید قیام الدین بن سید صدر الدین بن قاضی سید رکن الدین بن امیر سید
 نظام الدین بن امیر کبیر سید قطب الدین محمد بن حسینی الدینی الکلروی بن سید رشید الدین احمد
 مدنی بن سید یوسف بن سید عیسیٰ بن سید حسن بن سید ابی الحسن بن ابی جعفر بن قاسم بن
 ابی محمد عبداللہ بن سید حسن الاعور ابو اد نقیب کوفہ بن سید محمد ثانی بن ابی محمد عبداللہ الاشتر بن
 سید محمد صاحب النفس الزکیہ بن عبداللہ المحض بن حسن ثنی بن امام حسن بن امیر المومنین سیدنا
 علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔

حضرت حسن ثنی کی شادی اپنے عم نامدار شہید کربلا حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی
 صاحبزادی فاطمہ صغریٰ سے ہوئی تھی، اس لیے اس خاندان کو حسینی حسینی کہا جاتا ہے۔ ابتدا ہی سے
 آثارِ رشد و ہدایت آپ کی جبین مبارک میں روشن تھے۔ ذوقِ عبادت، شوقِ جہاد اور جذبہٴ محبت
 خلقِ بن شعور ہی سے طبیعت مبارک میں راسخ تھا۔ شباب کا زمانہ قریب آیا تو والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔
 حالات کے تقاضے سے آپ نے پہلے لکھنؤ اور پھر دہلی کا سفر کیا بحکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ
 قدس سرہ کے خاندان سے آپ کے خاندان کے گہرے روابط تھے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز کی خدمت میں

دہلی پہنچ کر آپ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شاہ صاحب
 نے مصافحہ و معانقہ کے بعد دریافت کیا کہ کہاں سے تشریف لائے؟ آپ نے عرض کیا، رائے بریلی
 سے۔ فرمایا کس خاندان سے ہیں؟ عرض کیا وہاں کے سادات میں شہر ہے۔ فرمایا کہ سید ابوسعید
 صاحب و سید نعمان صاحب واقف ہیں؟ سید صاحب نے عرض کیا کہ سید ابوسعید صاحب
 میرے نانا اور سید نعمان صاحب میرے حقیقی چچا ہیں۔ شاہ صاحب نے اٹھ کر دوبارہ مصافحہ و
 معانقہ کیا اور پوچھا کہ کس غرض کے لیے اس طویل سفر کی تکلیف برداشت کی؟ سید صاحب

نے جواب دیا کہ آپ کی ذات مبارک کو غنیمت سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی طلب کے لیے یہاں پہنچا۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ اللہ کا فضل اگر شامل حال ہے تو اپنے دوھیال اور ننھیال کی میراث تم کو مل جائے گی۔ اس وقت شاہ صاحب نے ایک ملازم کی طرف اشارہ فرمایا کہ ”سید صاحب کو بھائی مولوی عبدالقادر صاحب کے یہاں پہنچا دو اور ان کا ہاتھ اُن کے ہاتھ میں دے کر کہنا کہ اس عزیز مہمان کی قدر کریں اور ان کی خدمت میں کوتاہی نہ کریں۔ ان کا مفصل حال طاقات کے وقت بیان کروں گا۔“ سید صاحب حسب ارشاد اکبر آبادی مسجد میں ترجمان القرآن حضرت شاہ عبدالقادر صاحب کی تربیت میں ٹھہر گئے۔ سید صاحب کو خاندان ولی اللہی کے ان دونوں بزرگوں سے ”سنتفا“ کا موقع ملا۔ شاہ عبدالقادر صاحب کو سید صاحب سے ”بری محبت تھی“: ”امیر الروایات“ میں ہے کہ شاہ عبدالقادر صاحب نے سید صاحب کی بعض ادائیں دیکھ کر حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب سے انھیں مانگ لیا تھا۔

شرفِ بیعت

سید صاحب نے حضرت شاہ عبدالقادر صاحب سے کچھ پڑھنا بھی شروع کر دیا۔ چند دنوں کے بعد ایک شب جمعہ کو آپ نے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ شاہ صاحب نے طرق ثلاثہ چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ میں آپ کو داخل فرمایا اور ذکر و اشغال تلقین فرمائے۔ سید صاحب مسجد اکبر آبادی میں مشغول بحق رہتے تھے۔ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب نے بھی ایک مدت تک آپ کو سلوک کی تعلیم و تربیت فرمائی۔

آپ کو چند دنوں میں اس قدر باطنی ترقی ہوئی اور وہ بلند مقامات حاصل ہوئے جو بڑے بڑے سالکین و مشائخ کو برسہا برس کی ریاضت و مجاہدہ سے کم حاصل ہوئے ہیں۔ آپ پر بیداری خواب میں اس قدر انعامات الہیہ کی بارش ہوئی جس کی نظیر کم بزرگوں کی تاریخ میں ملتی ہے۔ مخزن احمدی

اور سوانح احمدی سے ایک واقعہ جو منستہ نمونہ از ضرورے کی حیثیت رکھتا ہے نقل کیا جاتا ہے:

العامات شب قدر

”قیامِ دہلی کے اثناء میں رمضان المبارک پڑا، اکیسویں شب کو آپ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اس عشرہ کی کس رات میں شب بیداری کر کے شب قدر کی سعادت جہل کی جائے۔ شاہ صاحب نے مستہم ہو کر فرمایا کہ فرزند عزیز، شب بیداری کا جو روزانہ معمول ہے، اسی طرح ان راتوں میں بھی عمل کرو، صرف شب بیداری سے کیا ہوتا ہے دیکھو چوکیدار اور سپاہی ساری رات جاگتے رہتے ہیں مگر اس دولت سے بے نصیب و محروم رہتے ہیں۔ اگر تمہارے حال پر اللہ کا فضل ہے تو شب قدر میں اگر تم سوتے بھی ہو گے تو اللہ تمہیں جگا کر ان برکات میں شریک کر دے گا۔ سید صاحب یہ سن کر اپنے مسکن پر آگئے اور عادت کے مطابق شب بیداری کا معمول رکھا۔ سائیسویں شب کو آپ نے چاہا کہ ساری رات جاگوں اور عبادت کروں مگر عشاء کی نماز کے بعد کچھ ایسا نیند کا غلبہ ہوا کہ آپ سو گئے۔ تہائی رات کے قریب دو شخصوں نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر جگایا۔ آپ نے خواب ہی میں دیکھا کہ آپ کے داہنے طرف حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بائیں طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہیں اور آپ سے فرما رہے ہیں: ”احمد، اٹھ اور غسل کر۔“ سید صاحب ان دونوں حضرات کو دیکھ کر دوڑ کر سجدے کے حوض کی طرف گئے اور باوجودیکہ سردی سے حوض کا پانی یخ ہو رہا تھا۔ آپ نے اس سے غسل کیا اور فارغ ہو کر خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرزند، آج شب قدر ہے یادِ الہی میں مشغول ہو اور دُعا و مناجات کرو۔ اس کے بعد دونوں حضرات تشریف لے گئے۔“

مؤلف ”مخزن احمدی“ لکھتے ہیں کہ اس کے بعد سید صاحب بارہا فرمایا کرتے تھے:

”اس رات کو اللہ کے فضل سے واردات عجیب و واقعات غریب دیکھنے میں آئے تمام درخت، پتھر اور دنیا کی ہر چیز مسجد میں تھی اور تسبیح و تہلیل میں مشغول، مگر ان ظاہری آنکھوں سے اپنی اپنی جگہ کھڑی معلوم ہوتی تھی۔ اس وقت فنا کلی اور استغراق کامل مجھے حاصل ہوا۔ صبح میں نے حضرت شاہ صاحبؒ سے سب حال بیان کیا، آپ بہت مسرور ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آج کی شب تم اپنی مراد کو پہنچ گئے اس وقت سے ترقیات و علو درجات کے آثار ظاہر ہونے لگے۔

حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے ”صراطِ مستقیم“ کے خاتمے میں اس قسم کے متعدد واقعات عجیب و وارداتِ نادرہ تحریر فرمائے ہیں جو حضرت سید صاحبؒ کے علوم مرتبہ اور باطنی کمالات پر شاہدِ عادل ہیں۔

رُتبہ بلند

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ منشی نعیم کو ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:

”اس اُمت میں چالیس ابدال ہر وقت رہتے ہیں جن کے صدقے میں اہل زمین پر بارش برتی ہے اور انھیں بزدق ملتا ہے اور انہی کے صدقے میں نصرت حاصل ہوتی ہے۔ چہ عجب کہ سید احمد کو بھی ایسا ہی رتبہ مل گیا ہو اس لیے اُن کے مقام کا انکار نہیں کرنا چاہیے۔“

ایک عرصہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی خدمت میں رہنے کے بعد آپ اپنے وطن رائے بریلی تشریف لے گئے۔ دو برس کے قریب وہاں رہنا ہوا۔ اسی مدت میں آپ نے نکاح کیا۔ رائے بریلی سے ۱۲۲۶ھ میں دوبارہ آپ دہلی تشریف لے گئے۔

نواب امیر خاں کے لشکر میں

۱۲۲۷ھ میں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی اجازت سے نواب امیر خاں والی ریاست

لوہک کے لشکر میں چلے گئے منظور السعدار میں ہے :

بنا پر الہامیکہ درباب اقامت جہاد اقامت جہاد کے بارے میں آپ کو جو
شد رگہ رائے لشکر طغرائے... امیر الدلو الہام ربانی ہوا اس کی بنا پر آپ نواب
نواب امیر خاں بہادر مرحوم شہند امیر خاں کے لشکر کی طرف تشریف لے گئے

حضرت سید صاحب نواب امیر خاں مرحوم کے لشکر میں چھ سال سے زائد رہے۔ سید صاحب
کے تذکرے اور تاریخیں اس زمانہ قیام کی کرامات اور واقعات غریبہ سے پُر ہیں۔ آپ نواب صاحب
کو صحیح مشورے اور قیمتی امداد دیتے رہے۔

لشکر سے علیحدگی

۱۲۳۲ھ میں یہ صحبت اس وقت ختم ہوئی جب بدقسمتی سے نواب امیر خاں کی انگریزوں
سے صلح ہو گئی۔ حضرت سید صاحب نے لشکر سے علیحدگی اختیار کر لی اور حضرت شاہ عبد الغفر
صاحب کی خدمت میں لکھا کہ خاکسار قدسوسی کو حاضر ہوتا ہے، یہاں لشکر کا کارخانہ درہم برہم
ہو گیا۔ نواب صاحب انگریزوں سے مل گئے۔ اب یہاں رہنے کی کوئی صورت نہیں۔

شاہ عبد الغفریہ صاحب کا خواب

حضرت سید صاحب کے دہلی پہنچنے سے ایک ہفتہ قبل حضرت شاہ عبد الغفریہ صاحب نے
خواب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جامع مسجد دہلی میں تشریف لائے ہیں اور لوگ جوق در جوق
زیارت کے لیے دور دور سے آرہے ہیں۔ سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ صاحب
کو شرف باریابی عطا فرمایا اور عصار مبارک دے کر فرمایا کہ اس عصار کو لے کر مسجد کے دروازہ پر بیٹھ
جاؤ اور جو آنا چاہے اندر آکر اُس کا حال عرض کرو اور میری اجازت سے اندر بھیجو۔ شاہ صاحب
نے اس کی تعمیل کی اور ہزار ہا بندگانِ خدا نے حضور کی زیارت کی۔ صبح اٹھ کر شاہ صاحب سب سے

پہلے حضرت شاہ غلام علی صاحب خلیفہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تشریف لے گئے اور خواب کی تعبیر چاہی۔ شاہ غلام علی صاحب نے فرمایا کہ سبحان اللہ یوسف وقت مجھ سے تعبیر پوچھتا ہے۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ اس خواب کی تعبیر میں آپ کی زبان سے سُنا چاہتا ہوں۔ شاہ غلام علی صاحب نے فرمایا کہ اس خواب سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے یا آپ کے کسی مُریدِ رشید کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت و فیض کا سلسلہ جاری ہوگا۔ شاہ عبدالعزیز صاحب نے فرمایا کہ میرے خیال میں بھی یہی تعبیر آتی تھی۔

رجوع عام

ایک ہفتہ کے بعد حضرت سید صاحب دہلی تشریف لائے اور حسب معمول آلہ آبادی مسجد میں قیام فرمایا اور لوگوں کا رجوع ہوا۔ انھیں دنوں میں شیخ الاسلام حضرت مولانا عبدالحی اور حجت الاسلام مولانا شاہ محمد اسماعیل (نبیرہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی) آپ کے حلقہ بیعت و ارادت میں داخل ہوئے۔

مُرشد وقت حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کی زندگی میں ان اماموں کا کسی کی بیعت میں داخل ہونا معمولی واقعہ نہ تھا۔ اس کا بڑا چرچا ہوا۔ جوق در جوق علماء و فضلاء و صاحبین بیعت ہونے لگے۔ شاہ صاحب کے خاندان کے اکثر افراد شاہ صاحب کی اجازت سے اور مولانا محمد یوسف صاحب نبیرہ حضرت شاہ اہل اللہ صاحب برادرِ رحمت شاہ ولی اللہ صاحب مع خاندان، مولوی وجیہ الدین صاحب، حکیم مغیث الدین صاحب، حافظ معین الدین صاحب وغیرہ مع خاندان و اقربا مُرید ہوئے اور ایسی مقبولیت و شہرت ہوئی کہ یَذْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا کا سماں بندھ گیا۔

تبلیغی اسفار

دن بدن آپ کی مقبولیت و شہرت بڑھتی گئی۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے وقفہ اپنے

بندوں کے قلوب عموماً اور علماء و صلحا کے خصوصاً آپ کی طرف پھیر دیئے نہیں۔ باہر سے کثرت سے دعوت نامے آنے شروع ہوئے اور آپ حضرت شاہ صاحبؒ کی اجازت سے ٹھیلٹ، سہارنپور، مظفرنگر، دیوبند، لہاری، نانوتہ، کاندھلہ، گڈھ مکتیسر، رامپور، بریلی، شاہجہانپور اور دوسرے قصبات و مقامات پر تشریف لے گئے اور وہاں سینکڑوں خاندانوں اور ہزاروں آدمیوں نے بیعت اور شرک و بدعت اور قدیمی خلاف شرع رسوم سے توبہ کی۔ آپ کا یہ سفر بارانِ رحمت کی طرح تھا کہ جہاں سے گزرتا سرسبزی و شادابی، بہار اور برکت چھوڑ جاتا ہے۔ سب سے زیادہ سید صاحبؒ کا اثر دہلی اور سہارنپور کے نواح میں ہوا اور حقیقت میں آپ کے یہی مرکز رہے اس تمام سفر میں مولانا اسماعیل صاحبؒ اور مولانا عبدالحی صاحبؒ ہمراہ تھے۔ ان کے مواظبت سے بہت اصلاح و انقلاب ہوا۔ اس ایک سفر نے وہ کام کیا جو بڑے بڑے مشائخ کا تزکیہ باطن اور بڑے بڑے علماء و مصلحین کی برسوں کی تربیت ظاہر کرتی ہے۔ ہر جگہ سینکڑوں آدمی متقی، متورع، عابد، بقیع سنت اور ربانی بن گئے۔ ہزاروں فاسق صالح اور اولیاء اللہ ہو گئے۔ بیسیوں آدمی قتل کے ارادہ سے آئے اور جانثار بن گئے اور گھربار چھوڑ کر آپ کے ساتھ ہو گئے یہاں تک کہ میدان جنگ میں شہید ہو گئے جس نے ایک مرتبہ زیارت کر لی وہ آپ کے رنگ میں رنگ گیا اور مرتے مرتے مر گیا مگر شریعت سے ایک قدم نہ ہٹا۔ عودتوں اور بچوں کی بھی یہی حالت تھی، جوق در جوق لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی آنکھیں روشن کرتے، ایمان تازہ کرتے، دعوت دیتے اور اپنے گھر، مال و اولاد میں برکت حاصل کرتے۔ بارہا ایسا ہوا ہے کہ لوگوں نے دعوت کی ہے، اور دس پانچ آدمیوں کے اندازہ سے کھانا پکوا یا، لیکن وقت پر سوڈا پڑھ سو آدمی سید صاحبؒ کے خادم اور معتقد آ گئے۔ صاحب خانہ نہایت پریشان ہوئے۔ سید صاحبؒ نے اپنی چادر ڈے دی وہ کھانے پر ڈال دی گئی اور کھانا نکالا گیا اور سب کے لیے کافی ہوا لکھنؤ بھی گیا۔

حضرت حاجی شاہ عبد الرحیم ولایتی کی بیعت

اسی سفر کے دوران سہارنپور میں شیخ المشائخ حضرت حاجی عبد الرحیم صاحب ولایتی (شیخ
ایشخ قطب عالم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی) نے ایک روحانی اشارہ کی بنا پر آپ کے
دست مبارک پر بیعت کی۔

قیام رائے بریلی

تبلیغی دورہ مکمل کرنے کے بعد آپ اپنے وطن رائے بریلی تشریف لے گئے اور کچھ عرصہ قیام
فرمایا۔ یہ زمانہ بڑے روحانی و علمی فیوض و برکات کا زمانہ تھا۔ حضرت سید صاحب کا وجود علماء و
مشائخ ہندوستان کا اجتماع، یکسوئی، یہ سب نعمتیں جمع تھیں۔ ایک غیر معروف چھوٹا سا گاؤں
ککشاں بن گیا تھا جس کی زمین پر چاند کے ساتھ سارے روشن ستارے اتر آئے تھے ہندوستان
کے نامور علماء و مشائخ حجتہ الاسلام مولانا محمد اسماعیل صاحب شہید، شیخ الاسلام مولانا عبدالحی حبیب
قطب وقت مولانا محمد یوسف صاحب ٹھٹھی (زبیرہ حضرت شاہ اہل اللہ صاحب) شیخ المشائخ
حضرت حاجی عبد الرحیم صاحب ولایتی (شیخ ایشخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی) حضرت شاہ
ابوسعید صاحب (خلیفہ حضرت شاہ غلام علی صاحب) ایک وقت میں جمع ہوئے۔ کتاب
”صراطِ مستقیم“ بھی اسی عرصے میں ۱۲۳۳ھ میں تالیف ہوئی۔

سید صاحب لکھنؤ میں

اسی زمانے میں حضرت سید صاحب لکھنؤ شہر میں بھی رونق افروز ہوئے۔ آپ کے تشریف
لائے ہی لوگوں کا رجوع اور ہجوم ہوا۔ فرنگی محل کے بھی بعض علماء و اکابر آپ کی بیعت میں داخل
ہوئے، دن رات لوگ بیعت و توبہ کرتے۔ مولانا عبدالحی صاحب اور مولانا محمد اسماعیل صاحب و غلط
فرماتے۔ علم و عرفان کی بارش ہوتی اور کتاب و سنت کے معارف و حقائق و نکات کی گہری زیری

سے محویت و سکتہ کا عالم ہوتا۔ علامہ انگشت بندہاں ہوتے اور مخالفین سرگجریاں، گول اٹھ اٹھ کر توبہ کرتے اور نئی زندگی میں قدم رکھتے۔

مولانا محمد اشرف صاحب نے جو اس وقت لکھنؤ میں علوم معقول و منقول میں بیچا نہ سمجھے جاتے تھے، اپنے یہاں کے سب سے زیادہ زکی اور فاضل طالب علم مولانا ولایت علی صاحب عظیم آبادی کو حضرت سید صاحب کی تحقیق حال کے لیے بھیجا اور پیغام بھیجا کہ میں تخلص میں بلنا چاہتا ہوں۔ آپ کا مقصد تھا کہ تنہائی میں سید صاحب کے علم کو ٹٹولیں۔ سید صاحب نے یہ درخواست منظور کر لی۔ ملاقات کے وقت آپ نے سید صاحب سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین فرمایا ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔ میں آپ کی زبان سے اس کی تفسیر سننا چاہتا ہوں۔ سید صاحب نے دو گھنٹہ اس کا بیان فرمایا۔ اس وقت مولانا محمد اشرف صاحب اور مولوی ولایت علی صاحب کی (جو اس وقت حاضر تھے) روتے روتے آنسوؤں سے دڑھی تر ہو گئی اور فوراً بیعت کر لی۔ مولانا محمد اشرف فرماتے تھے کہ یہ اسی روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا اور مجھے اس کے علاوہ بے انتہا فیوض و برکات حاصل ہوئے۔ مولانا ولایت علی صاحب کو سب پھوڑ چھاڑ سید صاحب کے ساتھ ہو گئے اور اپنے کوشنخ کی خدمت میں فنا کر دیا۔

حضرت سید صاحب کا قیام لکھنؤ میں ایک مہینہ رہا۔ لکھنؤ سے آپ رائے بریلی تشریف لے گئے اور کچھ دن قیام فرما کر جہاں جہاں سے دعوت نامے آئے تھے تشریف لے گئے۔ اس

۱۔ مولانا محمد اشرف بن قاضی نعمت اللہ خوشنویس (ساکن موضع تنہ من مضافات سیالکوٹ) قاضی نعمت اللہ صاحب نواب آصف الدولہ (۱۱۸۸ تا ۱۲۱۲ھ) کے عہد میں لکھنؤ چلے گئے تھے۔ جہاں انھیں بڑی شہرت حاصل ہوئی۔ (تذکرہ علماء ہند از رحمان علی و گذشتہ لکھنؤ از شمر)

سلسلے میں الہ آباد، بنارس، کانپور اور بیسیوں قصبات میں ایک سو ستر آدمیوں کے قافلے کے ساتھ تشریف لے گئے۔ لوگ جوق در جوق بیعت میں داخل ہوئے۔

بنارس میں انوارِ ذکر

بنارس کے قیام میں آپ نے اپنے رفقا سے فرمایا کہ یہ شہر کفر و شرک کی تاریکی سے بھرا ہوا ہے، اس کو اپنے ذکر کے انوار سے منور کر دو اور ذکرِ جہر و ذکرِ خفی میں کوتاہی نہ کرو۔ ایک ہفتہ نہ گزرنے پایا تھا کہ ہندو پر وہتوں اور جوگیوں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ جناب اس شہر سے جلد تشریف لے جائیں، ہمارے گیان دھیان میں بڑا فرق آ گیا ہے۔ حضرت نے بڑی نرمی کے ساتھ ان کو وعظ و تذکیر کی اور اسلام کی دعوت دی۔

جہاد کے لیے بے چینی

بنارس سے آپ سلطان پور اور رسولی وغیرہ تشریف لے گئے۔ دو ہفتہ قیام کر کے آپ تمکیر رائے بریلی تشریف لائے۔ تمکیر کا قیام عجیب ذوق و شوق، لذت و علالت اور جفاکشی کا تھا۔ یوں تو عبادت و سلوک کے ساتھ جہاد کی تیاری آپ ہمیشہ کرتے رہتے تھے لیکن اس قیام میں اس طرف سب سے زیادہ توجہ تھی۔ پنجاب کے مسلمانوں کی مظلومی اور جہاد کی ضرورت کا احساس بڑھتا ہی جاتا تھا اور یہ کانٹا تھا جو آپ کو برابر بے چین رکھتا تھا۔ اب آپ کو دن رات اسی کا خیال رہتا تھا، زیادہ تر یہی مشاغل بھی رہتے، آپ اکثر اسلحہ لگاتے۔

رفقا کی آپس میں گفتگو

جب فنونِ حرب کی مشق و تعلیم میں زیادہ اٹھاک ہوا اور زیادہ ترقی اس میں صرف ہونے لگا، یہاں تک کہ سلوک کے کاموں میں کمی ہونے لگی تو رفقا نے آپس میں گفتگو کرنی شروع کی اور مشورہ کیا کہ مولانا محمد یوسف صاحب ٹھپتلیؒ اس بارے میں حضرت سید صاحبؒ سے

کفٹگو کریں اور جماعت کے ان خیالات کی اطلاع دیں۔ مولانا نے تید صاحب سے عرض کیا۔

حضرت تید صاحب کا جواب

حضرت نے آپ کو جواب دیا :

”ان دنوں دوسرا کام اس سے زیادہ افضل ہم کو درپیش ہے، اسی میں ہمارا دل مشغول ہے، یہ جہاد فی سبیل اللہ کے لیے تیاری ہے، اس کے سامنے اس حال کی کچھ حقیقت نہیں، وہ کام یعنی تحصیل علم سلوک اس کام کے تابع ہے۔ اگر کوئی دن میں روزہ رکھے اور تمام رات عبادتِ ریاضت میں گزارے اور نوافل پڑھتے پڑھتے پیروں پر ورم آجائے اور دوسرا شخص جہاد کی نیت سے ایک گھڑی بھی بارود اڑائے تاکہ کفار کے مقابلہ میں بندوق لگاتے آنکھ نہ جھپکے تو وہ عابد اس مجاہد کے رتبہ کو ہرگز نہیں پہنچ سکتا اور وہ کام (سلوک و تصوف) اس وقت کا ہے جب اس کام (تیاری جہاد) سے فارغ البال ہو اور اب جو پندرہ سولہ روز سے دوسرے انوار کی ترقی نمازیامراقبہ میں معلوم ہوتی ہے وہ اسی کاروبار کے طفیل سے ہے۔ کوئی بھائی جہاد کی نیت سے تیر اندازی کرتا ہے، کوئی بندوق لگاتا ہے، کوئی پھری گد کا کھیلتا ہے، کوئی ڈنڈ پلتا ہے۔ اگر ہم اس کام کی اس وقت تعلیم کریں تو ہمارے یہ بھائی اس کام سے جلتے رہیں۔ یوسف جی تم خود اپنا حال دیکھو کہ گردن ڈالے ہوئے ایک عالم سکوت میں رہتے ہو۔ اسی طرح اور لوگ بھی کوئی کمبل اوڑھے مسجد کے کونہ میں بیٹھا ہے، کوئی چادر لیٹے حجرہ میں بیٹھا ہے، کوئی جنگل جا کر مراقبہ کرتا ہے، کوئی ندی کنارے گڑھا کھود کر بیٹھا رہتا ہے، ان صاحبوں سے تو جہاد کا کام ہونا مشکل ہے تم ہمارے بھائیوں کو سمجھاؤ کہ اب اسی کام میں دل لگائیں، یہی بہتر ہے اور حاجی عبدالرحیم صاحب (شیخ ایشخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی) سے بھی مشورہ کر کے جواب دو۔“

حضرت حاجی عبدالرحیم صاحب کا بیان

حضرت حاجی عبدالرحیم صاحب نے جب یہ سنا تو پہلے اپنا حال بیان کیا کہ :

”جب مجھ کو حضرت سے بیعت نہ تھی اور اپنے مشائخ کے طور و طریق پر تھا، چدہ کشی کرتا تھا، جو کی روٹی کھاتا تھا، موٹے کپڑے پہنتا تھا، صدمہ میرے مُرد تھے اور جو درویشی کا طالب میرے پاس آتا، اس کو تعلیم کرتا تھا اور کسی سے کچھ غرض نہیں رکھتا تھا جو کوئی مطلب کے لیے دو چار کوس یا ایک دو منزل لے جانے کی درخواست کرتا، بُدنی اللہ چلا جاتا تھا اور میری نسبت کا یہ طور تھا کہ اگر آدھ کوس یا کوس بھر سے کسی پر توجہ کی نظر ڈالتا تو اسی جگہ اس کو حال آجاتا اور بعض بعض باتیں مجھ میں اُن سے بڑھ کر تھیں اور میں اس حال میں بہت خوش تھا اور میرے مُردوں میں بھی بعض بعض صاحبِ تاثیر تھے۔ باوجود ان سب باتوں کے جب اللہ تعالیٰ نے ان سید صاحب کو سہارنپور پہنچایا اور مجھ سے ملایا اور مجھ کو توفیق دی کہ میں نے آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور آپ کا طریقہ دیکھا اس وقت اپنے نزدیک مجھ کو یہ خیال ہوا کہ اگر میں اس حالت میں مُرجاتا تو میری موت بُری ہوتی۔ پھر میں نے اپنے سب مُردوں سے کہا کہ اگر تم اپنی عاقبت بخیر چاہتے ہو تو ان سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرو، یا اس عقیدہ سے میرے ہی ہاتھ پر بیعت کرو اور جو نہ کرے گا وہ جانے، میں نے آگاہ کر دیا ہے۔ اس کا مواخذہ قیامت کے روز مجھ سے نہیں۔ پھر سب نے دوبارہ بیعت کی، سو میں نے تمام اس عیش و آرام، اور ناموس و نام کو ترک کر کے سید صاحب کے یہاں کی محنت و مشقت اور تنگی و کلفت اختیار کی انیس بھی بناتا ہوں، دیوار بھی اُٹھاتا ہوں، گھاس بھی چسپتا ہوں، لکڑی بھی چیرتا ہوں اور ہر طرح کے کام کرتا ہوں مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس کا روبرو کی بدولت جو نعمت دی اور خیر و برکت عطا کی، اس کے دسویں حصے کے برابر ان اول معاملات کی تمام خیر و برکت کو

نہیں پاتا ہوں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اس راحت کو چھوڑ کر یہ محنت کیوں اختیار کی۔ سو میری صلاح اس بارہ میں یہی ہے کہ تم اپنا سارا کاروبار حضرت پر چھوڑ دو، وہی جو کچھ بہتر جان کر تم کو فرماویں اسی کو مانو اور اپنی بہتری اسی میں سمجھو اور اپنی رائے ناقص کو اس میں دخل نہ دو۔

حضرت حاجی صاحب چونکہ فن سلوک اور قوت نسبت میں مستلم تھے اور مشہور شیخ اور عارف تھے۔ اس لیے ان کی تقریریں کر سب لوگ خاموش ہو گئے اور مقدمات جہاد میں دل و جان سے مشغول ہو گئے۔ دن رات یہی مشغلہ تھا، بھرمار، تیر اندازی کرتے، چوزنگ لگاتے اور فنون سپہ گری کی پوری مشق کرتے تھے۔

سفر حج

محبت و شوق و جذب الہی کا جس کی تربیت شب و روز ہوتی تھی۔ اب شدید تقاضا ہوا کہ حج کو چلیے۔ حضرت سید صاحب نے حج کی تیاری کی۔ شوال کی آخری تاریخ ۱۲۳۶ھ کو چار سو آدمیوں کے ساتھ آپ تکیہ سے روانہ ہوئے۔ قافلہ مختلف شہروں میں ٹھہرتا ہوا منزل مقصود کی جانب رواں دواں تھا۔ خلق خدا جوق جوق حلقہ بگوش ہوتی رہی۔ اس سفر میں لاکھوں آدمیوں کو آپ کے دستِ حق پرست پر ہدایت نصیب ہوئی۔ حج کے ہمراہیوں کی تعداد ۵۰۰ تھی۔ اس سفر میں جو برکات، واقعات عجیبہ اور لذائذ روحانی حاصل ہوئے، ان کا مزہ وہی جان سکتے ہیں جو اس سفر میں ساتھ تھے۔

حرم محترم میں

۲۹ شعبان المعظم ۱۲۳۷ھ کو گیارہ مہینے سفر کرنے کے بعد قافلہ شوق حرم محترم میں داخل ہوا۔ بیت اللہ کو دیکھ کر ہر شخص پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں معکم و مطوف وغیرہ جو وہاں عائد تھے وہ بھی رونے لگے اور کہنے لگے کہ ہماری ٹم میں ایسا

بارکت قافلہ کسی ملک سے نہیں آیا۔ طواف و سعی کے بعد سب نے حلق و قصر کرایا اور ایک دوسرے کو مبارکباد دی۔

ارض مقدس میں مقبولیت

اس ارض مقدس میں بھی (جس کا یہ سارا فیض ہے) آپ کا فیض بند نہیں ہوا، اور حجاز کے بعض نامور اہل علم و کمال اور فضل و صلاح بیعت میں داخل ہوئے۔ شیخ محمد عمر مفتی مکہ مکرمہ جو شیخ العلامہ عبداللہ سراج کے استاد تھے اور سید عقیل و سید حمزہ و شیخ مصطفیٰ امام مصلیٰ حنفی اور شیخ شمس الدین مصری و اعظم بیت اللہ شیخ محمد علی ہندی مدرس مکہ معظمہ، اور عمر بن عبدالرسول محدث شیخ بخارامی مدرس مدینہ منورہ اور خواجہ الماس نے (جو مسجد نبوی میں اکابر اولیاء اللہ میں سے تھے) بیعت کی۔ مولانا عبدالحی صاحب نے سید صاحب کے ایمار اور اہل حجاز کی ضرورت و خواہش سے "صراطِ مستقیم" کا عربی میں ترجمہ کیا۔ یہ فیض عام صرف حجاز سے خاص نہ تھا بلکہ چونکہ حجاز عالم اسلامی کا مرکز ہے جہاں تمام ممالک اسلامیہ کے وفد آتے ہیں اسلئے باہر کے لوگوں کو بھی فیضیاب ہونے کا موقع ملا۔

بلغار کے قافلہ کے ایک بڑے عالم بیعت میں داخل ہوئے اور آپ نے ان کو اپنا خلیفہ کر کے اپنے ملک کی ہدایت کے لیے مقرر کیا اور "صراطِ مستقیم" کی ایک نقل دی۔

جاوہ کے تین آدمیوں نے آکر عرض کیا کہ ہم حضور کے خلفاء سے بیعت ہیں۔ اب بلا واسطہ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے ان سے بیعت لی۔

مغربی قافلہ کے لوگوں نے بھی بیعت کی، ان میں مغرب کے ایک وزیر شیخ احمد بن ادیس تھے جن کو صحیح بخاری مع قسطلانی حفظ تھی۔

بارگاہِ نبوی میں

مکہ مکرمہ سے آپ نے مدینہ منورہ کا قصد فرمایا۔ مدینہ منورہ پہنچنے سے دو رات پہلے آپ کی طبیعت سخت ناساز تھی۔ بخار اور دردِ سر کی شدت تھی۔ رات کو آپ نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف لائے ہیں اور ہر ایک نے آپ کے سینہ پر ہاتھ رکھا۔ تشفی اور تسلی اور مختلف بشارتیں دیں۔

بہتر از صحت است آلِ مضم کہ تو بہر عیاد تم آئی
دارم امید بستہ آن بہتر کہ تو از دستِ خویش بکشائی
لے خوش آن گم رہی راہِ روے کہ تو آئی و راہِ ہمنائی
طرفہ آن تشنگی کہ سیرایم تو ز لطف و کرم بفرمائی
لے علی شہرِ دوست نزدیک است
چوں نگردی در و تماشا شائی

مدینہ منورہ میں سید سمہودی مصنف "وفار الوفا فی اخبار دار الصطفی" کے مکان میں قیام فرمایا۔ پچیس روز تک مدینہ منورہ اور نواح کے مقامات و شاہد کی زیارت کرتے رہے۔

زیاراتِ مقدسہ

مدینہ طیبہ کے قیام میں آپ نے مسجدِ قبا، مسجدِ قبلتین وغیرہ اور حنت البقیع کی بار بار زیارت کی۔ ایک بار روضہ منورہ کی جالیوں کے اندر شب گزاری کا موقع بھی بخوبی ملا۔ مراقبہ میں بارہا احوال و کیفیات اور بار بار زیارتِ نبوی سے فائز ہوئے۔

ایک روز بقیع باکر ازولجِ مطہرات، حضرت حسنؑ اور دوسرے حضرات اہل بیتؑ کی

زیارت کی۔ دوسرے روز خاص طور پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لیے گئے۔ ایک روز آپ جبل اُحد گئے اور سیدنا حمزہؓ اور دوسرے شہداء رضی اللہ عنہم کی زیارت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک جہاں شہید ہوئے تھے اس جگہ کی بھی زیارت کی، بعض بعض مقامات پر دُعا کی۔

آپ کا مدینہ منورہ میں مزید قیام کا ارادہ تھا اور ابھی قافلے کو بھی سیری نہیں ہوئی تھی لیکن سردی بڑی شدت سے ہونے لگی تھی اور اہل قافلہ کے پاس جڑا دل نہ تھی۔ سردی سے سخت تکلیف ہو رہی تھی۔

۲۶ ربیع الاول کو آپ نے خواب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑی مہربانی سے مسکرا کر فرماتے ہیں:

” احمد اب تم کو جلد مکہ چلا جانا چاہیے، اس لیے کہ سردی سے تمہارے قافلے کو بڑی تکلیف ہو رہی ہے۔“

آپ نے اپنے ہمراہیوں کو یہ خواب سنایا اور سفر کی تیاری شروع کر دی۔
والیسی

۲۹ ربیع الاول ۱۲۳۸ھ کو آپ مسجد نبویؐ اور روضہ منورہ سے رخصت ہو کر مکہ معظمہ آئے۔ وہاں رمضان اور عید کی اور یکم ذیقعدہ ۱۲۳۸ھ کو مکہ مکرمہ کو الوداع کہا اور ۲۹ شعبان ۱۲۳۹ھ کو دو سال گیارہ مہینے کے بعد وطن پہنچے۔

اقامت جہاد

۱۲۴۱ھ کے آغاز میں آپ نے اقامت جہاد کے لیے کمر تہمت باندھ لی اور اپنے وطن سے ہجرت کی۔ راجپوتانہ، روار، ہندھ، بلوچستان، افغانستان اور صوبہ سرحد کے ریگستانوں،

میدانوں، پہاڑوں، دروں اور جنگلوں اور دیریاؤں میں سفر کیا۔ ہر جگہ اعلیٰ کلمۃ الحق کا فریضہ ادا کرتے گئے۔ جہاد فی سبیل اللہ جس کے لیے حضرت سید صاحبؒ عند اللہ مامور تھے، کی مفصل سرگزشت حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی تالیف سیرت سید احمد شہیدؒ اور غلام رسول مہر مرحوم کی کتاب سید احمد شہیدؒ میں ملاحظہ فرمائی جائے۔

شہادت

حضرت سید احمد شہیدؒ اور ان کی جماعت مجاہدین نے بالاکوٹ کے مقام پر ۲۴ ذیقعد ۱۹۴۶ء کو رنجیت سنگھ کی فوج سے لڑتے ہوئے میدان جنگ میں جام شہادت نوش فرمایا۔

بنا کر دند خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشق پاک طینت را

شہادت کے روز حضرت سید صاحبؒ اور مجاہدین کے چہرے دمک رہے تھے اور ایک عجیب کیفیت ان پر طاری تھی۔ راوی کہتا ہے :

”حضرت سید صاحبؒ اُس وقت ملکی صفات میں تھے، آپ کا چہرہ ایسا دمک رہا تھا کہ کسی کی نظر اُس پر نہیں ٹھیرتی تھی۔“

حضرت سید صاحبؒ کا فیض عام

حضرت سید صاحبؒ نے اسلام کے عقائد صحیحہ کی تبلیغ اور توحید و سنت کی عالمگیر اشاعت فرمائی۔ برصغیر کا کوئی گوشہ نہیں چھوڑا جہاں آپ کا فیض نہ پہنچا ہو۔ دہلی اور کلکتہ کے درمیان سینکڑوں مقامات پر آپ نے خود دورہ فرمایا۔ مولانا عبدالحی صاحبؒ اور مولانا محمد اسماعیل صاحبؒ کے مواعظ ہوئے اور اللہ کی محبت تمام ہو گئی۔ بسندہ اور سرحد میں خود قیام فرمایا۔ حیدرآباد دکن، بمبئی، مدراس میں مولانا سید محمد علی صاحب رامپورٹی و مولانا ولایت علی صاحب عظیم آبادی

کو بھیجا، جنہوں نے وہاں قیام فرما کر اصلاح عقائد و اعمال و رسوم کا عظیم الشان کام انجام دیا۔ ہزاروں بندگانِ خدا اور سینکڑوں اُمراء و رؤساء و اہل علم و فضل مستفید ہوئے اور توحید و سنت کا عام چرچا ہو گیا۔ پورب میں آپ کے خلفاء مولانا کراست علی صاحب و مولانا سخاوت علی جوہر پورے تبلیغ و ہدایت کے فرائض انجام دیئے اور بڑی کامیابی حاصل کی۔ آج بھی آپ کے اثرات ان اطراف میں موجود ہیں۔ صرف مولانا کراست علی صاحب کی کوششوں سے بنگال میں لاکھوں آدمی مشرف بہ اسلام ہوئے۔

نیپال کی ترائی میں مولانا جعفر علی صاحب نے روشنی بھیلائی۔ افغانستان میں بھی آپ کے خلیفہ مولانا حبیب اللہ صاحب قندھاری سے اصلاح ہوئی۔

”ملکِ بہت میں بھی آپ نے تبتیوں کا ایک وفد تبلیغ و ہدایت کے لیے بھیجا اور مسلمانوں کی اصلاح ان کے سپرد کی۔ اول ان کی سخت مخالفت ہوئی پھر ان کو بہت کامیابی و ترقی ہوئی ہزاروں آدمی ان کے حلقہ بگوش ہو گئے یہاں تک کہ انھوں نے اپنے چند آدمی تبلیغ کے لیے چین بھیجے۔ جاوہ، بلغار اور مراکش وغیرہ میں بھی آپ کے خلفاء پہنچے اور مشرقِ اقصیٰ سے مغربِ اقصیٰ تک آپ کی مملکتِ تجدید کے حدود پہنچ گئے۔

مولانا عبدالاحد صاحب لکھتے ہیں :

”حضرت سید صاحب قدس سرہ کے ہاتھ پر چالیس ہزار سے زیادہ ہندو وغیرہ کفار مسلمان ہوئے اور تیس لاکھ مسلمانوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور جو سلسلہ بیعت آپ کے خلفاء اور خلفاء کے خلفاء کے ذریعے تمام رُوئے زمین پر جاری ہے۔ اس سلسلہ میں تو کروڑوں آدمی آپ کی بیعت میں داخل ہیں۔“

حضرت ستید صاحب کے طریقے کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس زمانے میں اللہ کے یہاں آپ کا طریقہ سب سے زیادہ مقبول تھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی ان دیارِ مشرقیہ میں اس میں منحصر تھی۔ چنانچہ حضرت حاجی عبدالرحیم ولایتی جو اپنے وقت کے جلیل القدر شیخ و سالک اور سلسلہ چشتیہ میں بیعت و مجاز تھے اور آپ کے سینکڑوں مہاروں مرید تھے۔ فرماتے تھے :

”مجھے کسی سے سلوک میں رجوع کی ضرورت نہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

خوشی اسی میں پاتا ہوں کہ میں ستید صاحب سے بیعت ہو جاؤں۔“

دوسری خصوصیت مشائخ و علماء میں مقبولیت ہے، چنانچہ ہندوستان کا کوئی خانوادہ اور کوئی سلسلہ نہیں ہے جس کے اکابر نے ستید صاحب کو اپنا پڑا نہ مانا ہو اور آپ سے استفادہ نہ کیا ہو۔ سلسلہ چشتیہ صابریہ کے دو نامور شیخ حاجی عبدالرحیم صاحب ولایتی اور آپ کے خلیفہ میاں نجی نور محمد صاحب بھنجانوی (پیر و مرشد شیخ العرب و اعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی مدظلہ) آپ سے بیعت ہوئے اور آپ کے رنگ میں رنگ گئے۔ حاجی عبدالرحیم صاحب بیعت کے بعد ہمیشہ خدمت میں رہے، یہاں تک کہ بالاکوٹ میں شہید ہوئے۔ اس سلسلے کے دوسرے حضرات تھے الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی، قطب الارشاد مولانا رشید احمد محدث گنگوہی، شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی اور ان کی جماعت کا تعلق تو آپ سے ایسا تھا جیسا کہ عاشق کو معشوق سے ہوتا ہے۔ شاہ ابوسعید صاحب جو خاندان نقشبندیہ مجددیہ کے سلسلہ الذہب کا فردی حلقہ اور حضرت شاہ غلام علی صاحب کے خلیفہ تھے، عرصے تک آپ کی خدمت میں رہے، اور استفادہ کیا۔ سلسلہ قادریہ کے مشہور شیخ ستید صبغت اللہ بن ستید محمد راشد نے جن کا سلسلہ سندھ میں بہت مشہور و معمور ہے، آپ سے استفادہ کیا۔ حضرت شاہ عبدالغفر کی حیات

میں آپ کے خاندان کے اہل علم و فضل نے آپ سے بیعت کی۔ مولانا محمد اسماعیل صاحب، مولانا عبدالحی صاحب، مولانا محمد یوسف صاحب ٹھپتلی کے علاوہ شاہ محمد اسحاق صاحب و مولانا محمد یعقوب صاحب نے استفادہ و باطنی تعلیم حاصل کی۔ اس کے علاوہ تمام مشائخ و علماء آپ کی عظمت و مقبولیت آپ کے طریقے کی رفعت و فضیلت، آپ کی محبت اور آپ سے عقیدت پر متفق و متفق اللسان ہیں۔ آپ کی محبت اہل سنت و صحیح انجیال جماعت کا شعار اور علامت بن گئی ہے اور آپ کے متعلق وہی کنا بالکل صحیح ہوگا جو بعض اہل علم نے آپ کے ہمنام امام احمد کے متعلق کہاہے :

جب تم کسی کو دیکھو کہ اس کو احمد بن حنبل سے محبت ہے تو سمجھ لو، کہ وہ سنت کا قانع ہے۔

إِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ يُحِبُّ
أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ فَأَعْلَمُ أَنَّه
صَاحِبُ سُنَّةٍ۔

ایک دوسرے عالم کا قول ہے :

جس کو تم احمد بن حنبل کا ذکر بُرائی سے کرتے سُنو، اُس کے اسلام کو مشکوک جانو

مَنْ سَمِعَهُ يَذْكُرُ أَحْمَدَ
بَنَ حَنْبَلٍ بِسُوءٍ فَأَتَمُّهُ
عَلَى الْإِسْلَامِ۔

رسالہ اشغال

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین۔ والصلوة والسلام علی رسولہ محمد و آلہ اجمعین
یہ رسالہ اشغال تین باب پر مشتمل ہے ہر باب کی دو فصلیں ہیں

باب اول

اشغال طریقہ قادریہ

فصل اول : اذکار

ذکر یک ضربی

ذکر یک ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ دو زانو نماز کے طریق پر بیٹھیں اور اسم ذات کو وسط سینہ سے نکال کر اپنے منہ کے سامنے ضرب لگائیں اور یہ تصور کریں کہ اس پاک نام کے ہمراہ ایک نور منہ سے باہر نکلا ہے پھر اس نور کو اپنے تصور میں پھیلائیں اور اس طرح خیال کریں کہ نور مذکور چادر نورانی کی طرح محیط ہو گیا ہے اور اس نے تمام بدن کو ڈھانپ لیا ہے پھر اس صورت خیالی سے ہٹ کر یوں تصور کریں کہ وہ نورانی چادر تمام بدن میں سرایت کر گئی ہے اور سمٹ کر وسط سینہ میں گرہ کی مانند مجتمع ہو گئی ہے اسی طریقہ سے ذکر اسم ذات میں مشغول رہیں اس ذکر کے دوران میں جمعیت دل سے ذاتِ محبت کی طرف متوجہ رہیں۔ چند روز اسی ذکر کی مشق کریں۔

ذکر دو ضربی

ذکر دو ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ دو زانو نماز کے انداز میں بیٹھیں اور اسم ذات کی ضرب پہلے کی

طرح منہ کے سامنے لگائیں پھر ساتھ ہی دائیں شانے کی جانب خیال لے جا کر قلب پر ضرب لگائیں اور اس طرح تصور کریں کہ نور قلب کے اندر داخل ہو گیا ہے اور تمام بدن میں سرایت کر گیا ہے۔

ذکر سہ ضربی

ذکر سہ ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھ کر ضرب اول و ضرب دوم پہلے بیان کردہ (ذکر دو ضربی) طریقہ پر لگائیں اور ضرب سوم قلب میں لگائیں۔

ذکر چہار ضربی

ذکر چہار ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھ کر پہلی ضرب دائیں جانب، دوسری بائیں جانب، تیسری قلب میں اور چوتھی ضرب اپنے منہ کے سامنے لگائیں۔

فصل دوم: مراقبات

مراقبہ وحدانیت

مراقبہ وحدانیت میں یوں تصور کریں کہ ذات الہی ہر مکان و زمان میں موجود ہے۔ اس طرح پر کہ ہر چیز میں سرایت کیے ہوئے ہے بلکہ ہر چیز کو قائم رکھے ہوئے ہے۔

مراقبہ صمدیت

مراقبہ صمدیت میں انعامات الہیہ کو اجمالاً و تفصیلاً ملاحظہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی صفت جود کا تصور کریں یعنی وہ بے شمار نعمتیں عطا فرماتا ہے حالانکہ اس کی بارگاہ عالی کو مخلوقات کی طرف سے منفعت و مسرت کا کچھ بھی امکان نہیں، اس کے فیض عام کو ملحوظ رکھیں، یعنی اس کا انعام ہر شے کو پہنچتا ہے خواہ مطیع ہو یا فاسق، انسان ہو یا حیوان، جبر ہو یا شجر، فلکی ہو ملکی، شیطان ہو یا حق۔

شغلِ دورہ

طریقِ شغلِ دورہ یہ ہے کہ اس طرح تصور کریں کہ گویا طالب کی رُوح گرو کی مانند ناف کی جگہ پر مجتمع ہو گئی ہے۔ اس کے بعد لفظ اَللّٰهُ سَمِیعٌ کا یوں تصور کریں کہ لفظ اَللّٰهُ اس رُوح کے اوپر ہے اور سَمِیعٌ اس کے نیچے۔ پھر قوتِ خیال سے ہر دو اسم کو رُوح مذکور سمیت مقامِ ناف سے کھینچ کر لطیفہٴ برتر تک لائیں اور وہاں لفظ بَصِیْر کی بجائے لفظ بَصِیْر رکھیں اور لطیفہٴ برتر سے کھینچ کر لطیفہٴ اخی تک پہنچائیں اور اس مقام پر لفظ بَصِیْر کی بجائے لفظ قَدِیْر کو رکھیں اور وہاں سے کھینچ کر چوتھے آسمان تک پہنچائیں اور وہاں بجائے لفظ قَدِیْر کے لفظ عَلِیْم رکھیں اور وہاں سے کھینچ کر عرش تک پہنچائیں اور اس مقام پر رُوح کو دُور اور سیر کرائیں۔ بعد ازاں اسی لفظ اَللّٰهُ عَلِیْم کو (رُوح سمیت) نیچے آسمان چارم پر لائیں اور وہاں سے لفظ اَللّٰهُ قَدِیْر کے ہمراہ دونوں کو نیچے لطیفہٴ اخی پر لائیں اور وہاں سے لفظ اَللّٰهُ بَصِیْر کے ہمراہ لطیفہٴ برتر پر نیچے لائیں اور وہاں سے لفظ اَللّٰهُ سَمِیعٌ کے ہمراہ لطیفہٴ نفس کے مقام پر لے آئیں۔ یہ ایک دورہ ہوگا، بار بار یہی شغلِ دورہ محل میں لائیں، مٹی کہ اس کے آثار مرتب ہو جائیں معنی رُوح کی نورانیت، انبیاء، اولیاء اور ملائکہ کی ارواح سے ملاقات نیز سیرِ جنت و جہنم وغیرہ محل ہو جائیں۔

شغلِ نفی

طریقِ شغلِ نفی اس طرح ہے کہ تمام موجودات اور ممکنات کی نفی کریں۔ اول اپنے بدن کی نفی اس طریقے سے کریں کہ جیسے نقش کو اپنے ہاتھ سے مٹاتے ہیں۔ اس طرح قوتِ خیالیہ کو اپنے بدن کے مٹانے میں مشغول رکھیں، اگر تمام بدن کی نفی کیا رگی ہو جائے تو بہت بہتر و نہ اپنے بدن کے اجزاء کی الگ الگ نفی کریں اور جب بدن کی نفی کی کیفیت میسر آجائے تو پھر تمام عالم کی نفی کی کیفیت حاصل کریں یہاں تک کہ جمیع ممکنات کی بجائے ایک خلا کا تصور قائم ہو جائے۔ اس خلا میں

ایک نور ظاہر ہو جائے پھر وہ نور وسعت پذیر ہو کر تمام عالم کی بجائے قائم ہو جائے۔ بعد ازاں اس نور کی بھی نفی کریں یہاں تک کہ ایک دوسرا نور نمایاں ہو جائے اور اسی طرح چلتے جائیں حتیٰ کہ تمام مجاہبات نورانی دور ہو جائیں، اس شغلِ نفی کے ہمراہ ایک شغلِ یادداشت بھی سامنے رکھیں یعنی اپنے خیال کو ہر حال میں بارگاہِ حضرتِ احدیت میں مشغول رکھیں اور اس پر اپنے خیال کو دائمًا موزر رکھیں۔

شغلِ نفی لُغوی

طریقِ شغلِ نفی لُغوی اس طرح ہے کہ طالب اپنے خیال کو کہ جس سے تمام عالم کی نفی کرتا ہے نیز اس سے جو انوار اور ادراک ظہور میں آتے ہیں اس کی بھی نفی کرے اور ہر شے جو اس پر آشوب ہو، اس کی بھی نفی کرے، یہاں تک کہ حالتِ نوم کی مثل ربودگی اور غفلت کی کیفیت طاری ہو جائے۔ اس کے بعد سالک اللہ تعالیٰ کے فضلِ بے پایاں سے مقامِ مشاہدہ پر فائز ہو جاتا ہے اور سلوک متعارف کے مراتب اس مقام پر تکمیل کو پہنچ جاتے ہیں۔

باب دوم

اشغالِ طریقہِ چشتیہ

فصل اول: اذکار

ذکر اللہ اللہ

اول چاہیے کہ دو راتوں نماز کی ہریت پر بیٹھ کر اسم ذات کو دو بار یوں کہیں: اللہ اللہ اللہ جب پہلی دفعہ شدت و جہر کے ساتھ کہیں تو اس طرح تصور کریں کہ ایک نور وسطِ سینہ سے نکل کر لب تک آگیا ہے اور جب دوسری مرتبہ اسی شدت و جہر کے ساتھ کہیں تو یوں تصور کریں کہ ہمراہ لفظ مذکور (اللہ اللہ) وہی نور منہ سے نکل کر ایک ہاتھ اوپر پہنچ گیا ہے۔ بار دیگر اسی اسم مبارک کو بطریق مذکور کہیں اور یوں خیال کریں کہ نور اول کے ہمراہ نور ثانی ملحق ہو گیا ہے۔ اسی طرح اس کی مشق کرتے رہیں یہاں تک کہ خیال میں یوں پختہ ہو جائے کہ وہ نور ثانی بہ تہِ نورانی ستون کی شکل اختیار کر گیا ہے اور ذاکر کا تمام بدن اس میں گم ہو گیا ہے۔

ذکرِ اَلَا اللہ

بعد ازاں لفظِ اَلَا اللہ کا ذکر شدت و جہر کے ساتھ شروع کریں اور یوں تصور کریں کہ

ایک نور وسط سینہ سے اس لفظ کے ہمراہ باہر نکل کر پاؤں کے نیچے بقدر ایک ہاتھ زیر زمین چلا گیا ہے۔ اس ذکر پر اتنی مداومت کریں کہ وہ نور نیچے سے اوپر بلند ہو کر ذکرِ اول (اَللّٰهُ اَللّٰهُ) کے نور سے جا ملے۔

ذکر اللہ

بعد ازاں لفظ اللہ کا ذکر شدت و جہر کی بجائے آہستہ آہستہ کریں اور یوں تصور کریں کہ یہ اسم مبارک اس ستونِ نورانی میں جاروب کی مثل پھر رہا ہے اور اس کی گردش سے ستونِ مذکور درخشاں ہو رہا ہے۔

ذکر نفی و اثبات

نفی و اثبات کا طریقہ یہ ہے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو اپنے خیال سے کھینچ کر زمین و آسمان پر محیط کریں، اس طرح سے کہ لَا اِلٰهَ کے لفظ سے خود اپنی نفی اور تمام عالم کی نفی ملاحظہ کریں اور لفظ اِلَّا اللّٰهُ کی ضرب اوپر کی جانب بالائے عرش مجید لگائیں۔ اسی شغل کو بار بار عمل میں لائیں یہاں تک کہ ایک نہایت وسیع نور بالائے عرش سے نیچے آئے اور تمام عالم حتیٰ کہ سالکِ ذاکر کا خود اپنا جسم بھی اس نور میں گم ہو جائے۔

فصل دوم: مراقبات

واضح ہو کہ طریقہ چشتیہ کے مراقبات بھی وہی ہیں جو بابِ اول میں بیان کیے گئے۔ پس مراقباتِ مذکور میں ابتداء شغلِ نفی سے اور انتہا مشاہدہ میں مشغول ہونے سے ہوتی ہے۔

شغلِ دورہ چشتیہ

سلسلہ چشتیہ میں شغلِ دورہ اس طرح پر ہے کہ ذکرِ یٰحییٰ و یٰقُیُّوْم اس طریقے سے کریں کہ

کہہ یا سَیِّح کو خیال سے وسط سینہ سے لب تک لائیں اور اپنی رُوح کو اس کے ہمراہ لیں پھر
لفظ قِیُوم کو اس کے پیچھے اس طرح لائیں کہ اس اسم کی مشق سے رُوح بدن سے خارج ہو
پھر رُوح کو انہی دونوں اسماء کی قوت سے عرشِ مجید تک پہنچائیں۔ اس مقام پر قدرے توقف کر
کے سیر اور دور کرائیں تاکہ ارواح ملائکہ جنت و جہنم اور ان کی مثل دیگر امور غیبیہ منکشف ہو
جائیں۔ بعد ازاں اس ذکر کو جب تمام کرنا چاہیں تو لفظ یا سَیِّح سے ارادہ انتقال کریں، اور
لفظ یا قِیُوم سے رُوح کو اپنے بدن میں واپس لے آئیں۔

ذکر برائے کشف قبور

کشف قبور کے لیے ذکر سُبُوْح قُدُّوس رَبُّ الْمَلٰٓئِکَةِ وَالتَّوْح کو اس
طریقہ پر کریں کہ لفظ سُبُوْح کو ناف سے لے کر دماغ تک پہنچائیں اور لفظ قُدُّوس کو وہاں
سے عرشِ مجید تک لے جائیں پھر رَبُّ الْمَلٰٓئِکَةِ وَالتَّوْح کو عرش سے قلب تک لا کر
قلب کے درِ فوقانی سے داخل کریں اور درِ تحتانی سے خارج کرتے ہوئے قبر کی طرف متوجہ ہو
جائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس شغل کی مشق سے کشف قبور حاصل ہو جائے گا۔

باب سوم

اشغالِ طریقہ نقشبندیہ

فصل اول : اذکار

لطائفِ ششگانہ کے مقامات یہ ہیں : لطیفہ قلب بائیں پستان کے نیچے، لطیفہ رُوح دائیں پستان کے نیچے، لطیفہ ہتران ہر دو کے درمیان (یعنی لطیفہ قلب اور لطیفہ رُوح کے درمیان) لطیفہ نفس مقامِ ناف میں، لطیفہ خفی پیشانی میں اور لطیفہ اخفی سر میں تالو کے مقام پر واقع ہیر

ذکرِ نفی و اثبات

پس لطائفِ ششگانہ کو ذکرِ خیالی کے ساتھ ذکرِ بنا چاہیے۔ ابتداء میں ہر لطیفہ کو علیحدہ علیحدہ ذکرِ بنائیں اور انتہا میں تمام لطائفِ ششگانہ کو یکبارگی ذکرِ بنا چاہیے۔ بعد ازاں صبرِ نفس کے ساتھ ذکرِ نفی و اثبات کریں۔ اس طریقہ پر کہ دوزانو قبلہ رو بیٹھ کر اپنے دم کو بند کر کے زبان کو تالو سے چپکا کر لاگو مقامِ لطیفہ نفس سے کھینچ کر لطیفہ ہتر و خفی سے گزارتے ہوئے لطیفہ اخفی تک پہنچائیں اور اللہ کو لطیفہ اخفی سے لطیفہ رُوح میں پہنچائیں اور اللہ کی ضربِ لطیفہ قلب پر لگائیں۔ اس ذکر کو اس انداز سے کریں کہ اس کا کوئی اثر اعضائے ظاہر و پنهان نہ ہو بلکہ محض خیال کے ساتھ ہو۔

سلطانِ الذکر

بعد ازاں سلطانِ الذکر عمل میں لائیں یعنی جس طرح ذکر مقاماتِ لطائف سے آگاہ ہوا۔ اسی طرح سر سے پاؤں تک تمام رگ و پے اور ہر تہ و ثوب میں ذکر کو سرایت کرنے۔

فصل دوم: مراقبات

مراقبات کے بیان میں وہی ترتیب جو باب اول میں مذکور ہوئی ہے بجالائیں۔

کشف وقائع آئندہ

اگر یہ معلوم کرنا ہو کہ آئندہ وقائع میں کون سا واقعہ منکشف ہوگا اس کے لیے احسن و اولیٰ یہ ہے کہ رات کے تیسرے پہر بیدار ہو کر نہایت درجہ حضور قلب کے ساتھ بکمال آداب و مستحبات طہارت بجالائیں پھر طہارت کے بعد وہ مسنون دعائیں جو گناہوں کے کفارہ کے لیے مستعین فرمائی گئی ہیں، نہایت درجہ خلوص والتجا کے ساتھ پڑھیں اس کے بعد صلوٰۃ التبیح تمام آداب و سنن و مستحبات کا لحاظ رکھتے ہوئے پورے حضور قلب سے انتہائی خشوع و خضوع کے ساتھ اس طرح ادا کریں کہ درگاہ رب العزت سے طلب مغفرت بکمال التجا و الحاح دل کی گہرائی میں سما جائے۔ بعد ازاں بکمال حضور قلب تمام گناہوں سے توبہ کریں اور التجا و الحاح کے تمام مراتب اپنی انتہا کو پہنچا دیئے جائیں اس کے بعد اشغال مذکورہ میں سے کسی ایک شغل میں مشغول ہو جائیں اور اس شغل کے دوران اس مطلوب واقعہ کے کشف کے لیے عالم الغیب کے حضور خوب متوجہ رہیں۔ انشاء اللہ بطریق الہام یا بطریق مشاہدہ اس واقعہ کی حقیقت منکشف ہو جائے گی۔

اگر یہی عمل صدارت کیا جائے اور حقیقت واقعہ منکشف نہ ہو تو رات کے تیسرے پہر دو رکعت اس طرح ادا کریں کہ ہر رکعت میں تین بار سورۃ فاتحہ، تین بار آیت الکرسی اور پندرہ بار سورۃ اخلاص پڑھیں، اس کے بعد سر سجدہ میں رکھ کر نہایت درجہ خشوع و خضوع کے ساتھ ایک سو ایک بار ”یا خبیرُ اخبِرْنی“ پڑھیں۔ بعد ازاں سجدہ سے سر اٹھا کر نہایت درجہ الحاح و التجا کے ساتھ انکشاف واقعہ مذکورہ کے لیے دعا کریں اور پھر سو جائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس واقعہ کی حقیقت سوتے میں منکشف ہو جائے گی۔ فقط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سلاسل طریقت

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ الساکین
اما بعد۔ پس طالب شرف بیعت و توبہ سے مشرف ہوا اور فقیر سید احمد کی وساطت سے طریقیہ
عالیہ چشتیہ و قادریہ و نقشبندیہ و مجددیہ و محمدیہ کی سلک میں منسلک ہوا۔ اس فقیر (سید احمد شہید) کو
ان طریقوں کی برکات و دوحہ سے حاصل ہیں۔

وجہ اول : اولیت

یہ فقیر اویسی طور پر طریقیہ چشتیہ میں حضرت خواجہ قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار
کاکل کی رُوح مقدس سے اور طریقیہ قادریہ میں حضرت غوث الثقلین حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ
کی رُوح مقدس سے اور طریقیہ نقشبندیہ میں حضرت امام الشریعت والطریقت حضرت خواجہ
بہاد الدین نقشبند بخاریؒ سے مستحق ہوا اور طریقیہ مجددیہ و محمدیہ میں بلا واسطہ کسی کے حضرت حق
کی بارگاہ سے مستفید ہوا۔ یہ تمام اولیت کا یہ حصول اگرچہ محض بفضل الہی مستحق ہوا لیکن ظاہری

اسباب میں یہ سبب اس فقیر کے حق میں حضرت پیر و مرشد کی دُعا کا نتیجہ ہے۔

وجہ ثانی : بطریقِ بیعت و اجازت

یہ فقیر سلاسلِ مذکورہ کے مشائخ کی سلک میں بطریقِ بیعت و اجازت منسلک ہے۔ اس طریقہ پر کہ اس فقیر کو قدوۃ العلماء و المحدثین و ارث الانبیاء و المرسلین حجتہ اللہ علی العالمین مولانا و مرشدنا شیخ عبدالغفریہ سے انتسابِ بیعت و اجازت ہے۔ اور اُن کو اپنے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ سے اور اُن کو اپنے والد ماجد حضرت شیخ عبدالرحیم سے۔ اور اُن کو

طریقہ چشتیہ

میں اپنے نانا بزرگوار شیخ رفیع الدین سے انتسابِ بیعت و اجازت ہے

اور اُن کو	شیخ قطب عالمؒ	سے
" "	شیخ نجم الحق چائیں لدہؒ	" "
" "	شیخ عبدالغفریہؒ	" "
" "	قاضی خاں یوسف نامیؒ	" "
" "	شیخ حسن طاہرؒ	" "
" "	ستید راجی حامد شاہؒ	" "
" "	شیخ حسام الدین مانچوریؒ	" "
" "	خواجہ نور قطب عالمؒ	" "
" "	شیخ علاء الحقؒ	" "
" "	شیخ انخی سراجؒ	" "
" "	سلطان الاولیاء حضرت نظام الدینؒ	" "

اور ان کو	امام الزاہدین حضرت شیخ فرید الدین شکر گنجؒ	سے
" "	قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ	"
" "	نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ	"
" "	خواجہ عثمان ہارونیؒ	"
" "	حاجی شریف زندنیؒ	"
" "	خواجہ سودود چشتیؒ	"
" "	خواجہ یوسف چشتیؒ	"
" "	خواجہ محمد چشتیؒ	"
" "	خواجہ ابو احمد چشتیؒ	"
" "	خواجہ ابو اسحاق چشتیؒ	"
" "	شیخ علودینیوریؒ	"
" "	ابی ہبیرہ بصریؒ	"
" "	حذیفہ مرثیؒ	"
" "	سلطان التارکین حضرت ابراہیم ادہمؒ	"
" "	فضیل ابن عیاضؒ	"
" "	عبدالواحد بن زیدؒ	"
" "	خیر التابعین حضرت حسن بصریؒ	"
" "	امام الاولیاء قدوة الاتقیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہؒ	"

اور انؑ کو سید الانبیاء و المرسلین محبوب رب العالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ معین سے

سلسلہ قادریہ

اور اسی طرح شیخ عبدالرحیم قدس اللہ سرہ الغفرنہ کو طریقہ قادریہ میں سید عبداللہ اکبر آبادی سے
انتساب بیعت و اجازت ہے

اور ان کو	سید آدم نبوریؒ	سے
"	امام ربانی قیوم زمانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندیؒ	"
" "	اپنے والد ماجد شیخ عبدالاحدؒ	"
" "	شاہ کمالؒ	"
" "	شاہ فیضؒ	"
" "	سید گدائے رحمنؒ	"
" "	سید شمس الدین عارفؒ	"
" "	سید گدائے رحمن بن ابی الحسنؒ	"
" "	شیخ شمس الدین صحرائیؒ	"
" "	سید عقیلؒ	"
" "	سید بہاء الدینؒ	"
" "	سید عبدالوہابؒ	"
" "	سید شرف الدین قتالؒ	"
" "	سید عبدالرزاقؒ	"
" "	حضرت غوث الاعظم سید محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ	"

سے	شیخ ابوسعید مخرومیؒ	اور اُن کو
"	شیخ ابی الحسن القرشیؒ	" "
"	شیخ ابی الفرج طرطوسیؒ	" "
"	شیخ ابی الفضل عبد الواحد علیؒ	" "
"	شیخ ابی الفضل مینیؒ	" "
"	شیخ ابی بکر شبلیؒ	" "
"	سید الطائفہ جنید بغدادیؒ	" "
"	شیخ ابی الحسن تری سقطنیؒ	" "
"	شیخ معروف کرخیؒ	" "
"	امام علی رضاؒ	" "
"	امام موسیٰ کاظمؒ	" "
"	امام جعفر صادقؒ	" "
"	امام محمد باقرؒ	" "
"	امام زین العابدینؒ	" "
"	سید الشہداء حضرت حسینؒ	" "
"	سید الاولیاء خاتم الخلفاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ	" "

اور اُن کو سید الانبیاء خاتم الرسل احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین سے

سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ

اور اسی طرح شیخ عبدالرحیم قدس سرہ کو طریقہ نقشبندیہ و مجددیہ میں سید عبداللہ اکبر آبادی
انتساب بیعت اجازت ہے

اور اُن کو	سید آدم بنوری	سے
" "	شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی	"
" "	خواجہ باقی باللہ	"
" "	خواجہ الکنگ	"
" "	مولانا درویش محمد	"
" "	مولانا زاهد	"
" "	خواجہ عبید اللہ اصرار	"
" "	مولانا یعقوب چرخ	"
" "	امام الشریعت والطریقہ خواجہ بہاء الدین نقشبند	"
" "	خواجہ محمد بابا سماسی	"
" "	خواجہ راستینی	"
" "	خواجہ محمود انجیر فغوی	"
" "	خواجہ عارف ریوگری	"
" "	خواجہ خواجگان خواجہ عبدالخالق غجدوانی	"
" "	خواجہ یوسف ہمدانی	"

اور اُن کو	ابی علی فارمدیؒ	سے
" "	امام ابی القاسم قشیریؒ	"
" "	شیخ ابی علی دقاقؒ	"
" "	شیخ ابی القاسم نصرآبادیؒ	"
" "	شیخ ابوبکر شبلیؒ	"
" "	سید الطائف جنید بغدادیؒ	"
" "	شیخ ابی الحسن سری سقطیؒ	"
" "	شیخ معروف کرخیؒ	"
" "	امام علی رضاؒ	"
" "	امام موسیٰ کاظمؒ	"
" "	امام جعفر صادقؒ	"
" "	رئیس الفقہاء والتابعین قاسم بن محمدؒ	"
" "	صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سلمان فارسیؒ	"
" "	امیر المومنین سید المسلمین افضل الخلفاء الراشدين حضرت ابی بکر صدیقؒ	"
اور اُن کو سید المرسلین	امام المتقین احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ابی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین سے	

نماز پنجگانہ ادا کرنا فرض ہے اور اس کا ترک کفر ہے۔ لازم ہے کہ ہر مومن جان و دل سے خدا کا حکم بجا لائے

امیر المومنین امام المجاہدین حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ

کے محبوب جاں نثار شہید اسلام عارف باللہ

شیخ المشائخ حضرت شاہ عبد الرحیم ولایتی شہید رحمۃ اللہ علیہ

(پیر و شد حضرت میا نجیو نور محمد جمنجانی رحمۃ اللہ علیہ)

سید نفیس ٹھہنی

آپ سادات کرام روہ افغانستان سے ہیں۔ نام مولا کی طلب میں وطن سے نکلے۔ پہلے حضرت سید رحم علی شاہ صاحب (م ۱۲۰۴ھ) (ازاحفاد حضرت شاہ قمیص سادھوری قدس سرہ) سے جو مقام پنجلاہ ضلع انبالہ میں مقیم تھے مشرف بہ بیعت ہوئے اور عرصہ تک ریاضت میں مصروف رہ کر نسبت طریقہ قادریہ حاصل کی۔ بعد ازاں نسبت عشقیہ چشتیہ کا اکتساب حضرت شاہ عبد الباری امروہی قدس سرہ (م ۱۲۲۶ھ) سے کیا اور آخر میں بیعت جہاد باطریقت حضرت سید احمد شہید قدس سرہ (۱۲۴۶ھ) سے کی۔

(انوار العارفین، تحفہ الارباب ص ۱۸۷ ج ۲، انوار العاشقین ص ۸۲)

ملفوظ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب: ”مومن خاں صاحب مومن دہلوی مجدد سے فرماتے تھے کہ ایک بار چند حضرات شاہ عبد العزیز صاحب سے حدیث پڑھ رہے تھے کہ تذکرہ اکابروں کا آگیا ہم لوگوں نے عرض کیا اب بھی کوئی ایسا اکابر ہے شاہ صاحب نے فرمایا کہ پرسوں کو ہمارے پاس فلاں حلیہ کا ایک شخص مسئلہ دریافت کرنے آئے گا وہ مرد کامل ہے۔ سمت اور وقت بھی معین کر دیا۔ ہم لوگ روز موعود پر زینت المساجد میں کہ دریائے جمنہ کے کنارے واقع ہے اُن کے اشتیاق میں بیٹھے تھے وقت مقررہ پر دریا کے کنارے اُسی حلیہ کے ایک بزرگ نمودار ہوئے اور سب ان کی زیارت سے مشرف ہوئے وہ بزرگ حضرت شاہ عبد الرحیم صاحب ولایتی تھے۔“

حضرت شاہ عبد الرحیم ولایتی قدس سرہ نے امیر المومنین امام المجاہدین حضرت سید احمد شہید سے اس وقت بیعت کا شرف حاصل کیا جب دو آلبے کا مشہور تاریخی و تبلیغی دورہ کرتے ہوئے سید صاحب سہارنپور میں رونق افروز ہوئے۔ اس تمام سفر میں شیخ الاسلام حضرت مولانا عبدالحی صاحب اور حجۃ الاسلام

حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید بہر کاب تھے۔ ان کے مواعظ سے بہت اصلاح و انقلاب ہوا۔ اس ایک سفر نے وہ کام کیا جو بڑے بڑے مشائخ کا تزکیہ باطن اور بڑے بڑے علماء و مصلحین کی برسوں کی تربیت ظاہر کرتی ہے ہر ہر جگہ سینکڑوں آدمی مستقی، متورع، عابد، متبع سنت اور ربانی بن گئے۔

(سیرۃ سید احمد شہید ص ۱۴۴ ج ۱)

سہارنپور میں حضرت سید صاحب کا والہانہ عقیدت سے خیر مقدم کیا گیا۔ مولف سیرۃ سید احمد شہید منظوم السعداء کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

سہارنپور سے باہر ایک جم غفیر استقبال کے لئے موجود تھا۔ آپ نے مغرب کی نماز مسجد ابونبی میں پڑھی۔ اس کے ایک حجرے میں حاجی عبدالرحیم صاحب ولایتی رہتے تھے جو بڑے مشائخ میں سے تھے۔ سینکڑوں آدمی ان کے مرید تھے۔ انھوں نے اپنے تمام مریدوں کے ساتھ بیعت کی اور اپنے تمام نیاز مندوں کو بلا کر کہہ دیا کہ سب آپ سے بیعت ہو جاؤ، ایسا مرشد کامل پھر ملنا مشکل ہے۔ تہائی رات تک بیعت کرنے والوں سے آپ کو فرصت نہیں ہوئی۔ دو روز تک انھیں کے گھر دعوت رہی۔“ (سیرۃ سید احمد شہید ص ۱۴۴ ج ۱)

”نقش حیات“ میں اس تاریخی ملاقات کا ذکر حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان صدق ترجمان کے حوالے سے ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

”حضرت سید صاحب اپنے دورہ تبلیغ میں حضرت شاہ حاجی عبدالرحیم صاحب ولایتی پیرو مرشد حضرت میا نجیور رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقی ہوئے تو منجملہ اور لوگوں کے خود حضرت شاہ صاحب نے بھی حضرت سید احمد شہید کے ہاتھ پر

بیعت فرمائی (دراں حالیکہ وہ خود صاحب ارشاد مکمل تھے اور ہزاروں آدمی ان کے مرید تھے) اور فرمایا کہ واقعہ میں مجھے کسی کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی حاجت نہیں مگر میں جناب رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی اسی میں ہی دیکھتا ہوں (نظر کشفی سے) اور اسی لیے بیعت ہوتا ہوں پھر (خلوت ہوئی) اور دونوں حضرات فیوض روحانیہ کا اکتساب کرنے کے لیے حجرہ میں چلے گئے۔ جب نکلے ہیں تو سید صاحب پر نسبت چشتیہ اور گریہ و بکا کا غلبہ ہوا اور حضرت حاجی شاہ عبدالرحیم ولایتیؒ پر نسبت نقشبندیہ کا۔ (ج ۲)

مسجد ابونبی میں حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ کا وعظ بھی ہوا آج بھی اس مسجد کے اندر درمیانی دروازے میں چند اینٹیں نمایاں طور پر لگی ہوئی ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہیں کھڑے ہو کر حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ نے وعظ فرمایا تھا۔ وہ حجرہ آج بھی موجود ہے جس میں حضرت شاہ عبدالرحیم ولایتیؒ رہتے تھے۔ اسی میں حضرت سید احمد شہیدؒ سے ملاقاتیں رہیں۔ راقم سطور شوال ۱۳۹۰ھ میں اس مسجد اور حجرے کی زیارت سے چند بار مشرف ہو چکا ہے۔

حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتیؒ نے اپنے مرید مخلص حضرت میانجیو نور محمد جھنجھانویؒ کو بھی لوہاری سے سہارنپور بلا لیا اور اپنے سامنے حضرت سید احمد شہیدؒ کے دست حق پرست پر بیعت کرایا۔ اور اجازت و شہرات بھی عطا کیے گئے۔ حضرت شیخ محمد محدث تھانوی (مرید و خلیفہ حضرت میانجیو صاحب جھنجھانویؒ) اپنی تالیف ”انوار محمدی“ میں رقمطراز ہیں:

”حضرت حاجی صاحب داداپیر، حاجی عبدالرحیم مصدر الاوصاف

بحضرت شیخ المشائخ میانجیو صاحب پیرو مرشد م تحریر فرمودہ از
سہارنپور بمقام لوہاری ارسال داشتند، ہنگام رونق افروزی آنجناب
نزد جناب میر صاحب حضرت سید احمد صاحب و قبلہ دادا پیر
قدس اسرار ہم در بلد سہارنپور، در ہمان زمان حاجی صاحب قبلہ
مدوح قدس سرہ پیرو مرشد میانجیو صاحب قبلہ را بروی خود
بیعت از سید صاحب مدوح کنا نیدند و اجازۃ و شجرات عنایت
شدند۔“ (ص ۳۵، مطبع صنیائی میرٹھ ۱۲۹۱ھ)

دو آجے کا تبلیغی دورہ مکمل کرنے کے بعد حضرت سید احمد شہید اپنے وطن
رائے بریلی تشریف لے گئے اور کچھ عرصہ قیام فرمایا۔ یہ زمانہ بڑے روحانی و علمی
فیوض و برکات کا زمانہ تھا۔ حضرت سید صاحب کا وجود علماء و مشائخ ہندوستان کا
اجتماع، یکسوئی، یہ سب نعمتیں جمع تھیں۔ ایک غیر معروف چھوٹا سا گاؤں
کھکشاں بن گیا تھا، جس کی زمین پر چاند کے ساتھ سارے روشن ستارے اتر آئے
تھے۔ ہندوستان کے نامور علماء و مشائخ حجة الاسلام مولانا محمد اسماعیل صاحب شہید،
شیخ الاسلام مولانا عبدالحی صاحب، قطب وقت مولانا محمد یوسف صاحب پھلتی
(نسیرہ حضرت شاد اہل اللہ صاحب) شیخ المشائخ حضرت حاجی عبدالرحیم صاحب
والہ سی (شیخ المشائخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی) حضرت شاد ابو سعید صاحب
(خلیفہ حضرت شاد غلام علی صاحب) ایک وقت میں جمع ہوئے۔

(سیرۃ سید احمد شہید ص ۱۵۱ ج ۱)

حضرت سید صاحب کا تقریباً ایک سال رائے بریلی میں قیام رہا۔ اس قیام

کے اہم واقعات میں سے جہاد کی تیاری عسکری مشق و تربیت کا اہتمام ہے۔
 ”سیرۃ سید احمد شہیدؒ“ میں ہے:

”یوں تو عبادت و سلوک کے ساتھ جہاد کی تیاری آپ ہمیشہ کرتے
 رہتے تھے لیکن اس قیام میں اس طرف سب سے زیادہ توجہ تھی۔ جہاد
 کی ضرورت کا احساس روز بروز بڑھتا جاتا تھا اور یہ کانٹا تھا، جو آپ کو
 برابر بے چین رکھتا تھا۔ دن رات اسی کا خیال رہتا تھا۔ زیادہ تر یہی
 مشاغل بھی رہتے۔ آپ اکثر اسلحہ لگاتے تاکہ دوسروں کو اس کی
 اہمیت معلوم ہو اور شوق ہو۔ دوسروں کو بھی اس کی ترغیب
 دیتے۔“ (ص ۱۹۵ ج ۱)

جب فنونِ حرب کی مشق و تعلیم میں زیادہ انہماک ہوا اور زیادہ تر وقت اسی
 میں صرف ہونے لگا، یہاں تک کہ سلوک کے کاموں میں کمی ہونے لگی، تو رفقاء
 نے آپس میں گفتگو کرنی شروع کی اور مشورہ کیا کہ مولانا محمد یوسف صاحب
 پھلتی اس بارے میں سید صاحب سے گفتگو کریں اور جماعت کے ان خیالات کی
 اطلاع دیں۔ مولانا نے سید صاحب سے عرض کیا، سید صاحب نے آپ کو جواب
 دیا کہ:

”ان دنوں اس سے افضل کام ہم کو درپیش ہے۔ اسی میں ہمارا دل
 مشغول ہے، وہ جہاد فی سبیل اللہ کے لیے تیاری ہے۔ اس کے سامنے
 اس حال کی کچھ حقیقت نہیں، وہ کام یعنی تحصیلِ علم سلوک اس کام

کے تابع ہے۔ اگر کوئی تمام دن روزہ رکھے، تمام رات عبادت و ریاضت میں گزارے اور نوافل پڑھتے پڑھتے پیروں میں ورم آجائے اور دوسرا شخص جہاد کی نیت سے ایک گھڑی بھی بارود اڑائے تاکہ کفار کے مقابلے میں بندوق لگاتے آنکھ نہ جھپکے تو وہ عابد اس مجاہد کے رتبے کو ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔ اور وہ کام (سلوک و تصوف) اس وقت کا ہے، جب اس کام (تیاری جہاد) سے فارغ البال ہو۔ اب جو پندرہ سولہ روز سے نماز یا مراقبے میں دوسرے انوار کی ترقی معلوم ہوتی ہے، وہ اسی کاروبار کے تفصیل سے ہے۔ کوئی بھائی جہاد کی نیت سے تیر اندازی کرتا ہے، کوئی بندوق لگاتا ہے، کوئی پھری گد کا کھیلتا ہے، کوئی ڈنٹر پیلتا ہے۔ اگر ہم اس کام کی اس وقت تعلیم کریں تو ہمارے یہ بھائی اس کام سے جاتے رہیں۔ یوسف جی، تم خود اپنا حال دیکھو کہ گردن ڈالے ہوئے ایک عالم سکوت میں رہتے ہو۔ اسی طرح اور لوگ بھی کوئی کھنبل اور ٹھے مسجد کے کونے میں بیٹھا ہے، کوئی چادر لپیٹے حجرے میں بیٹھا ہے، کوئی جنگل جا کر مراقبہ کرتا ہے کوئی ندی کنارے گڑھا کھود کر بیٹھا رہتا ہے۔ ان صاحبوں سے تو جہاد کا کام ہونا مشکل ہے۔ تم ہمارے بھائیوں کو سمجھاؤ کہ اب اسی کام میں دل لگائیں۔ یہی بہتر ہے۔ حاجی عبدالرحیم صاحبؒ سے مشورہ کر کے جواب دو۔“

(سیرۃ سید احمد شہیدؒ ص ۱۹۶-۱۹۷ ج ۱)

حضرت حاجی عبدالرحیم صاحب کا بیان

حضرت حاجی عبدالرحیم صاحبؒ نے جب یہ سنا تو پہلے اپنا حال بیان کیا کہ جب مجھ کو حضرت سید صاحبؒ سے بیعت نہ تھی۔ اپنے مشائخ کے طور و طریق پر تھا، چلہ کشی کرتا تھا، جو کی روٹی کھاتا تھا، موٹے کپڑے پہنتا تھا، میرے صدا مرید تھے اور جو درویشی کا طالب میرے پاس آتا، اس کو تعلیم کرتا تھا اور کسی سے کچھ غرض نہیں رکھتا تھا، جو کوئی اپنے مطلب کے لیے دو چار کوس یا دو ایک منزل لے جانے کی درخواست کرتا، اللہ فی اللہ چلا جاتا تھا اور میری نسبت کا یہ طور تھا کہ اگر آدھ کوس یا کوس بھر سے کسی پر توجہ کی نظر ڈالتا تھا، تو اسی جگہ اس کو حال آجاتا اور بعض بعض باتیں مجھ میں اس سے بڑھ کر تھیں اور میں اپنے اس حال میں بہت خوش تھا اور میرے مریدوں میں بعض بعض صاحبِ تاثیر تھے، باوجود ان سب باتوں کے جب اللہ تعالیٰ نے ان سید صاحب کو سہارنپور پہنچایا اور مجھ سے ملایا اور مجھ کو توفیق دی کہ میں نے آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور ان کا طریقہ دیکھا، اس وقت اپنے نزدیک مجھ کو یہ خیال ہوا کہ اگر میں اس حالت میں مرجاتا، تو میری بڑی موت ہوتی، پھر میں نے اپنے سب مریدوں سے کہا کہ اگر تم اپنی عاقبت بخیر چاہتے ہو، تو اب دوسری مرتبہ ان سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرو یا اس عقیدے سے میری ہی بیعت کرو، اور جو نہ کرے گا، وہ جانے۔ میں نے آگاہ کر دیا ہے۔ اس کا مواخذہ قیامت کے روز مجھ سے نہیں۔ پھر سب نے دوبارہ بیعت کی۔ سو میں نے تمام عیش و آرام اور ناموس و نام

ترک کر کے سید صاحب کے یہاں کی محنت و مشقت و تنگی و کلفت اختیار کی۔ اینٹیں بھی بناتا ہوں، دیوار بھی اٹھاتا ہوں، گھاس بھی چھیلتا ہوں، لکڑی بھی چیرتا ہوں اور ہر طرح کے کام کرتا ہوں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس کاروبار کی بدولت جو نعمت دی اور خیر و برکت عطا کی، اس کے دسویں حصے کے برابر ان اول معاملات کی تمام خیر و برکت کو نہیں پاتا ہوں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اس راحت کو چھوڑ کر یہ محنت کیوں اختیار کی؟“ سومیری صلاح اس بارے میں یہی ہے کہ تم اپنا سارا کاروبار حضرت پر چھوڑو۔ وہی جو کچھ بہتر جان کر تم کو فرمائیں، اسی کو مانو اور اپنی بہتری اسی میں سمجھو اور اپنی ناقص رائے کو اس میں دخل نہ دو۔“

حاجی صاحب چونکہ فنِ سلوک اور قوتِ نسبت میں مسلم تھے اور مشہور شیخ اور عارف تھے۔ اس لیے ان کی تقریباً سن کر سب لوگ خاموش ہو گئے اور مقدمات جہاد میں دل و جان سے مشغول ہو گئے۔ دن رات یہی مشغلہ تھا۔ بھر ماری، تیر اندازی کرتے، چورنگ لگاتے اور فنونِ سپہ گری کی پوری مشق کرتے تھے۔

(سیرۃ سید احمد شہید ص ۱۹۷-۱۹۸ ج ۱ بحوالہ وقائع احمدی ص ۴۴۸ ج ۴۵۴)

اس پورے واقع سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت شاہ عبدالرحیم ولہ سیّد دل و جان سے حضرت سید صاحب کے عاشق تھے اور ان کی نظر میں حضرت سید صاحب کا مرتبہ و مقام نہایت درجہ رفیع و بلند تھا۔ ادھر حضرت سید صاحب بھی حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب ولہ سیّد کو ایک عالی نسبت شیخ طریقت جانتے تھے

اور اس سلسلے میں ان کو صائب الرائے مانٹے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ تربیت سلوک کے لیے بعض خاص مسترشدین کو بھی ان کے سپرد فرما دیا کرتے تھے۔

کلکتہ میں ایک پیر زادے تھے۔ خلاف شرع امور سے اجتناب نہیں کرتے تھے۔ حضرت سید صاحب سفر حج پر جاتے ہوئے کلکتہ ٹھہرے تو وہ پیر زادے متاثر ہو کر بیعت ہو گئے۔ اور منہیات سے توبہ کی۔ حضرت سید صاحب نے ایک دن کے بعد ان کو ایک کرتا دیا اور پگڑی عنایت فرمائی، مولانا عبدالحی صاحب سے خلافت نامہ لکھوا کر انھیں دیا۔ اور ان کو حضرت حاجی شاہ عبد الرحیم صاحب کے سپرد کر دیا۔ ایک دن انھوں نے سید صاحب سے عرض کی کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ نے بڑی عنایت کی اللہ تعالیٰ نے اس شہر میں آپ کو گویا میری ہی ہدایت کے لیے بھیجا ہے۔ (سیرۃ سید احمد شیدائے ص ۱۳۰ ج ۱)

ایک اور واقعے سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت حاجی عبد الرحیم صاحب حضرت امیر المومنینؒ کی جانب سے اہم خدمات بھی انجام دیتے تھے، چنانچہ جب لشکر اسلام ہجرت کا سفر طے کرتا ہوا راجستان کے راستے سے سندھ پہنچا تو امیران سندھ کی عملداری کا آغاز ہو گیا، حضرت سید صاحبؒ عمر کوٹ جانا چاہتے تھے، چنانچہ حضرت حاجی عبد الرحیم صاحبؒ کو اجازت نامہ حاصل کرنے کے لئے قلعہ دار کے پاس بھیجا۔ صوبہ سرحد پہنچ کر بھی حضرت حاجی صاحبؒ خاص خدمات پر فائز رہے۔ (سید احمد شیدائے ص ۲۹۶)

منظورۃ السعداء میں ہے: کالا باغ کی راہ سے ڈیرہ اسماعیل خاں کو جہاں نواب اسماعیل خاں کا لشکر شہر کے باہر اُترا ہوا تھا، حاجی عبد الرحیم صاحبؒ حضرت امیر المومنینؒ کی اجازت سے اُس لشکر میں اقامت رکھتے تھے تاکہ ہندوستان سے

آنے والے جہادی قافلے ڈیرہ اسماعیل خاں جو کہ مقامِ محدوش ہے نہ جائیں بلکہ اُس سے بالابالاسمت جنوب کی جانب ہو کر گزریں۔ (ص ۱۲۴)

حضرت سید صاحبؒ کی نگاہ میں حضرت حاجی عبدالرحیم صاحبؒ کی بڑی قدر و منزلت تھی ذیل کے واقعہ سے اس کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ منظورۃ السعداء میں ہے کہ۔

(درمکہ معظمہ) آنجناب حضرت امیر المومنینؒ اپنی رہائش گاہ میں تشریف فرماتھے کہ حاجی عمر جو حاجی عبدالرحیم صاحبؒ کے رفیق تھے اور نہایت درجہ صالح و سعید و عابد و زاہد اور مستقی تھے، حضرت امیر المومنینؒ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کرنے آئے۔ آپ نے ان کی عزت و توقیر زیادہ سے زیادہ فرمائی اور ان کی توصیف میں حضرت امیر المومنینؒ کی زبان مبارک سے یہ کلمہ صادر ہوا کہ ان جیسے لوگوں سے ملائک بھی شرم رکھتے ہیں اور ان جیسے لوگ وہ ہیں جو ملائک پر شرف رکھتے ہیں۔ (منظورۃ السعداء ص ۱۱۰)

حضرت سید احمد شہیدؒ سے بیعت و تعلق کا پہلا اثر عقیدے کی صحت و صفائی اور توحید و سنت میں پختگی کی شکل میں ظاہر ہوتا تھا اور وہ اکثر متعدی اور بہت طاقتور ہوا کرتا تھا۔ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحبؒ والد سنی سہارنپور میں حضرت سید صاحبؒ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوتے ہی ایسے متاثر ہوئے کہ وہ اس کے مستقل داعی بن گئے۔

ارواحِ ثلاثہ میں ہے کہ شاہ عبدالرحیم صاحب رائیپوریؒ فرماتے تھے کہ شاہ
 عبدالرحیم صاحب ولایتیؒ سے جو لوگ اُن کے سید صاحب سے بیعت ہونے کے
 بعد بیعت ہوئے اُن کی حالت نہایت اچھی تھی اور اُن پر اتباع سنت نہایت
 غالب تھا اور جو لوگ سید صاحب کی بیعت سے پہلے بیعت ہوئے ان کی حالت
 اس درجہ نہ تھی نیز مولانا رائیپوریؒ نے فرمایا کہ جب شاہ عبدالرحیم صاحب
 سید صاحب سے بیعت ہو چکے تو اُس کے بعد وہ سادھورہ تشریف لے گئے اور
 وہاں تشریف لے جا کر اپنے سابق پیر صاحب کے خدام کو اور نیز قصبہ
 کے عوام و خواص کو بلا کر ایک جلسہ کیا اور اس جلسہ میں آپ نے فرمایا کہ میرے
 پیر صاحب کا عرس گو پہلے بھی ہوتا تھا مگر ترقی اسے میں نے دی تھی اور موجودہ
 حالت اس کی میری کوشش سے ہوئی ہے مگر اب اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دی
 ہے اور میری سمجھ میں اس کی برائی آگئی ہے اس لئے میں آپ صاحبان سے
 درخواست کرتا ہوں کہ اس عرس کو موقوف کر دیا جائے۔ (ارواحِ ثلاثہ ص ۱۶۶)

آپ نے اس زمانے میں اپنے خلیفہ میاں بی نور محمد صاحب جھنجھانویؒ کو جو اجازت نامہ لکھا
 ہے، اس کے لفظ لفظ سے یہ اثر ظاہر ہوتا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں:

اجازت نامہ

از حاجی عبدالرحیم نجدست میاںنجیو صاحب
 مہربان مخلصان میاںنجیو نور محمد صاحب
 بعد سلام مسنون الاسلام مکشوف
 ضمیر آنکہ مدعا سے ضروری آنکہ آل
 صاحب را اجازت است ہر کسے
 کہ ارادہ بیعت ازاں مہربان دارو،
 آل مخلص بہ دل جمعی تمام بیعت و تلقین
 بطلابین کردہ مانند۔ دریں امر ہرگز
 درگزر روا ندارند، و وسوسہ و خطرہ
 مخالفہ این معنی را اصلاً بدل راہ ندہند
 و از اہم مقاصد و اعظم مرادات
 آنست کہ انسان خود بذاتہ مستحکم علی الشریعہ
 بظاہر و باطن ہر وقت ماند و از بدعت
 شرک بہر کیف پاک باشد و ہمچنین برائے
 دیگر مومنین مخلصین ابتداء ملحوظ خاطر
 ماند۔ اللہ بس! زیادہ خیریت السلام۔
 و شرک فقط ہمیں نیست کہ غیر
 خدا را خدا گوید۔ بلکہ شرک اقسام است
 شرک فی العبادۃ و آل آنست کہ افعال
 حاجی عبدالرحیم کی طرف سے میاںنجیو صاحب کی بیعت میں
 مہربان مخلصان میاںنجیو نور محمد صاحب
 بعد سلام مسنون الاسلام کے معلوم ہر کہ
 ضروری مدعا یہ ہے کہ آپ کو (بیعت
 لینے کی) اجازت ہے۔ جو آپ سے
 بیعت کا ارادہ کرے، آپ ہر کسے
 اطمینان قلب کے ساتھ طالبین کو
 بیعت و تلقین فرمائیں۔ اس معاملے میں
 ہرگز تکلف سے کام نہ لیں اور کسی مخالف
 وسوسے اور خطرے کو دل میں جگہ نہ دیں۔
 اہم مقصد و مطلوب یہ ہے کہ انسان
 خود بذاتہ شریعت پر ثابت قدم ظاہر و
 باطن ہر وقت رہے اور ہر طرح کے شرک
 بدعت سے پاک رہے۔ اسی طرح سے
 دوسرے مومنین مخلصین کی ہدایت اس کے
 پیش نظر رہے، زیادہ خیریت والسلام۔
 یاد رہے کہ شرک فقط یہی نہیں ہے
 کہ غیر اللہ کو خدا کہے۔ شرک کی کئی قسمیں
 ہیں: شرک فی العبادۃ، وہ یہ ہے کہ جو افعال

برائے تعظیم خدا شروع اند برائے
غیر خدا بھل آرو، چنانچہ سجدہ۔

وَشَرَكُ فِي الْعِلْمِ وَأَنْ أَنْتَ كَعَالِمٍ
غَيْبٍ سِوَاكَ خَدَاكَ تَعَالَى وَكَيْفَ
رَادَاذِ چنانچہ جہاں میں زماں میں دانشد

آنچہ میں گوئیم پسیر مای شنوند۔ و

شَرَكُ فِي الْقُدْرَةِ وَأَنْ أَنْتَ كَعَالِمٍ
وَكَيْفَ

را مثل قدرۃ خداے تعالیٰ ثابت کند

مثلاً، بگوید کہ میں فرزند مر فلال پر زیادہ

دادہ است یا رزق فلال پریری دہد۔

و بدعت آنست کہ در شریعت کہ

از پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ثابت گردید

بر آں زیادتی کسی نماز چنانچہ سجدہ و رکوع

در رکعت دو مشروع اند، کہے نہ کند

و فہم کہ زیادۃ عبادت است و یا

کمی کند چنانچہ یک رکوع یا سجدہ و گوید

کہ میں عبادت کہ دوم اتنا بہر و حسنہ

الشرع مرود اند، فقط۔ از حکیم

مغیث الدین سلام شوق مطالعہ باد

از کاتب الحروف امان اللہ سلام شوق

مطالعہ باد

خدا کی تعظیم کے لیے مقرر کیے گئے ہیں اُن
کو اللہ کے سوا کسی اور کے لیے بجا لانے جیسے

سجدہ۔ شرک فی العلم اور وہ یہ ہے کہ

خدا کے سوا کسی اور کو عالم الغیب سمجھ

جیسے کہ اس زمانے کے جہلاء سمجھتے ہیں

مثلاً ہم جو کہہ سکتے ہیں ہمارا پرستنا ہے

شرک فی القدرۃ، اور وہ یہ ہے کہ دوسرے

کے لیے اللہ تعالیٰ کی سی قدرت ثابت کیے

مثلاً یوں کہے کہ میرا یہ لڑکا فلال پر زیادہ

کامیاب کیا ہوا ہے یا میری روزی فلال پر تیا ہے۔

اور بدعت یہ ہے کہ اس شریعت میں

جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے،

کچھ زیادتی کی کرے۔ چنانچہ رکعت میں ایک

رکوع اور سجدے دو مشروع ہیں۔ کوئی تین

کرے اور سمجھے کہ زیادتی عبادت ہے، یا

کمی کرے، چنانچہ ایک رکوع اور ایک سجدہ

کہے اور کہے کہ میں نے عبادت کی تین

یہ دونوں شرع کے نزدیک مردود ہیں۔

فقط حکیم مغیث الدین کی طرف سے اور

کاتب الحروف امان اللہ کی طرف سے سلام

شوق پہنچے۔

پیادوں کے مقابلے سے پسپا ہوتے تھے، انہیں سواروں پر گرتے تھے۔

(سمرۃ سید احمد شہید ص ۲۵۵ حصہ دوم)

منظورۃ السعداء میں ہے کہ دُرّانیوں کے لشکر میں تخمیناً چار ہزار پیادے اور آٹھ ہزار سوار تھے۔ اور حضرت امیر المومنین کے ہمراہی اس وقت ہندی و ملکی تین ہزار پیادے اور پانچ سو سوار تھے۔

مایار کی جنگ میں لشکر اسلام کو فتح ہوئی چالیس (۴۰) غازیوں کے قریب شہید ہوئے۔ دُرّانیوں کو شکست فاش ہوئی اُن کے اسی (۸۰) آدمی مارے گئے۔ لشکر اسلام کے شہیدوں کے چند نام حسب ذیل ہیں:

شیخ عبدالرحمن رائے بریلوی۔ میر رستم علی چکانوی مولوی عبدالرحمن تورو کے۔ حاجی عبدالرحیم پکھلی والے۔ (حضرت حاجی عبدالرحیم ولہستی میاں جی نور محمد جھنجھانوی رحمہ اللہ کے شیخ اور سلسلہ صابریہ امدادیہ کے رکنِ رکن ہیں) شیخ عبدالکحیم پھلتی۔ کریم بخش گھٹم پوری رحمہم اللہ تعالیٰ

تورو میں تدفین شاہ اسماعیل نے تورو سے بابر شمال و مشرقی کونے میں ایک بڑی قبر کھدوائی اور تمام لاشوں کو مندرجہ ذیل ترتیب سے رکھا: سب سے آگے قبر رخ حاجی عبدالرحیم پکھلی والے، (غالباً حضرت شاہ عبدالرحیم ولہستی پکھلی کے علاقے میں لشکر اسلام کی خدمات سرانجام دیتے تھے، پکھلی ہزارہ کے علاقے میں واقع ہے۔) ان کے ساتھ سید ابو محمد نصیر آبادی، پھر میر رستم علی، شیخ عبدالکحیم پھلتی، فضل الرحمن، مولوی عبدالرحمن ساکن تورو، کریم بخش اور بانی حضرات۔ سب کے بعد عبدالرحمن رائے بریلوی کی لاش رکھی گئی، جنہیں کفن بھی پہنایا گیا تھا باقی تمام اصحاب کو بلا غسل و کفن ان کے لباسوں میں بہ دستور رکھ دیا گیا۔ مولانا نے فرمایا کہ ان کے عماموں کا ایک سر لے کر منہ ڈھانپ دیے جائیں۔

حضرت حاجی شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتیؒ تو حضرت امیر المومنین سید احمد شہیدؒ کی محبت میں ایسے فریفتہ و وارفتہ ہوئے کہ حضرت شمس تبریزی اور مولانا روم کے جذبہ و عشق کی یاد تازہ کر دی انھوں نے اپنی مسند بیعت و ارشاد چھوڑ چھاڑ حضرت سید صاحبؒ کی مستقل معیت اختیار کر لی تھی اور سفر و حضر میں ہمیشہ ساتھ رہتے تھے سفر حج بھی اکٹھے کیا، پھر ہجرت جہاد میں مردانہ وار ساتھ رہے حتیٰ کہ سید صاحب کے ہمراہ مایار کی جنگ میں شہید ہو کر سرفرازی حاصل کی۔

حضرت شیخ محمد تھانوی قدس سرہ ”انوار محمدی“ میں تحریر فرماتے ہیں:

حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتی مجاہد غازی شہید کہ در لشکر ظفر پیکر حضرت سید احمد صاحب قبلہ دو جہان مصدر البیان در ولایت خراسان شہرت شہادت نوشیدند قدس اللہ سرہ العزیز۔ (ص ۳۰)

لشکر اسلام کیخلاف سکھوں کے ایما پر دُرانیوں نے لشکر کشی کی۔ اُن کی پیادہ بٹالین کا ایک افسر ”کیول“ نام فرنگی تھا۔

”منظورہ“ میں ہے کہ جس وقت سید صاحبؒ کی جماعت پر دُرانی سواروں اور پیادوں کا حملہ ہوا، چونکہ اُن کا ہجوم بہت تھا اور سید صاحبؒ کے ساتھ کے پیادے تھوڑے تھے، حاجی عبدالرحیم خاں مرحوم جو ایک مردِ درویش اور سید صاحبؒ کے مُحب جاں نثار تھے، فرطِ محبت سے تاب نہ لاسکے اور سواروں کو لٹکار کر کہا کہ عزیزو، دُرانیوں کے اس انبوہِ عظیم نے امیر المومنین کی جماعتِ قلیل پر حملہ کیا ہے، اگر آپ ہی نہ رہے، تو زندگی کا کیا مزہ؟ آؤ، بائیں جانب سے حملہ کریں۔ یہ سوار چونکہ تعداد میں تھوڑے تھے اور دُرانی تین ہزار سے کم نہ تھے، مقابلہ کی تاب نہ لاسکے، اس حالت میں حاجی عبدالرحیم، سید ابو محمد، شیخ عبدالکَلیم وغیرہ نے شہادت پائی اور سید موسیٰ اور رسالدار عبدالحمید خاں سخت زخمی ہو کر گھوڑے کی پیٹھ سے گرے۔ دُرانی سوار جتنی بار

شہداء کی تدفین اور دعا شہداء کو دفن کے لیے لایا گیا۔ مولانا محمد اسماعیل صاحب نے فرمایا کہ ان سب کے چہرے ان کے عماموں سے چھپا دو اور ان کے کپڑے دیکھ لو۔ جو کچھ پیسہ روپیہ وغیرہ بندھا ہو، اس کو کھول لو۔ کسی شخص نے قبر میں اُتر کر ان کے چہرے ڈھک دیے اور پنگے وغیرہ ٹٹول لیے۔ پھر کئی آدمی ایک بڑی سی چادر قبر کے مُنہ پر تان کر کھڑے ہو گئے اور سب مٹی دینے لگے۔ تختے بنگے کچھ نہیں رکھے گئے اسی طرح صرف مٹی سے توپ دیا۔ اس کے بعد مولانا صاحب اور سب نے مل کر بہت دیر تک ان سب کے لیے دعاء مغفرت کی۔ جو لوگ شریک دفن تھے، محبت سے روتے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ لوگ تو جس مراد کو آئے تھے، اس مراد کو پہنچے، ہم لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ ایسی شہادت نصیب کرے۔

تھوڑی دیر کے بعد مغرب کی اذان ہوئی۔ سب نے سید صاحب کے پیچھے نماز پڑھی۔ نماز کے بعد آپ نے بہت دیر تک سر برہنہ ہو کر ان شہیدوں کی مغفرت کے واسطے دعا کی۔
(سیرت سید احمد شہید۔ سید احمد شہید)

(۳۱ دسمبر ۲۰۰۲ء کو راقم سطور اپنے چند رفقاء کے ساتھ اس تُربتِ مبارک کی زیارت سے مشرف ہوا۔)

یہ ایک عجیب قدرتی اتفاق ہے کہ جس مبارک تبلیغی سفر میں حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کھنسی کے عالم میں حضرت سید احمد شہید کی گود میں دیے گئے اور سید صاحب نے انہیں بیعت تبرک میں قبول فرمایا اسی سفر میں چند ہی روز بعد حاجی صاحب کے دادا پیر حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب ولہ سی اور پیر و مرشد حضرت میانجیو نور محمد صاحب جھنجھانویؒ بھی حضرت سید صاحب کی بیعت و اجازت سے مشرف ہوئے۔

الحاصل حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی بنفس نفیس، ان کے
مرشد اول حضرت مولانا سید نصیر الدین دہلوی، مرشد ثانی حضرت میا نجیو نور محمد
صاحب جھنجھانوی رحمہ اللہ اور پھر دادا پیر حضرت حاجی عبدالرحیم ولہستی
شہید رحمۃ اللہ علیہ سب کے سب امیر المومنین امام المجاہدین حضرت سید احمد
شہید قدس سرہ کے حلقہ عقیدت و ارادت اور سلسلہ بیعت و ارشاد سے وابستہ
ہیں۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

این سلسلہ طلائے ناب است

این خانہ تمام آفتاب است

حضرت حاجی عبدالرحیم صاحبؒ کے مرشد ثانی حضرت شاہ عبدالباریؒ کے
جانشین حضرت شاہ رحمن بخشؒ بھی حضرت سید صاحبؒ کے لشکر اسلام کو امداد
بھیجتے رہے۔

جنگ مایار کی تاریخ ”سیرت سید احمد شہیدؒ“ اور ”سید احمد شہیدؒ“ دونوں
کتابوں میں مذکور نہیں۔ البتہ سید موسیٰ بن سید احمد علیؒ (بمشیر زادہ حضرت
سید صاحبؒ) جو جنگ مایار میں شدید زخمی ہو گئے تھے، اور ان کو پنہنچا دیا گیا
تھا، ”منظورۃ السعداء“ میں ہے بڑھیری میں (غالباً رجب ۱۲۴۶ھ میں)
سید موسیٰ کے انتقال کی خبر پہنچی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مایار کی جنگ رجب
سن ۱۲۴۶ھ سے پہلے واقع ہوئی۔

”تحفۃ الابرار“ میں حضرت حاجی عبدالرحیم ولہتیؒ کی تاریخِ وفات
 ۲۱ رمضان المبارک ۱۲۴۶ھ مندرج ہے بعض حضرات نے حضرت حاجی
 عبدالرحیم صاحبؒ کی شہادت بالاکوٹ میں لکھی ہے جو درست نہیں۔



وصایا الوزیر

از نواب وزیر الدوله در حوم والی ٹونک

مطبع محمدی ٹونک ۱۲۸۵ھ

شیخی صفاوشی و صوفی عرفان مذاقی بصحبتِ مشلخ رسیده و مقامِ معارف حاصل کرده صاحب کشف و کرامات و مُشیدِ مُریدانِ صداقت آیات واجب التَّبجیل والتَّکریم حاجی عبدالرحیم انار الله تعالی بر بانه که بعنایتِ حضرت و بابِ جل اکرامه در ملکِ میانِ دو آب کوسِ کشف و خوارق می نواخت و گلزارِ ارشاد بآب یاری تاثیر قوی در سر زمینِ قلوبِ مریدین می آراست، زمانی که وسعتِ آن سر زمین از برکتِ پر تو قدومِ فیضِ لزوم جنابِ امامِ خلائقِ مخدوم میمنت آکین شد جنابِ حاجی ممدوح بیگانه و ش نه بارادت دکلش بر سهیل زیارتِ حق آگابان بخدمتِ فیضِ رجعت رسیده تحتی مہاباتِ مجالست و مکالمت دریافت بقدرتِ حضرتِ قدیر جنتِ مہمتِ سعادتِ خطاب و کلام دریافتن همان بود و ترکِ علائقِ ارشادِ مریدین کرده در جماعتِ معتقدینِ آنحضرت داخل شدن و رفاقت بسیر و سیاحت اختیار کردن همان و حاجی معظم موصوف بار بار ارشادمی فرمود که "ای مردمان شما از منزلت و قربِ امام و الامقام بدرگاهِ اله ذوا کرام عزت مکرمت آگاه نیستید، آگاه باشید که علو مذاقِ آن عارفِ معارف وفاق از حدِ تقریر بیرون بہت و از حدِ تحریر افزون۔ من شکرِ این نعمتِ خالقِ زمن جل خلقه ادا نمی توانم نمود کہ توفیقِ شناسائی بزرگی این سید سراپا سترگی رفیقم نمود"۔

تبارک الله زہی اکتاب ملک جلال کہ ہر کہ دیدند اردز بود خویش خبر

خدا کا رعب اور سہارا کافی ہے

مایا کی جنگ سے فراغت کے بعد سید صاحب نے اطرافِ جوانب کے خرائین کو جمع کر کے پشاور کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ ان سب نے تائید کی۔ سردار فتح خاں اور ارباب بہرام خاں نے اسے وہی کہ پشاور کی محکم میں توپیں ساتھ رکھی جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم صاحبوں کا خیال سنئے کہ توپوں کا لشکر میں بڑا رعب اور سہارا ہوتا ہے؛ سو یہ بات کچھ نہیں۔ خدا کا رعب اور سہارا ہمارے لیے کافی ہے۔ سردار یار محمد خاں بھی تو اپنے ساتھ توپیں لایا تھا۔ پھر ان توپوں سے کیا کر لیا؟ وہ سب توپیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں دلوا دیں۔ سردار سلطان محمد خاں نے بھی توپوں سے کیا کام بنا لیا؟ فتح و شکست اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے۔ جیسے چاہے، دے۔

روانگی | آپ نے موضع تور دے موضع مردان کی طرف مع لشکر کوچ کیا۔ آپ گھوڑے پر سوار پیادوں کی جماعت میں تھے۔ سواروں کا لشکر آگے پیچھے تھا۔ در نشان پیادوں میں تھے اور ایک سوار وہ، میں اور تینوں کے پھیریے کھلے تھے۔ شتری نقارہ بجاتا تھا اور مولوی رحمن علی مولوی خرم علی صاحب کا لکھا ہوا رسالہ نظم جہادِ با دوا ز بلند خوش الحانی کے ساتھ پڑھتے جاتے تھے، جو مندرجہ ذیل ہے:

بعد تمیذ حُشدا، نعتِ رسول اکرم
 واسطے دین کے لانا، نہ پیسے طبع بلاد
 ہے جو قرآن و احادیث میں خوبی جہاد
 فرض ہے تم پر مسلمانو، جہاد کفتار
 جس کے پیروں پہ پڑی گردِ صفتِ جنگِ ہما
 جو مسلمان رہ حق میں لڑا لفظِ بھر
 اے برادر، تو حدیثِ نبوی کو سن لے
 دل سے اس راہ میں پیسہ کوئی دیوے گا اگر
 اور اگر مال بھی خرچا و انگائی تلوار
 جو کہ مال اپنے سے غازی کو بناوے اسباب
 جو نہ خود جادے لڑائی میں نہ خرچے کچھ مال
 جو رہ حق میں ہوئے ٹکڑے، نہیں مرتے ہیں
 عمر بھر ہی کے گناہ شہداء ٹٹتے ہیں
 فقہ قبر و عسکِ سور و قیامِ محشر
 حق تعالیٰ کو مجاہد وہ بہت بجاتے ہیں
 اے مسلمانو، سنی تم نے جو خوبی جہاد
 مال و اولاد کی، جو رو کی محبت چھوڑو
 مال و اولاد تری قبر میں جانے کی نہیں
 گر پھرے جیتے، تو گھربار میں پھر آؤ گے
 دین اسلام بہت سُست ہوا جاتا ہے
 پیشوا لوگ اسی طور نہ کرتے جو جہاد

یہ رسالہ ہے جہادِ دینیہ کہ لکھتا ہے قلم
 اہل اسلام اسے شرع میں کہتے ہیں جہاد
 ہم بیاں کرتے ہیں تھوڑا سا، اسے کر لو یاد
 اس کا سامان کرو جلد، اگر ہو دیندار
 وہ جہنم سے بچا، مارے ہے وہ آزاد
 روضہ حُشدا بریں ہو گیا واجب اُس پر
 بارغِ فردوس ہے تلواروں کے سانے کے تلے
 سات سو اس کو خدا دیوے گا روزِ محشر
 پھر تو دیوے گا خدا اس کے عوض سات ہزار
 اُس کو بھی مثلِ مجاہد کے خدا دے گا ثواب
 اُس پہ ڈالے گا خدا پشتر از مرگ و بال
 بلکہ وہ جیتے ہیں، جنت میں خوشی کرتے ہیں
 کیوں نہ ہو؟ راہِ خدا اُن کے تو سر کھتے ہیں
 ایسے صدقوں سے شہیدوں کو نہیں کچھ ہے خطر
 مثلِ دیوار جو صفتِ باندہ کے جم جاتے ہیں
 چلو اب زن کی طرف مت کرو گھربار کو یاد
 راہِ مولے میں خوشی ہو کے شتابی دُور
 تجھ کو دوزخ کی مصیبت سے بچانے کی نہیں
 اور گئے مارے، تو جنت میں چلے جاؤ گے
 غلبہ کفر سے اسلام بٹ جاتا ہے
 ہند پھر کس طرح اسلام سے ہوتا آباد

زور تلوار سے غالب رہا اسلام مدام
 کب تک گھر میں پڑے جوتیاں چمکاؤ گے
 اب تو غیرت کرو، نامروی کو پھوڑو، یارو
 بارہ سو سال کے بعد ایسے ارادے ولا
 تھے مسلمان پریشان بغیر از سرور
 بات ہم کام کی کہتے ہیں، سنو، اے یارو،
 حضرت مولوی، اب طاق میں کھدیکے کتاب
 وقت جان بازی ہے، تقریریں کر اب مت بھانپو
 ادنیٰ دین ہو تو، تم کو ہے سبقت لازم
 اے گروہ فقہار، نفس کشی کے استاد
 مت گھسو کو نے میں اے پیر جی، مانند حجا
 اے جوانان اسد حملہ و رستم قوت
 ان کا سر کاٹ لیا یا کہ کٹا اپنا سر
 یعنی، گر مار لیا ان کو، تو پھر بن آئی
 ایک دن تجھ سے یہ دنیا کا مزاجھوٹے کا
 دوستو، تم کو تو مرنا ہی مستر ٹھیرا
 نیکٹوں جنگ میں جاتے ہیں وہ پھر آتے ہیں
 موت کا وقت متعین ہے، تو سن اے غافل
 جب تک موت نہیں ہے، تو نہیں مرتے ہیں
 تم اگر ڈرتے ہو تکلیف سفر سے، نہ ڈرو
 جیسی عادت کرے انسان، سو ہو سکتا ہے

شستی اگلے جو کبھی کرتے، تو ہوتا گناہ
 اپنی شستی کا جزا بنوس نہ پھل پاؤ گے
 سید احمد سے بلو، حبلیہ سے کافر مارو
 ہوا پیدا ہے، سلمانو، کرو شکریہ خدا
 ہوا سرور ہے از آل رسول مختار
 وقت آیا ہے کہ تلوار کو بڑھ بڑھ مارو
 لیجئے تلوار و میدان کو چل دیجئے شتاب
 غیر شمشیر کسی سمت کو دل مست بانٹو
 تم چلو گے، تو بہت ساتھ چلیں گے خادم
 عمل نفس کشی کون ہے بہتر ز جہاد
 چھوڑو اب چلہ کشی وقت جہاد آپہنچا
 کام کس دن کو پھر آوے گی تھادی جرات
 دونوں صورت میں جو بھجو، تو تمہیں ہر بہتر
 اور گئے مارے، تو پھر خاصی شہادت پائی
 شکر موت ترا ملک بدن لٹے گا
 پھر تو بہتر ہے کہ جاں دیجیے در را بخدا
 سیکڑوں گھر میں بھی رہتے ہیں، وہ مر جاتے ہیں
 پھر بلا موت سے ڈرنے میں تجھے کیا حاصل
 موت جب آئی، تو گھر میں بھی نہیں بچتے ہیں
 مرد ہو، خطبہ و آلام کو دل سے کھو دو
 عیش و آرام کی عادت کو بھی کھو سکتا ہے

طمع دُنیا کے لیے دیکھو ہزاروں یہ سپاہ
 بنے عجب یہ کہ مسلمان بھی کھلاتے ہو
 تم تو اس طور سے دُنیا پہ بہت پھول گئے
 آج اگر اپنی خوشی راہ حُسدِ جاں دو گے
 چھوڑو گے لذتِ دُنیا کو اگر بہرِ حُسدِ
 سر نیک، پیرِ رُگڑ گھر میں کا مِزنا بہتر
 گر وہ حق میں نہ دی جان، تو پھینکاؤ گے
 ایک ہے شرط کہ تم مانو بدلِ حُکمِ اِلم
 جو کہ خود رائے بھی لٹنے لگے در راہِ جہاد
 خوب اللہ و محمّد کو جو پہچانتے ہیں
 اہل ایمان کو کافی ہے دِلِ اتنا پیغام
 اے خداوندِ سموات و زمین، ربِّ عباد
 اپنا دے زور، مسلمانوں کو کہ زور آور

چھوڑ کر سر کو کٹاتے ہیں، نہیں کرتے آہ
 جھوٹے حیلے رو اللہ میں بتلاتے ہو
 جو رو لڑکوں کی محبت میں خدا بھول گئے
 پھر تو کل چین سے جنت میں مزے لُٹو گے
 پھر تو جنت میں ہمیشہ ہی اُڑاؤ گے مِز
 یا رہ حق میں فدا حبان کا کرنا بہتر
 اور ہمیشہ کو یہ مُنہ کیا دکھلاؤ گے
 ورنہ تلوار لگانا بھی نہیں آوے کام
 اُن کا ناحق یہ بہاؤن، بنے محنتِ برباد
 اپنے سردار کے کہنے کو بدل مانتے ہیں
 اب مُناجات سے، بہتر ہے کہ ہو ختمِ کلام
 اب مسلمانوں کو دے جلد سے توفیقِ جہاد
 وعدہ فتح جو ہے اُن سے کیا، پُدا کر

ہند کو اس طرح اسلام سے بھر دینے اُن شاہ
 کہ نہ آوے کوئی آوازِ حُسنِ اللہ! اللہ!

سیرت مجاہدین حضرت مولانا سید نصیر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مرشد اول شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مکہ قدس سرہ

سید نفیس الحسینی

حضرت مولانا سید نصیر الدین جامع کمالات بزرگ تھے۔ آپ کو مجد و شرف کی متعدد نسبتیں حاصل تھیں۔ آپ حضرت سید ناصر الدین تھانی سری سوئی پتی کی اولاد سے تھے۔ حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کے نواسے، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کے شاگرد عزیز، حضرت شاہ محمد اسحق کے داماد، حضرت شاہ محمد آفاق مجددی کے مرید و خلیفہ اور حضرت سید احمد شہید کی تحریک جہاد کے رکن رکین تھے۔ ۱۲۴۰ھ میں حضرت شاہ محمد اسحق و عظم فرماتے تھے تو مولانا نصیر الدین صاحب مدرسے کے دروازے پر فراہمی زیر اعانت میں مصروف رہتے تھے۔ آخر آپ نے خود جہاد کا عزم کر لیا۔ (مرکز شت مجاہدین ص ۱۳) آپ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مکی کے مرشد اول تھے۔

حضرت حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ میں حضرت مولانا نصیر الدین صاحب کی خدمت میں بہت کم میرے والد ماجد بیمار ہو گئے تھے۔ انہوں نے دہلی سے اپنی تیمارداری کے لیے طلب کیا۔ میں حضرت سے رخصت لینے گیا۔ حضرت نے مجھے سینہ مبارک سے لگا کر بہت دعا دی اور طریقہ نقشبندیہ کی اجازت فرما کر رخصت کیا۔ میرے والد ماجد کئی مہینے مریض رہے، بہت علاج ہوئے، کچھ مفید نہ ہوا اور دیتا سے رخصت فرمائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اسی وجہ سے میں اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں دوبارہ حاضر نہ ہو سکا اور اس درمیان میں حضرت بغرض جہاد افغانستان کو چلے گئے۔ میں ان کی خدمت شریف

میں بہت قلیل مدت حاضر رہا۔ کچھ لطائف جاری ہو گئے تھے۔ (امداد المشتاق ص ۱۵۳)

حضرت مولانا سید نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ۳ ذی الحجہ ۱۲۵۰ھ دہلی سے جہاد کے لیے ہجرت فرمائی۔ اس وقت امیر المومنین حضرت سید احمد صاحب کی شہادت کو چار سال کا عرصہ گزر چکا تھا۔ آپ نے دعوت جہاد سے افسردہ دل مسلمانوں کے سینے از سر نو گرم کر دیے اور ان میں سرفروشی و جانبازی کا دلولہ پیدا کر دیا۔ جناب غلام رسول تہر حضرت سید صاحب کی شہادت کے بعد تحریک جہاد اور جماعت مجاہدین کی کیفیت و صورت حال پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت مولانا سید نصیر الدین کے تجدیدی کام کا ذکر کرتے ہیں،

”ستخانہ پہنچنے کے بعد مجاہدین کی حالت خاصی کمزور ہو گئی تھی۔ ان کی کارکردگی کا دائرہ بہت

محدود ہو چکا تھا۔ وہ اس عظیم الشان جماعت کا محض ایک نشان رہ گئے تھے، جو سید صاحب

دیندار احمد شہید کی سرکردگی میں ہندوستان کی تطہیر کے لیے اٹھی تھی اور جس کی مجاہدانہ سرگرمیوں

نے چار سال تک پنجاب کی طاقتور سکھ حکومت کو سراسیمگی کا حدت بناتے رکھا تھا۔ اگرچہ

جاں نثاران حق کے چھوٹے چھوٹے گروہ وقتاً فوقتاً سرحد پہنچتے رہتے تھے تاہم عام مسلمانوں

کے جوش جہاد میں افسردگی پیدا ہو رہی تھی۔ اس لیے کہ سرحد میں کوئی نمایاں کارنامہ انجام

پانے کا موقع باقی نہ رہا تھا لہذا سید صاحب کی تحریک جہاد کے کارفرماؤں کو ضرورت

محسوس ہوئی کہ دوبارہ ایک بڑی جماعت تیار کر کے آزاد علاقے میں بھیج دی جائے جس سے

سید صاحب کے شروع کیے ہوئے کام میں جوش و خروش کی نئی روح پیدا ہو جائے۔

اس اہم فرض کی بجا آوری کا شرف روز اول سے مولانا سید نصیر الدین دہلوی کے لیے مقدر

ہو چکا تھا، جنہوں نے سید صاحب کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ملک کے مختلف حصوں کا

دعہ کیا۔ دعوت جہاد سے ایک جماعت تیار کی اور سید صاحب کی طرح وطن و ملوک سے

ہجرت کر کے کاروبار جہاد کی تجدید کا انتظام فرمایا۔ (سیرت مجاہدین ص ۱۲۹)

جناب مہر صاحب ایک اور مقام پر مولانا نصیر الدین کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”مولانا سید نصیر الدین کا ممتاز ترین کارنامہ یہ ہے کہ جب سید صاحب دیندار احمد شہید

اور ان کے دوسرے بلند منزلت رفقاء کی شہادت کے بعد جہاد کی گرم جوشیوں افسردگی

۱۔ اس وقت حضرت مولانا کے پیر و مرشد حضرت شاہ محمد آفاق مجددی دہلوی دم ۱۲۵۱ھ زندہ تھے۔ حضرت مولانا

شاہ محمد اسحق بھی حیات تھے۔ ظاہر ہے ان بزرگوں کی اجازت اور ایما سے ہجرت جہاد فرمائی۔

طاری ہو گئی تو مولوی صاحب موصوف نے عزم و ہمت سے کام لے کر اس کا دوبارہ کو تازہ رونق بخشی۔ ہندوستان کے طول و عرض میں مسلمان بے حتی کا شکار ہو چکے تھے اجنبیوں نے ملک کی حکومت ان سے چین لی تھی اور نظم و نسق کو اپنی مسلماتوں کے مطابق چلانے لگے تھے، گویا عام اسلامی فضا کی جگہ سراسر غیر اسلامی فضا پیدا ہو رہی تھی۔ سید صاحب اٹھے مسلمانوں کا جمود توڑا اور ان کے سامنے یہ نصب العین پیش کیا کہ جانفشانی و جانبازی سے کام لے کر کھوئی ہوئی عزت و عظمت دوبارہ حاصل کی جاسکتی ہے اور اسلامیت کا وقار از سر نو قائم کیا جاسکتا ہے۔ مولانا سید نصیر الدین نے جب دیکھا کہ تحریک کا جوش و خروش ختم ہو رہا ہے تو جوانمردانہ میدان میں آگئے اور اپنی ذات کو بے تامل قربانی کے لیے پیش کر دیا۔

(”مرگزشت مجاہدین“ ص ۱۹۷)

نواب وزیر الدولہ والی ٹونک بالکل بجا ارشاد فرماتے ہیں کہ:

”سید صاحب کی شہادت کے بعد خلق خدا کی ہدایت، شریعت کے احیاء اور جہاد کا کاروبار بے آب و تاب ہو رہا تھا۔ خدا کی رحمت سے مولانا سید نصیر الدین کی بدولت اس کاروبار میں بے اندازہ رونق اور جلا پیدا ہو گئی۔“

(وزیر الدولہ کے وصیاء۔ جلد اول ص ۷۷)

۲ ذی الحجہ ۱۲۵۰ھ (۲ اپریل ۱۸۳۵ء)

حضرت مولانا سید نصیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو گھربار، اہل و عیال اور اعزہ و احباب سے مفارقت اختیار کر کے عرب سرائے میں جاسٹھریے بودہلی سے تقریباً چار میل پر ہے۔ مجاہدین کی مختصر سی جماعت ساتھ تھی۔ جے پور، ٹونک، اجمیر، جودھپور، جیلیر، قلعہ کٹھارو اور خیرپور ہوتے ہوئے پیرکوٹ پہنچ گئے۔ جہاں سید احمد شہید کے اہل و عیال مقیم تھے۔ اس وقت سید عبدالرحمن (خواہزادہ سید صاحب) حیدر آباد گئے ہوئے تھے۔ مردوں میں سے صرف سید اسماعیل (برادرزادہ سید صاحب) موجود تھے۔

حضرت سید احمد شہید کے زمانے میں پیر صبغۃ اللہ شاہ مند نشین ارشاد و ہدایت تھے۔ انھوں نے سید صاحب سے کامل تعاون کا عہد کیا تھا اور اس کے ایفاء میں برابر سرگرم رہے۔ سید صاحب کی شہادت کے چند سال بعد وفات پائی۔

حضرت سید احمد شہید، پیر صبغۃ اللہ شاہ اول کے جذبہ اسلامیت سے اس درجہ متاثر ہوئے تھے کہ اپنے اہل و عیال کے قیام کے لیے پیرکوٹ ہی کا قیام تجویز کیا۔ چنانچہ آپ کے اہل و عیال واقعہ

بالاکوٹ کے بعد بھی کئی سال تک پیرکوٹ ہی میں مقیم رہے۔ حضرت مولانا سید نصیر الدین نے اسی تعلق کی بنا پر سندھ میں پیرکوٹ کو اپنی پہلی منزل قرار دیا تھا۔ مولانا سید نصیر الدین جس زمانہ میں پیرکوٹ پہنچے، حضرت پیر صبغتہ اللہ اقل کے فرزند پیر علی گوہر شاہ مسند نشین تھے۔ (سرگزشت مجاہدین ص ۱۵۱)

حضرت مولانا نصیر الدین صاحب نے سندھ کے خاص خاص قصبوں اور شہروں میں جا جا کر دعوت جہاد دی۔ حضرت مولانا ایک طرف سندھ میں بیٹھے ہوئے مختلف اصحاب کو اعانت کے لیے تیار کر رہے تھے۔ دوسری طرف ہندوستان میں دعوت جہاد کے لیے درپے درپے اعلانات بھیجے جا رہے تھے۔ ان غرض شب و روز جہاد ہی کی فکر دل و دماغ پر طاری تھی۔

پہلا معرکہ سندھ پہنچنے کے بعد حضرت مولانا نصیر الدین صاحب کو تقریباً ہر ذمہ دار آدمی نے یہی مشورہ دیا کہ مزاریوں کے علاقے میں قیام کرنا چاہیے۔ یہ مشورہ غالباً اس بنا پر دیا گیا کہ اس زمانے میں مزاری سکھوں کے خلاف لڑ رہے تھے۔ چنانچہ حضرت مولانا نصیر الدین کو سب سے پہلا معرکہ روجھان کے مقام پر پیش آیا۔ روجھان مزاریوں کا علاقہ تھا جس پر سکھوں نے قبضہ جما لیا تھا۔ حضرت مولانا نے مزاریوں سے عہد و پیمان کے بعد شعبان ۱۲۵۲ھ کے آخری عشرے میں روجھان پر پیش قدمی کی اور ۲۵ شعبان کو قلعے کا محاصرہ کر لیا۔ مجاہدین کے پاس چار شاہینیں تھیں، جنہیں مختلف مورچوں میں نصب کر لیا اور لڑائی شروع ہو گئی۔ اہل قلعہ نے دروازے بند کر لیے اور توپ لگا کر مجاہدین پر گولہ باری کرنے لگے۔ دو دن محاصرہ جاری رہا۔ آخر محصورین نے تنگ آ کر دست بدست لڑائی کی ٹھائی۔ وہ دو چار مرتبہ قلعے سے باہر نکلے۔ جا بجا مورچے قائم کیے لیکن مجاہدین کے مقابلے کی تاب نہ لا سکے اور قلعے میں جا بیٹھے۔ دو روز میں تقریباً بیس محصورین مارے گئے اور تین مجاہدین نے شہادت پائی۔ (سرگزشت مجاہدین ص ۱۵۱)

دوسرا معرکہ دوسرا معرکہ روجھان سے تقریباً چار کوس دور کن کے مقام پر پیش آیا۔ یہاں سکھوں کی فوجی چوکی تھی۔ انہوں نے تقاربے بجا کر مجاہدین پر حملہ کر دیا۔ مجاہدین نے اللہ اکبر کے نعروں سے ان کا مقابلہ کیا اور ایک ہی جھلے میں سکھوں کو راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور کر دیا۔ لیکن اندیشہ تھا کہ وہ پلٹ کر حملہ کریں گے۔ لہذا مجاہدین دوپہر تک اسی جگہ انتظار میں بیٹھے رہے۔ چنانچہ سکھ دوبارہ نمودار ہوئے اور پھر جنگ شروع ہو گئی۔ مٹھن کوٹ کا قلعہ دار کرم سنگھ اور اس کا ایک ساتھی مجاہدین کے زرخے میں آ گئے۔ مجاہدین نے انہیں موت

کے گھاٹ اتار دیا اور دونوں کے سر کاٹ کر قلعہ کن کے دروازے پر لٹکا دیے۔ سکھ دوبارہ بھاگ نکلے۔ ان کے دس سوار کھیت رہے اور بہت سے زخمی ہوئے۔ دوسرے روز مجاہدین کن سے روانہ ہو کر کشمور پہنچ گئے۔ پھر وہاں سے ایک اور مقام پر جا ٹھہرے، جو روجھان سے آٹھ نو کوس دور تھا۔ رمضان ۱۲۵۳ھ (دسمبر، ۱۸۳۷ء) کا مبارک مہینہ آپ نے یہیں گزارا۔

انگریزوں سے جنگ | حضرت مولانا نصیر الدین صاحب چونکہ امیر المومنین حضرت سید احمد شہید کی میراث کے حامل تھے۔ لہذا انگریزوں کے بارے میں ان کے نظریات و عزائم وہی تھے، جو حضرت سید صاحب کے تھے۔ حضرت مولانا سفر سندھ کے دوران والیان خیرپور کے علاقے میں قیام نہ فرمانے کی وجہ اپنے ایک مکتوب میں بیان فرماتے ہیں:

چونکہ میران خیرپور زیر دستانِ فرنگیاں والیان خیرپور چونکہ فرنگیوں کے زیر اثر ہیں
وآشتی داران سکھاں اند، قرار خود در اور سکھوں سے انھوں نے صلح کر رکھی ہے لہذا
محدودۂ ایشان مقرون صلاح نہی بینم۔ انکے علاقے میں قیام میرے نزدیک خلاف مصلحت ہے۔
جناب غلام رسول مہر، مذکورہ بالا اقتباس سے ایک قابل غور نکتہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”آخری اقتباس سے واضح ہے کہ مولانا سید نصیر الدین نے دو وجہ سے خیرپور میں بیٹھنا مناسب نہ سمجھا۔ اول ریاست کا فرنگیوں کے زیر اثر ہونا، دوم سکھوں سے مصالحانہ تعلقات رکھنا۔ مولوی صاحب موصوف سید صاحب (سید احمد شہید) کی میراث کے حامل تھے۔ اگر انگریزوں کے متعلق سید صاحب کی رائے وہی ہوتی جو مولوی محمد جعفر قانیری کی تحریر کے مطابق بعض حضرات نے ایک صدی تک قبول کیے رکھی تو

حضرت مولانا نصیر الدین انگریزی اثر کو کیوں موجب قدح قرار دیتے۔ حقیقت یہی ہے کہ سید صاحب اور ان کے تمام رفقاء و خلفاء ہندوستان کو ہر اس تسلط سے پاک کرنا چاہتے تھے جو مسلمان حکمرانوں کی نااہلی کے باعث یہاں قدم جما چکا تھا۔ سکھوں نے ہندوؤں سے حصے پر قابض تھے۔ ملک کا بڑا حصہ انگریزوں کے قبضے میں تھا۔ پھر یہ بزرگ کس بنا پر انگریزی تسلط کو بہ اطمینان خاطر قبول کر سکتے تھے؟ آگے چل کر مولانا نصیر الدین صاحب نے انگریزوں کے خلاف باقاعدہ جنگ کی اور معاملے

کو وضاحت کی آخری منزل پر پہنچا دیا“ (”سرگزشت مجاہدین“ ص ۱۸۷)

ردجھان اور کشمور کے بعد حضرت مولانا نصیر الدین صاحب مجاہدین کو لے کر شکار پور کی طرف قیام مہروا تشریف لے گئے اور مہرو میں مقیم ہوئے، جو شکار پور سے ایک منزل پر واقع ہے۔

یہاں سے حضرت مولانا نے بلوچستان کو ہجرت فرمائی۔ اس سے پیشتر قلات کے وزیر اعظم سے آپ کی خط و کتابت شروع ہو چکی تھی۔ ان کی خواہش یہ تھی کہ موقع ملے تو بلوچستان چلے آئیں۔ حضرت مولانا بلوچستان میں سہی، ڈھاڈرا اور قتل چٹیلی وغیرہ میں رہے۔ (”سرگزشت مجاہدین“ ص ۱۹۰)

اچانک گرد و پیش کے سیاسی حالات میں ایسا تغیر پیدا ہو گیا کہ انگریز افغانستان کی آزادی سلب کر لینے پر تزلزل گئے۔ امیر دوست محمد خان نے مقابلے کی ٹھانی۔ اس سلسلے میں حضرت مولانا نصیر الدین نے بھی موصوف کی اعانت میں مجاہدانہ شان سے قدم آگے بڑھایا۔ (”سرگزشت مجاہدین“ ص ۱۹۱)

انگریزوں کی ایک بہت بڑی فوج نے درہ بوزن کے راستے پیش قدمی کی، اس کے ساتھ غزنی کی لڑائی بر قسم کا سامان جنگ موجود تھا۔ اس فوج نے قندھار پہنچ کر شاہ شجاع کی تخت نشینی کا جشن منایا۔ پھر وہ کابل کی جانب حرکت میں آئی تو غزنی میں اسے شدید مقابلے سے سابقہ پڑا۔ جو معلومات ہمارے سامنے ہیں، ان میں بتایا گیا ہے کہ حضرت مولانا اور ان کے مجاہدین غزنی میں بڑی جانفشانی سے لڑے۔ انگریزوں کے لیے آگے بڑھنے کا کوئی موقع نہ تھا۔ اس اثنا میں امیر دوست محمد خان کا ایک عزیز انگریزوں سے مل گیا اور اس نے قلعہ غزنی کے تمام اندرونی حالات بتا دیے۔ انگریزوں نے رات کی تاریکی میں ایک دروازے پر بارود کے تھیلے رکھے۔ انھیں آگ لگا دی تو خوفناک دھماکا ہوا، دروازہ اڑ گیا اور انگریزی فوج قلعے میں داخل ہو گئی۔ حضرت مولانا کے اکثر ساتھیوں نے دست بدست لڑائی میں شہادت پائی۔ یہ ۲۱ جولائی ۱۸۳۹ء کا واقعہ ہے۔ (”سرگزشت مجاہدین“ ص ۱۹۲)

جناب غلام رسول قمر نے مجاہدین اور مرکزِ ستانہ کے حالات کے بارے میں ولیم ہنٹر کا بیان

ولیم ہنٹر کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ:

”مجاہدوں میں اونچے درجے کے آدمی بھی شامل تھے جو اس لیے ترک وطن کر کے ستانہ پہنچ جاتے تھے کہ عیسائی حکومت کے ماتحت امن و آسائش سے زندگی گزارنا ان کے نزدیک مذہباً نادرست تھا۔ وہ سکھوں کے دیہات پر بھی چھاپے مارتے رہتے تھے اور انگریزوں پر ضرب لگانے کا کوئی موقع ہاتھ آتا تو اس کا بھی تہ دل سے خیر مقدم کرتے۔ انھوں نے

جنگ کابل میں ہمارے دشمنوں کی امداد کے لیے بڑی فوج بھیجی اور اس میں سے ایک ہزار نے ہمارے خلاف استقامت سے جنگ کرتے ہوئے جانیں قربان کیں۔ صرف تسخیر غزنی کے دوران میں تین سو مجاہدوں نے انگریزی سنگینوں سے شہادت کی سعادت حاصل ہوئی۔

سرگزشت مجاہدین ص ۱۹۲ بحوالہ سید دستاویز

حضرت مولانا اوزان کے بچے کچے ساتھیوں نے اب ستخانہ کا رخ کیا چنانچہ وہ ہوناک یصیبتوں کے طوفان سے گزرتے ہوئے ستخانہ پہنچ گئے جہاں

مجاہدین ستخانہ میں

مجاہدین نے مرکز قائم کر رکھا تھا۔ وہاں پہنچتے ہی جماعت مجاہدین نے انھیں اپنا امیر بنالیا۔ قیاس ہے کہ یہ ۱۸۳۹ء کے آواخر یا ۱۸۴۰ء کے اوائل کا واقعہ ہے۔

”سرگزشت مجاہدین ص ۱۹۲“

ہزارہ گزٹریز اردو میں بتایا گیا ہے کہ حضرت مولانا سید نصیر الدین دہلوی بہت نرم طبع تھے اس لیے عام میں بہت ہر دلعزیز ہو گئے۔ انھوں نے پائندہ خاں تنولی والی امب کو لکھا کہ ہمارا ساتھ دو اور ہر ممکن مدد کرو۔

پائندہ خاں نے انھیں امب بلالیا۔ وہاں کئی روز مہمان رہے۔ مشہور ہے کہ پائندہ خاں نے انھیں زہر دلوادیا تھا۔ اس میں شبہ نہیں کہ وہ امب ہی میں بیمار ہوئے اور بیماری ہی کی حالت میں ستخانہ آئے۔ جہاں چند روز بعد وفات پائی۔ جناب مہر صاحب کا خیال ہے کہ پائندہ خاں پر زہر خوانی کا الزام پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتا۔

”سرگزشت مجاہدین ص ۱۹۵“

حضرت مولانا کی وفات

حضرت مولانا سید نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ۸ شعبان ۱۲۵۱ھ ۱۸۴۰ء کو رحلت فرمائی اور ستخانہ ہی میں دفن ہوئے۔

حضرت مولانا سید نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ مجمع فضائل اور منبع

حضرت مولانا کے فضائل

حنات بزرگ تھے۔ انھیں امیر المومنین حضرت سید احمد شہید

رحمۃ اللہ علیہ سے محاسن سیرت میں بڑی مشابہت حاصل تھی۔ نواب فذیر الدولہ والی ٹونک کا بیان ہے:

”میں نے بہت سے درویشوں کو دیکھا جو فیض سید صاحب سے پایا وہ کسی دوسری جگہ

سے حاصل نہ ہوا۔ مولانا سید نصیر الدین میں اسی فیض کا پرتو نظر آتا ہے۔“

سرگزشت مجاہدین ص ۱۹۲ بحوالہ اخبار مولوی سید نصیر الدین خلیفہ سید احمد صاحب خطوط

حضرت مولانا کثیر الدعا اور کثیر البکات تھے۔ صاحب فیض و تاثیر اور مستجاب الدعوات تھے۔ قیام جوڑ چوڑ کے دنوں میں وہاں ایک فتنہ پیش آیا تو حضرت مولانا نے معمول کے مطابق دو رکعت نماز ادا کر کے مجروح کاری

ہے بارگاہ باری تعالیٰ میں دعا کی، عرض کیا :

”میرا تو بھروسہ صرف تجھ پر ہے۔ تیرے فضل کے یقین پر اتیری رضا کے لیے گھر بار چھوڑا

ہے کہ دین کی نصرت کا کام انجام پائے۔ میں گناہگار ہوں، میرے گناہوں سے درگزر فرما،

اپنی رحمت پر نظر رکھ، تیرے سوا کس کے آگے ہاتھ پھیلاؤں؟“ (سرگزشت مجاہدین ص ۱۴۵)

اس دعا کے بعد مخالفین کا فتنہ دب گیا۔

نواب وزیر الدولہ لکھتے ہیں کہ جب وہ کسی مجمع میں دعا کرتے تھے تو سب پر خاص ایمانی حالت طاری ہو جاتی تھی۔ ایک مرتبہ سندھ میں انھوں نے مجمع کثیر کے درمیان دعا کی، جس کی تاثیر سے تمام لوگ زار زار رونے لگے۔ اکثر پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ بعض لوگ مجذوبیت کے عالم میں کپڑے پھاڑ کر صحرا کی طرف چلے گئے۔ (وصایائے وزیری جلد اول ص ۲۴۳، ۲۴۴)

یہ سب حضرت مولانا کے زہد و تقویٰ، حق پرستی، عشق کتاب و سنت اور اخلاص فی العمل کا نتیجہ اور ان کے جذبہ جہاد و سر بلندی اسلام کی تاثیر تھی۔

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پیر و مرشد حضرت مولانا نصیر الدین اکثر اوقات تلاوت قرآن مجید فرماتے تھے اور بہت روتے تھے۔ چہرہ مبارک پر کثرت گریہ سے سیاہ نشان پڑ گئے تھے۔ (شہداء امدادیہ ص ۱۱، امداد المشتاق ص ۱۵۲)

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ اپنے والد ماجد کی بیماری کی وجہ سے اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا نصیر الدین کے ساتھ بغرض جہاد نہ جاسکے تھے۔ آخر والد ماجد نے ایک طویل علالت کے بعد وفات پائی۔ اب حضرت حاجی صاحب کا ارادہ تھا کہ حضرت مولانا کی خدمت میں پہنچ جائیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں،

”میرا ارادہ تھا کہ میں بھی حاضر خدمت ہوں گا۔ مگر اس مابین میں شہر غرنا سے حضرت

کے رحلت فرمانے کی خبر آئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ“ (امداد المشتاق ص ۱۵۲)

قطبِ ربّانی حضرت مہیا نجیو نور محمد جھنجھانوی قدس سرہ

(م ۱۲۵۹ھ)

مرشدِ ثانی

شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ

(م ۱۳۱۷ھ)

سید نفیس ٹھنی

۱۲۰۱ھ میں بمقام جھنجھانہ ولادت باسعادت ہوئی انوار العارفین میں ہے :
مولد و موطن و مدفن قصبہ جھنجھانہ (ضلع مظفرنگر) حضرت حاجی عبدالرحیم شہید رحمۃ اللہ
علیہ سے نسبتِ طریقت رکھتے تھے حضرت شاہ عبدالرزاق جھنجھانویؒ کی اولاد میں
تھے۔ چاروں نسبتوں میں جو انہیں حضرت حاجی (عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ) سے حاصل
تھیں کمالِ تجرد سے اخفا رکھتے تھے۔ اور اتباعِ سنت آنحضرت ﷺ پر حریص
تھے چنانچہ تیس (۳۰) سال تک تکبیرِ اولیٰ قضا نہیں کی، اہل نسبت اور صاحب
ہمت قویہ تھے۔ قصبہ لوہاری میں بچوں کی تعلیم سے اشتغال رکھتے تھے اس طور سے
کہ ان کے حال کی کسی کو کچھ خبر نہ تھی مگر حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ ان کی
شہرت کا سبب بن گئے اور وہ یہ کہ طلبِ مولیٰ کی شورش نے جب ان کے سینہ میں
جوش مارا اور درویشوں سے ارادت ان کے اندر پیدا ہوئی، تو ایک رات انہیں حضور
نبی کریم ﷺ نے خواب میں ان کی طرف اشارہ فرمایا اور دوسری رات کو پھر ان
کی طرف اشارہ فرمایا حاجی صاحبؒ اس جگہ اور نشان کے بارہ میں متحیر اور متردد
تھے۔ ایک دن ایک شخص کی وساطت سے ان کے آستانہ پر حاضر خدمت ہوئے

تو صرف ان کے چہرہ مبارک کو دیکھ کر انہوں نے پہچان لیا کہ وہ اشارہ سراج منیر بے نظیر ﷺ انہی کی طرف تھا چنانچہ اپنا ہاتھ پیر دستگیر کے دستِ حق پرست میں دے دیا۔ اور خود کو مردہ بدست غسال کی طرح ان کے سپرد کر دیا اور ان کی اتباع کو واجب و لازم تسلیم کیا اور جب انہوں نے پیر پرستی اور طلبِ حق پر کمر بستہ چست باندھی اور شیخ موصوف نے ان کو با استعداد کامل اور طالب صادق پایا تو تعلیمِ ظاہر اور تلقینِ باطن کے بعد نسبتِ یادداشت سے آگاہ کیا اور کلمہ حق سے اشارہ فرمایا اور اپنا نائبِ مطلق قرار دیکر طالبانِ راہ حق کو تلقین کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ۴ رمضان المبارک ۱۲۵۹ھ کو جوارِ حق میں پیوست ہو گئے۔ (ص ۵۲۱، ۵۲۲)

• بچپن میں حفظ قرآن پاک کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ کچھ تعلیم دہلی میں بھی پائی پھر واپس آکر قصبہ لوہاری نزد جلال آباد میں بچوں کو قرآن پاک اور فارسی کی تعلیم دینے لگے اور ایک عرصہ تک مستور الحال رہے۔ آپ کے پیرو مُرشد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتیؒ نے حضرت سید احمد شہیدؒ کے قیام سہارنپور کے دنوں میں پیغام بھیج کر لوہاری سے آپ کو بلایا اور اپنے سامنے حضرت سید صاحبؒ سے بیعت کرایا۔

مؤلف انوارِ محمدی کا بیان ہے:

”کہتے ہیں کہ جس وقت آپ کے پیرو مُرشد کا پیغام لیکر ان کا آدمی جھنجھانہ پہنچا تو حضرت میا نجیو اپنی گھوڑی کا رستہ ہاتھ میں لیے ہوئے اسے پانی پلا رہے تھے۔

یہ پیغام سنتے ہی حضرت پہ ایک کیفیت طاری ہوئی اور گھوڑی بھی لوٹ پوٹ ہونے لگی۔ آپ سہارنپور پہنچے اور اپنے پیرومرشد کے ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے سید صاحب سے بیعت ہوئے۔ (ص ۴۸)

حضرت سید احمد شہید قدس سرہ نے اسی مجلس میں حضرت میانجیو صاحب کو چاروں سلسلوں کی اجازت سے مشرف فرمایا۔

حضرت میانجیو نور محمد جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے بر دو مرشدانِ گرامی کے قدم بقدم متبع سنت، جامع شریعت و طریقت اور سلف صالحین کا نمونہ تھے۔ صاحبِ نزہت انھو اطر نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت میانجیوؒ اُن کے ساتھ صوبہ سرحد بھی تشریف لے گئے تھے، بعد میں انھیں واپس بھجوا دیا گیا۔ لوہاری میں آپؒ بصیغہ راز لشکرِ اسلام کی خدمات انجام دیتے رہے۔

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمہ اللہ علیہ سے مولانا محمد صادق (مُرید حضرت میانجیوؒ) نے بیان کیا کہ چالیس برس ہوئے ہیں کہ حضرت میانجیو نور محمد صاحبؒ سے میری ملاقات ہے۔ اسی چالیس سال میں کبھی آپ کی تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی۔ (شہانم امدادیہ ص ۸۳: امداد المشتاق ص ۱۱۵)

معاملات و مسائلِ دینی میں بڑی احتیاط فرماتے تھے۔ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ یا حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک شخص نہایت ہی خوش گلو تھے۔ اور نعت وغیرہ پڑھتے تھے۔ کسی نے حضرت میانجیوؒ سے عرض کیا، حضرت، یہ شخص خوش گلو ہے۔

اور نعت پڑھتا ہے آپ بھی سُن لیں۔ آپ نے فرمایا۔ لوگ مجھے کبھی کبھی امام بنا دیتے ہیں اور غناء بلامزامیر میں بھی علماء کا اختلاف ہے۔ اس لئے اس کا سننا خلاف احتیاط ہے۔ لہذا میں اس کے سننے سے معذور ہوں۔ اللہ اللہ، کس قدر ادب ہے منصبِ امامت کا۔
(ارواحِ ثلاثہ ص ۱۲۹)

آپ نہایت درجہ سادہ وضع اور منکسر مزاج تھے۔ لیکن چہرہ انور کے جلال و رعب کا یہ عالم تھا کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کو آپ سے اس قدر قربت و نزدیکی کے باوجود یہ جُرأت نہ ہو سکی کہ وہ آپ کی شان میں لکھی ہوئی اپنی ایک نظم آپ کے سامنے پڑھ سکیں۔ کسی اور کی معرفت حضرت کو وہ نظم سنوائی تو آپ نے فرمایا کہ خدا اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی صفت اور ثنا بیان کرنی چاہیے (تیسرے روز حضرت نے فرمایا کہ شاہ عبدالرحیم ولایتی شہیدؒ نے تم کو سرخ رنگ کا جوڑا عنایت کیا ہے۔ گویا وہ خلعت صلہ اس مختص کا تھا۔ فرمایا کہ کپڑے سُرخ و رنگین کنایہ دو امر کے ہوتے ہیں۔ ایک مرتبہ شہادت، دوسرے مرتبہ محبوبیت۔ ظاہر ہے کہ آپ کو یہ دوسرا مرتبہ مرحمت فرمایا گیا ہے۔ (شہادۂ امدادیہ ص ۸۳ : امداد المشتاق ص ۱۱۶)

حضرت میانجیو نے ۳ رمضان ۱۲۵۹ھ کو وفات پائی مزار مبارک جھنجھانہ میں ہے۔ آپ کے خلفاء کرام میں شیخ العرب والعمم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، حضرت شیخ محمد محدث تھانویؒ اور حضرت حافظ ضامن صاحب شہیدؒ صاحبِ سلسلہ ہوئے۔

مؤلف ”انوار العاشقین“ فرماتے ہیں :

”مگر حضرت قبلہ عالم حاجی امداد اللہ رحمہ اللہ علیہ سے ایسا فیضان جاری ہوا کہ اکثر ممالک اسلامیہ، ہندوستان و عربستان و ترکستان وغیرہ میں آپ کے خلفاء پیہچے اور ارشادِ طریقت اور اشاعتِ اسلام و تعلیمِ سلوکِ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں مصروف ہوئے ایک عالم کو رنگ دیا۔“ (ص ۸۳)

حضرت شیخ محمد محدث تھانویؒ نے ”انوار محمدی“ میں اول اپنے پیرومرشد حضرت میانجیو نور محمد صاحب جھنجھانوی قدس سرہ کا سلسلہ چشتیہ صابریہ بواسطہ حضرت حاجی شاہ عبدالرحیم صاحب شہید ولایتیؒ تحریر فرمایا ہے۔ پھر اس کے بعد چاروں سلاسل طریقت امیر المومنین حضرت سید احمد شہیدؒ کے واسطے سے درج فرمائے ہیں۔

حضرت شیخ محمد تھانوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ یہ شجرات مجھے حضرت میانجیو کی بارگاہ سے اجازت و خلافت حاصل ہونے کے موقع پر مرحمت ہوئے تھے۔ مولانا شیخ محمد تھانوی ”ارشادِ محمدی“ کے دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ ۱۲۶۳ھ فقیر کو بعد شرف بیعت و محبت اپنے بمقام مکہ معظمہ شرفیاء اللہ تعالیٰ حضرت مولانا محمد یعقوب مہاجر مکی نواسہ اور خلیفہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ نے اجازت عام اذکار و اشغال و اعمال جملہ طریقوں کے جو ان کو شاہ عبدالعزیز ممدوح قدس سرہ سے پیہچے مع خرقة کرتا شریف اپنے کے ومع سند مہری علم حدیث صحاح ستہ وغیرہ کتب حدیث اور علم فقہ و اصول حدیث

اور تصوف باوجود حصولِ سندِ علمِ موصوفہ فقیر کو پیشتر پیش گاہ حضرت استاد مولانا شیخ المشائخ آفاق مولانا مولوی محمد اسحق محدث مہاجر مکی شاہ جہاں آبادی قدس سرہ سے جو برادرِ حقیقی کلاں اُن کے ہیں عطا فرمائے اور بعد توجہ دیسی یہ بھی فرمایا کہ اللہ اکبر تمہاری نسبت میں بڑی فراخی اور وسعت ہے اور تم کو اب کچھ احتیاجِ احتساب باقی نہیں رہی اور ہم میں اور تمہارے پیرو مُرشدِ اصلی میں یعنی مولانا نور الاسلام حضرت میا نجیو نور محمد جھنجھانویؒ میں کسی طرح کا تفاوت نہیں۔

ایک مرتبہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ اور حضرت مولانا زکریا صاحبؒ شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارنپوریؒ حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند کے ہاں حاضر ہوئے تو انھوں نے حضرت سے کہا کہ میں رائے بریلی گیا تھا وہاں جا کر اس قدر سخت بیمار ہوا کہ امیدِ زیست نہ رہی۔ خیال ہوا کہ یہاں کی مٹی نے کھینچ لیا ہے، فرمایا میرا ارادہ تھا کہ یہاں حضرت سید احمد صاحب شہیدؒ کے حجرہ میں ایک چلہ کروں کیونکہ یہاں انوار و برکات بہت ہیں۔ اس پر حضرت مدنیؒ نے ارشاد فرمایا کہ ہندوستان میں دو جگہ اب بھی ایسی ہیں جہاں سیکڑوں برس کے بعد اب بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرات جیسے ابھی اٹھ کر گئے ہیں اور انوار کی بارش ہو رہی ہے، ایک حضرت سید صاحب شہیدؒ کا رائے بریلی کا حجرہ اور ایک حضرت میا نجیو نور محمد صاحبؒ کا لوہاری والا حجرہ۔ دل چاہتا ہے کہ ان دونوں جگہ چالیس چالیس کا ایک ایک چلہ کروں مگر مصروفیات کے باعث نہیں کر سکتا۔

حضرت میا نجیو نے ارشاد فرمایا:

ایک صاحب نے عرض کیا حضرت مجھے تصور شیخ کی اجازت دے دیجئے فرمایا
ب محبت غلبہ کرتی ہے، تب تصور شیخ کون کرتا ہے؟ غلبہ محبت سے تصور شیخ
دو بخود بڑھ جاتا ہے۔

(۲) مولانا نصر اللہ خورجوی سے فرمایا میری نسبت کسی نہیں ہے میرے طریقے
نسبت اختیاری یا ارادی نہیں بلکہ وہی ہے کچھ عرصہ میرے پاس آؤ اور ٹھہرو
کہ تمہاری قسمت میں اگر کچھ چیز ہے تو حاصل ہو جائے۔ (بیاض دلکشا ۱۵۲)

(۳) مولانا خورجوی کہتے ہیں کہ حضرت میا نجیو نے بندہ کو بہت نصیحت کی اور
فرمایا تم نوکری کیوں کرتے ہو؟ حصولِ رزق کے لئے تمہارے پاس علم وافی و کافی
ہے کہ میں علم نہیں رکھتا، مجھے اپنا رزق میسر آتا ہے۔ چاہیے کہ نوکری ترک کر دو اور
حق خدا کی ہدایت میں مشغول ہو جاؤ اور ممنوعات سے بچتے رہو۔ (بیاض دلکشا ۱۵۲)

مولانا خورجوی نے عرض کیا کہ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں مجھے معلوم نہیں کہ
باب کے خلفاء میں سے کون منتہی ہے تاکہ حضرت کے بعد اُسے ممتاز تصور کرتا
ہوں، ارشاد فرمایا حافظ ضامن ہے کہ اُس نے تکمیلِ سلوک فقیر کے ہاتھ سے کی اور
حی امداد اللہ اور مولوی شیخ محمد صاحب مستوطنان تھانہ بھون نیز سیرِ سلوک میں
مروف ہیں، میں نے عرض کیا کہ اگر کسی روز مجمعِ علماء و فقراء میں برسرِ اعلان
فرمایا دیا جائے تو بہتر ہوگا میں بھی اُس محفلِ دعا میں شریک ہوں گا، ارشاد فرمایا کہ
تو بہتر ہے انشاء اللہ تعالیٰ یہ تقریب کی جائے گی۔ (بیاض دلکشا ص ۱۵۲)

از حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جلوہ گاہ نور محمدی

شہر جھنجھانہ ہے اک جائے ہدی
میر لہ پاک آپ کا ہے اور مزار
متصل اس شہر کے اے نیک نام
سید محمود ہے نام شریف
پاس اس مرقد کے قبلہ رخ بنی
اس جگہ ہے مرقد پاک جناس
سارے عالم پر ہے پر تو آپ کا
جس کو ہوئے شوق دیدار خدا
چاہیے تجھ کو اگر وصل خدا
اعتقاد دل سے جو جائے وہاں
دیکھتے ہی اُن کے مجھ کو ہے یقین
گرچہ یاں سے کر گئے ہیں انتقال
یعنی پیرو مرشد و مولے مرے

مسکن و ماویٰ ہے اُس جا آپ کا
اس جگہ تو جان لے اسے ہوشیار
ہے عجب دلچسپ درگاہ امام
ہے مکاں وہ بس عجیب بس لطیف
ہے زیارت گاہ میرے پیر کی
میر تھمکے ہیں جہاں سب شیخ و شاہ
کو کسی جا وہ نہیں جلوہ نما
اُن کے مرقد کی کرے زیارت وہ جا
سایہ نور محمد میں تو آ
اُس پہ سب اسرار باطن ہوں عیاں
اُس کو ہو دیدار رب العالمین
فیض باطن ہے ولے اُن کا بجاں
حضرت نور محمد نیک پے

بارہ سو اسی^{۱۲۵۹} میں کر کے انتقال

اس جہاں سے جا ملے باز و الجلال

(غذائے روح مصنفہ حاجی امداد اللہ علیہ)

انوار محمدی

از حضرت شیخ محمد محدث تھانویؒ

چوں بغیر او دے ناسودہ ایم
ہم بغیر اس کے ایک گھڑی بھی راحت نہ پاسکے
برسر ہر کس کہ غفلت اوستاد
جس کے سر پر ان کا سایہ پڑ گیا
اے جوان بخت از تو داری فکر پیر
اے جوان بخت اگر تو میر کا جو یا ہے
گرنہ از قسمت و مدد و سقت باد
اگر قسمت سے تیرا ہاتھ ان کے دامن بند نہ پہنچے
یعنی الفت گیر باغض من عسلی
یعنی (حافظ) خصا من علی کے ساتھ کر
در میسر ناید از صہبائے و سے
اور اگر اس کے شراب (محبت) تو حاصل نہ کر کے
گرنیابی ہم وراں در بزم شاں
اگر تو اس کو بھی ان کی بزم میں نہ پائے
گر طفیل پیشوایانِ مہد نے
پیشوایانِ معد نے کے طفیل سے

نور از نور محمد بودہ ایم
چونکہ ہمارا ذل اس نور محمد کا ایک ٹکڑا ہے
از گدا شد شاہ اقلیم رشاد
وہ فقیر سے بادشاہ اقلیم ارشاد بن گیا
دامن نور محمد خوش بگر
تو نور محمد کے دامن کو مضبوطی سے پکڑے
در حضور نائباتش آورد
تو تو اس کے نائبوں کے حضور میں آ
تا شری روشن از انوار حبلی
تاکہ تیرا دل انوار حبلی سے روشن ہو جائے
خیز و گیر از جام امداد اللہ سے
تو اٹھ اور امداد اللہ کے جام سے شے عرفان حاصل کر
ہر کہ وارد رنگ بیعت کن باں
تو جو بھی ان کا رنگ مغوی لکھتا ہے اس سے بیعت کر
ہست امید از پیروی معطفے
اور حضرت محمد معطفے کی پیروی سے امید ہے

پیار باشد فضل او دائم ہوا
 کہ اس کا فضل ہمیشہ ہمارا مددگار رہے گا
 در سر زلف امیر قافلہ
 امیر قافلہ (آنحضرت) کے سودائے زلف میں
 نور او از بہر ما نور خداست
 ان کا نور ہمارے لئے نور خدا ہے
 در در نور محمد بہت چشم
 اور میں نور محمد کے دروازے سے امید
 چشم لطف تشنہ را جام شراب
 ان کی ہیرانی کی نظر تشنہ دیدار کیلئے جام شراب
 صلح ہمدی مجاہد رشک بزم
 ہمدی مجاہد کی صلح رشک بزم ہے
 افگند شورے بجان ناز میں
 جان حزیں میں ایک شور پیدا کر دیتا ہے
 کز ہمیں اسے صحبت پہ پیر بقی
 اس وجہ سے پیر بقی کی صحبت کے بغیر
 یعنی آید کے ترا بے اہل راز
 یعنی تجھے بغیر اہل راز کی مدد کے
 پیر یک لحظہ توجہ گر کند
 اگر پیر ایک لحظہ توجہ کرتا ہے
 واصل حق باشد بوصل واصلیں

ثاقبامت حق بود قائم ہوا
 اور قیامت تک حق ہمارے ساتھ رہے گا
 شد چو با نور محمد سلسلہ
 ہمارا تعلق نور محمد کے ساتھ قائم ہو گیا
 سایہ دیو پری از ماجداست
 اور دیو پری کا سایہ ہم سے جدا ہے
 کز وصال دوست ساز دست چشم
 کہ وصال دوست سے ہماری آنکھیں مست ہوں گی
 بالمش ار باب عشق راجناب
 اور ان کا دروازہ ار باب عشق کیلئے درگاہ والا ہے
 خلوت شیخ مراقب عین بزم
 شیخ مراقب کی خلوت عین بزم ہے
 لفظ شیریں بر زبان ناز میں
 اس ناز میں زبان پر آیا حرف شیریں ہے
 مشکل آمد طے منزل اے رفیق
 اے ساتھی منزل کا طے کرنا بہت مشکل ہے
 لہجہ داند از وطن سوز و ما
 کیسے لہجہ انداز اور طرز سوز و ساز آسکتا ہے
 ہچو پارس آہنت راز رکند
 تو پارس کی طرح تیرے آہن کو سوتا بنا دیتا ہے
 می کند کامل کمال کا ملیں

و اولین حق کا وصل مجھے حق سے ملا دیتا ہے
شب چراغ اندا دلوائے روزگار
اولیاء اللہ ایک شب چراغ ہیں

اہل دل در حلقہ چوں آہوئے ہیں
اہل دل ان کے حلقہ میں آہوئے ہیں کی طرح ہوتے ہیں
باغ باغ آئینہ رویان بہار
آئینہ رویان بہار باغ باغ ہیں

حبذا اے آنکہ مارا جام داد
مرجا اے وہ کہ جس نے ہمیں جام عشق پلا یا
حبذا نورے کہ نورِ جہاں فرود
مبارک ہے وہ نور جس نے نورِ جہاں کو بچایا
حبذا اضموئے کہ چوں اندوختیم
مبارک ہے وہ نور کہ جب ہم نے اسے حاصل کیا
حبذا نورے کہ نورِ پاک بہت
مبارک ہے وہ نور جو نورِ پاک ہے
ہست بیشک تمچو طور ایں جلوہ
بے شک یہ جلوہ جلوہ طور ہے
حبذا عشقے کہ چوں جلوہ نمود
مبارک ہے وہ عشق کہ اس نے جلوہ دکھایا
حبذا عشقے کہ نزدیک ست و دور
مبارک ہے وہ عشق جو نزدیک و دور کو محیط ہے

اور کاملین کا کمال تجھے کامل بنا دیتا ہے
اکملانِ دین خود نصف النہار
اور دین کے اکمل دوپہر کے سورج ہیں
بُوئے مشکِ خویش جو یا ز ایں
جو خود اپنے مشک کی خوشبو بیاں اور وہاں ڈھونڈتے ہیں
دشت دشت آشفہ دل از خار زار
اور خار زار کے آشفہ دل دشت دوست نظر آتے ہیں
مسرت فرمود دہش اسلام داد
مستِ نعتِ فرمایا اور ہمیش اسلام دیا
زنگِ خود بینی ز آئینہ ربود
اور خود بینی کے زنگ کو آئینہ دل سے صاف کر دیا
ظلمتِ غیر از خدا را سوختیم
تو غیبِ خدا کی ظلمت کو مٹا دیا
منظرِ نور و ظہورِ پاک بہت
منظرِ نور اور ظہورِ پاک ہے
عشق را نورست نور ایں جلوہ
اور عشق کے لئے یہ جلوہ سراپا نور ہے
ما سوا اللہ را ز جان و دل ربود
تو غیر اللہ سے جان و دل پاک کر دیا
بسط در قبض است و حزن اندر سرور
جو دل گرفتگی کی حالت میں خوش اور حزن و ملال کی طرز

اقتباس از سفینہ رحمانی

حقائق آگاہ معرفت دستگاہ، اوج طریقت کے کرسی نشین موجِ معرفت کے گوہر آبدار، بوستان شریعت کی بہارِ خوش فضا دریائے حقیقت کے خواص عاشق جمال اللہ الصمد میاں جیو نور محمد صاحب نور اللہ مرقدہ - شہر شریف جھنجھانہ کے مشائخ کبار اولیائے کامگار اور اس جائے اقدس کے شرفائے شیوخ میں سے ہیں۔ جنائے توکل سے کف پائے مبارک کمرِ زینت بخش کر اور خرقہ تحمل و قناعت کو زیب دوش فرما کر تمام عمر ایک لعل بے بہا کی طرح سب سے کیسوی اختیار کر کے زاویہ معدن خفایں رونق افروز رہے، اور مرکب ایزد پرستی و خداستائی کو عرصہ حق و صداقت اور میدان عبادت و ریاضت میں دوڑاتے رہے اور اسرارِ درویشی پر قادر اور تزکیہِ باطنی کے ماہر کامل رہے۔ رات کے پردہ سیاہ میں اپنے معبودِ حقیقی کے ساتھ ہمراز اور گوشہ تنہائی میں یاد و دو کے ساتھ و مساز رہنے کی طاقت اور روشن ضمیری خدا داد کی بدولت مسائل بے پردہ جواب شافی پوچھنے سے پہلے محنت فرماتے تھے اور روحانی و قلبی تعلیم کے موتیوں کو دونوں کی لڑنی میں سوزنِ نظر سے فوراً پرو دیتے۔ تمام زمانہ حیات کو ایک حجرہ تنگ و تاریک میں گزار دیا اور کبھی کسی اہل دولت کے سامنے دستِ حرص اُتار دیا نہ فرمایا۔ اس دریائے معرفتِ حق کے مریدان گرامی میں گنجی امداد اللہ صاحب سلمہ اور جناب حافظ ضامن صاحب مرحوم و مغفور اور مولانا بسیم محمد صاحب محدث تھانوی ہوئے ہیں۔ ان تینوں بزرگوں کے فیوضِ باطنی و روحانی کی شعاعیں آفتابِ عالمتاب کی کرنوں کی طرح اطراف و اکنافِ عالم میں پہنچی ہیں اور گروہ درگروہ انسان ان کے فیض سے ارباب کشف و صاحب کرامت ہو گئے ہیں۔

۱۲۵۹ھ میں خرقہ حیات کو اس پر خطر کوچہ کے سجادہ ہستی اٹھا کر فردوس بریں کی جانب رحلت فرمائی اور گوہر جان پاک کو صیر فیان قضا و قدر کے سپرد کر دیا۔ ان کی زادگاہ اور آرامگاہ آخری قصبہ جھنجھانہ شریف ہے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی روح مقدس کی برکت سے ہم کو بخش دے۔ آمین۔

احوال و آثار

شیخ العرب والمسلمین

حضرت حاجی امدا د اللہ صاحب جبرمکی قدس سرہ

۱۳۱۷ م

تحریر

ستید نفیس حسین



سلسلہ چشتیہ صابریہ

”ہمارے اس دور میں اللہ تعالیٰ نے اسی سلسلہ سے حفاظت و تجدید دین کا عالمگیر کام لیا“

”اہل بصیرت کا اس سلسلہ کی قبولیت پر اتفاق اور عالم میں اس کے فیوض و برکات و آثار شاہد ہیں کہ بانی سلسلہ (حضرت مخدوم علامہ الدین علی احمد صابری رحمۃ اللہ علیہ م ۱۹۹۰ء) نہایت عالی مقام، عالی نسبت اور عند اللہ مقبول تھے۔ اس سلسلہ (صابریہ چشتیہ) میں بڑے نامور مشائخ، عارف و محقق و مصلح پیدا ہوئے۔ مثلاً حضرت مخدوم احمد عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جن کی ذات بابرکات کو بعض اہل نظر نے نویں صدی کا مجدد بھی شمار کیا ہے۔ حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی، حضرت شیخ محبت اللہ الہ آبادی، شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، قاسم العلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی (بانی دارالعلوم دیوبند) حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی، حضرت مولانا خلیل احمد سہانی پوری، حضرت شاہ عبدالرحیم رائی پوری، حضرت مولانا حسین احمد مدنی، حضرت مولانا محمد ایاس کاندھلوی، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مدظلہ، ہمارے اس دور میں اللہ تعالیٰ نے اسی سلسلہ سے حفاظت و تجدید دین کا عالمگیر کام لیا اور اس وقت سب سے زیادہ وسیع، متحرک و فعال یہی سلسلہ ہے۔ دارالعلوم دیوبند و مظاہر العلوم کی تعلیمی خدمت اور مولانا تھانوی کی تصنیفات و مواعظ سے اور پھر آخر میں مولانا محمد ایاس کی تحریک دعوت و تبلیغ سے اس سلسلہ کے فیوض عالمگیر ہوئے۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی (سلم یونیورسٹی علیگڑھ) نے تاریخ مشائخ چشت میں صحیح لکھا ہے کہ:

”گزشتہ صدی میں کسی بزرگ نے چشتیہ سلسلہ کے اصلاحی اصولوں کو اس طرح جذب نہیں کیا،

جس طرح مولانا محمد ایاس نے کیا تھا۔ ۲۳۴

آج بھی رائی پور میں حضرت مولانا عبدالقادر صاحب کی خانقاہ سلسلہ چشتیہ کی قدیم خانقاہوں کی بھسوی، سرگرمی یاد دہانی

کی مشغولی اور درد و محبت کی گرم بازاری کی یاد تازہ کرتی ہے۔

عالم نشود ویران تا میکہ آباد است

(تاریخ دعوت و عزیمت، حصہ سوم، ص ۴۹۰)

جلد الثانی ۱۳ ربیع الاول ۱۴۸۲ھ۔ ۱۴ اگست ۱۹۶۲ء

سلسلہ عالیہ چشتیہ امدادیہ

سلطان المذہب حضرت خواجہ معین الدین حسن بجزئی چشتی اجمیری قدس سرہ ۶۳۲ھ

قطب القلوب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ ۶۳۳ھ

شیخ الاسلام حضرت خواجہ فرید الدین سودگنج شکر قدس سرہ ۶۶۲ھ

- | | |
|--|--|
| حضرت خواجہ برہان الدین اولیاء م ۷۲۵ھ | حضرت مخدوم علاء الدین علی احمد برہیزی م ۶۹۰ھ |
| حضرت شیخ انیسر الدین چرائی دہلی م ۷۵۷ھ | حضرت شیخ شمس الدین کاپانی پٹی م ۷۱۸ھ |
| حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز بکرگونی م ۸۲۵ھ | حضرت شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء م ۷۶۵ھ |
| حضرت شیخ صدر الدین اودھی م ۸۶۰ھ | حضرت شیخ احمد عبدالحق رودونی م ۸۴۷ھ |
| حضرت شیخ ابن حکیم اودھی م ۸۸۹ھ / ۹۰۱ھ | حضرت شیخ احمد عارف رودونی م ۸۸۲ھ |
| حضرت شیخ درویش محمد بن قاسم اودھی م ۹۰۴ھ | حضرت شیخ مستدرودونی م ۸۹۸ھ |

قطب عالم حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی قدس سرہ

۹۲۳ھ

- | | |
|--|------------------------------------|
| حضرت شیخ زکریا الدین محمد گنگوہی م ۹۸۲ھ | حضرت شیخ جلال الدین تھانی م ۹۶۹ھ |
| حضرت شیخ عبد الاحد سرہندی م ۱۰۰۰ھ | حضرت شیخ نظام الدین بختی م ۱۰۳۶ھ |
| حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی م ۱۰۳۳ھ | حضرت شیخ ابوسعید گنگوہی م ۱۰۳۹ھ |
| حضرت خواجہ محمد مصوم سرہندی م ۱۰۷۹ھ | حضرت شیخ محبت اللہ آبادی م ۱۰۵۸ھ |
| حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی دہلی م ۱۱۱۳ھ | حضرت شاہ محمد فیاض م ۱۱۰۷ھ |
| حضرت خواجہ محمد زبیر م ۱۱۵۱ھ | حضرت شاہ محمد حامد ہرگامی م ۱۱۱۸ھ |
| حضرت خواجہ ضیاء اللہ م ۱۱۹۵ھ | حضرت شاہ غصن الدین امرہوی م ۱۱۰۲ھ |
| حضرت شاہ محمد آفاق دہلی م ۱۲۵۱ھ | حضرت شاہ عبد الباقی امرہوی م ۱۱۹۰ھ |
| | حضرت شاہ عبد الباقی امرہوی م ۱۲۲۲ھ |

حضرت سید احمد شہید قدس سرہ ۱۲۲۶ھ

حضرت شاہ عبد الرحیم شہید ولایتی م ۱۲۲۶ھ

حضرت مولانا سید نصیر الدین دہلوی م ۱۲۵۶ھ

حضرت میا نجیو نور محمد جھنجھانی م ۱۲۵۹ھ

شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ شاہ مکی قدس سرہ ۱۳۱۷ھ

قطب الارشاد حضرت مولانا سید محمد کدھت گنگوہی قدس سرہ

۱۲۶۷ھ

۱۳۲۳ھ

شیخ العرب والعجم

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (قدس سرہ)

(م ۱۳۱۷ھ)

یہ ۱۲۳۴ھ کے اواخر کی بات ہے۔ امام المہاجرین حضرت سید احمد شہید دہلی سے دو آبے کے دو سے پر روانہ ہوئے۔ "مرشد وقت حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ (۱۲۳۹ھ) نے اپنے جواں سال مسترشد و خلیفہ عظیم کو اپنا لباس خاص پہنایا اور بڑی خوشی سے نصحت کیا۔ (سیرت سید احمد شہید ص ۱۳۳)

غازی الدین نگر، مراد نگر، میرٹھ اور اس کے نواح و اطراف، سرحد، بڈھانہ، پھلت، مظفر نگر، دیوبند، سہارنپور، اور اس کے نواح، انبیٹھ، گنگوہ، نانوتہ، تھانہ بھون اور کاندھلہ وغیرہ مقامات و قصبات میں جگہ جگہ قیام ہوا۔ سینکڑوں خاندانوں اور ہزاروں آدمیوں نے حضرت سید صاحب کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور شرک و بدعت اور قدیمی خلافِ شریعت رسوم سے توبہ کی۔ حضرت سید صاحب کا یہ سفر بارانِ رحمت کی طرح تھا کہ جہاں سے گزرتا، سرسبز و شادابی، بہار اور برکت چھوڑ جاتا تھا۔ (سیرت سید احمد شہید ص ۱۳۳ تا ۱۳۶)

اس مبارک سفر میں غالباً تھانہ بھون یا نانوتہ کے مقام پر ایک گھمنی سچھی حصولِ برکت و سعادت کے لیے حضور سید صاحب کی گود میں دیا گیا۔ آپ نے اسے بیعتِ تبرک میں قبول فرمایا، اقبال و فیوز مندی نے اس سعید بچے کے قدم چومے۔

۱۔ ولادت باسعادت، صفر ۱۲۰۱ھ بمقام یکمہ ریلے بریلی، شہید بالاکوٹ (علاقہ ہزارہ) ۲۷ ذی قعدہ ۱۲۳۶ھ
 ۲۔ از اولاد سید شاہ غلام اللہ نقشبندی (م ۱۰۹۶ھ) خلیفہ حضرت سید آدم بنوری (خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ)
 ۳۔ بحیرہ الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۹ھ) کے فرزند و جانشین

وہ اپنے سن شوہر کی منزلیں طے کرتا ہوا عالم شباب میں آیا تو مقتدا بنی ظہار و صلحا بن گیا۔ رحمت خداوندی نے اُس کے سہر مبارک پر سروری و سرداری کی نگاہ افتخار رکھی اور شیخ العرب و العجم بنا دیا۔ یہ طالع وار جہند اور رفیع و بالا جہند شخصیت تاریخ میں شیخ العرب و العجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے نام نامی سے زندہ جاوید رہے۔

بالائے سرش ز ہوشمندی می تافت ستارہ بلند

حضرت حاجی صاحب بچپن کے اس متبرک واقعے کو اپنی مجلس میں بیان فرمایا کرتے تھے۔ مولانا صدیق حسین دہلوی میں فرمایا، "میں تین سال کا تھا کہ سید صاحب کی آغوش میں دیا گیا اور انھوں نے مجھ کو بیت برک

میں قبول فرمایا۔" (شائم امدادیہ ص ۵۳، امداد شائق ص ۶۲)

نام و نسب

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب بن حافظ محمد امین بن شیخ بدعہ بن حافظ شیخ بلقی صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ نسا فاروقی تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۲۲ صفر المنظر ۱۲۳۲ھ کو بمقام نانوتہ ضلع سہارنپور ہوئی جو آپ کی کنجیاں تھی۔ آبائی وطن تھانہ بھون ضلع مظفر نگر ہے۔

دہلی میں تعلیم

حضرت کا سن مبارک ابھی صرف سات سال کا تھا کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے انتقال فرمایا۔ تاہم آبائی ابتدائے تعلیم ہی سے آپ کی تربیت تھی کہ زمانہ صغریٰ میں بھی آپ کبھی خلاف شرع لہو و لعب میں مشغول نہ ہوتے تھے۔ بسول سال

لے حضرت حاجی صاحب کے ایک پیر بھائی حضرت مولانا شیخ محمد محدث تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی سفر میں حضرت سید محمد شید کے مکتبہ بیعت میں داخل ہوئے۔ حضرت شیخ محمد تھانوی اپنے رسالے "المات الوجودیہ" میں تحریر فرماتے ہیں:

"فقیر یاد دارد کہ غم مہفت سال باشد کہ در سجدہ پیر والی واقع وطن فقیر قصبہ تھانہ بھون ضلع سہارنپور شرف بیعت جہا

سید صاحب قبلہ مودع قدس سرہ شرف شد۔ اگرچہ در ایام طفلی بود۔ اما پر توجہ گان کافی است۔" (حیات امداد بکوار الہام الوجودیہ)

لے حضرت کا نام بچپن میں امداد حسین تھا۔ حضرت شاہ محمد باقی محدث دہلوی قدس سرہ (م ۱۲۶۲ھ) نے بدل کر امداد اللہ کر دیا۔

(حیات امداد)

۷۷ بچپن کی عمر کے نچھنے میں کچھ کی مٹی مٹا رہی ہوتی ہے۔

کی عمر میں آپ حضرت مولانا محمّد علی صاحب نانوتوی سے ہمراہ دہلی آشریف لے گئے وہاں چند مہینے فارسی اور کچھ عربی و نحو کی تعلیم بعض اساتذہ سے ۳۱ کی نیز حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تالیف تکمیل الایمان مولانا رحمت علی صاحب تنخواہی نور اللہ قدس سے پڑھی۔

مُرشدِ مجاہد کی بیعت

ابھی علوم ظاہری کی تکمیل نہ ہوئے پائی تھی کہ ولولہ خدا طلبی حضرت کے ابا اقدس منزل میں جوش زن ہوا۔ اور آپ نے سرِ مقلد مجاہدین حضرت مولانا سید نصیر الدین غازی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت کر لی۔ اُس وقت عمر عزیز اٹھارہ برس تھی۔
(شامِ ادویہ ص ۱، امداد الشاق ص ۱)

حضورِ اقدس اثنی عشری سے بیعت باطنی

بیعت سے پہلے حضرت حاجی صاحب کو خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ

لے حضرت مولانا محمّد علی ۱۲۰۴ھ / ۱۷۸۹ء میں نانوتہ ضلع سہارنپور میں پیدا ہوئے۔ نسباً صدیقی تھے۔ علوم و فنون عربیہ حضرت علامہ مولانا رشید الدین دہلوی طیندہ رشید سراج السنہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ کی خدمت میں حاصل کیے۔ دہلی میں اپنے زمانے کے استاذ الاساتذہ تھے۔ آپ کے تلامذہ میں قطب الارشاد حضرت مولانا شہید احمد محدث گنگوہی مجدد الاسلام حضرت مولانا محمد نانوتوی، حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری، حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب محدث پانی پتی، حضرت مولانا محمد ظہیر نانوتوی، حضرت مولانا ذوالفقار علی دیوبندی اور حضرت مولانا محمد احسن نانوتوی رحمۃ اللہ تعالیٰ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی صدر مدرس دارالعلوم دیوبند آپ ہی کے فرزند ارجمند اور طیندہ رشید تھے۔

حضرت مولانا محمّد علی نہایت عابد و زاہد، خوش اخلاق، منکسر مزاج اور سادہ طبیعت تھے۔ ۱۱ ذوالحجہ ۱۲۶۴ھ / ۱۸۵۱ء کو دہلی میں وفات پائی۔ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کے خاندانی قبرستان منڈیاں میں حضرت شیخ عبدالعزیز شکر بار کے پائیں میں مدفون ہیں۔
(سیرۃ یعقوب محمّد ص ۲۶، ۲۵)

مے حضرت مولانا سید نصیر الدین دہلوی جامع کمالات بزرگ تھے۔ انھیں مجدد و شرف کی متعدد نسبتیں حاصل تھیں۔ آپ حضرت سید ناصر الدین تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی سونی پتی کی اولاد سے تھے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) کے شاگرد و عزیز، حضرت شاہ رفیع الدین صاحب (م ۱۷۳۳ھ) کے نواسے حضرت شاہ محمد باقی محدث دہلوی (م ۱۶۶۲ھ) کے داماد، حضرت شاہ محمد آفاق مجددی (م ۱۲۵۱ھ) کے مرید و خلیفہ اور حضرت سید احمد شہید (م ۱۲۳۶ھ) کی تحریر جہاد کے مکتبہ دیکھیں تھے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ

کی زیارت، شرفِ نائل ہوا۔ حضرت سید صاحب نے حاجی صاحب کا ہاتھ پکڑ کر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں دے دیا۔ مولانا احمد حسن صاحب کانپوری، حضرت بابی صاحب قدس سرہ سے اس خواب کی روایت کرتے ہیں:

”آپ نے فرمایا کہ ظاہر میں اول بیعت میری طریقہ نقشبندیہ میں حضرت مولانا نصیر الدین دہلوی خلیفہ حضرت شاہ محمد آفاق صاحب سے ہوئی اور باطن میں بلا واسطہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح ہوئی کہ میں نے دیکھا کہ حضور ایک بندہ مجھ پر رونق افروز ہیں اور حضرت سید احمد صاحب شہید کا ہاتھ آپ کے دست مبارک میں ہے اور میں بھی اسی مکان میں بوجہ ادب کے ڈور کھڑا ہوں۔ حضرت سید صاحب نے میرا ہاتھ پکڑ کر حضور کے ہاتھ میں دے دیا۔ خدا نے مجھ کو کچھ اور بھی دکھایا ہے۔ اگر ظاہر کروں تم لوگ کچھ کچھ کہو گے (پھر وہ کیفیت مجھ سے خفیہ بیان فرمائی) فرمایا کہ بیعت باطنی پہلے ہے۔ اور ظاہری اسی روز ہے یا ایک دو روز بعد“ (امدادِ شائق ص ۱۵۲)

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”میں حضرت مولانا نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بہت کم رہا۔ میرے والد ماجد بیمار ہو گئے تھے۔ انھوں نے دہلی سے اپنی تیمارداری کے لیے طلب کیا۔ میں حضرت سے رخصت لینے گیا۔ حضرت نے مجھے سینہ مبارک سے لگا کر بہت دُعا دی اور طریقہ نقشبندیہ کی اجازت فرا کر رخصت کیا۔ میرے والد ماجد نئی مہینے مریض رہے۔ بہت علاج ہوئے کچھ مفید نہ ہوا اور دُنیا سے رحلت فرمائی۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ اسی وجہ سے میں اپنے پیرو مُرشد کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہو سکا۔ اور اس درمیان میں حضرت بغرضِ جہاد افغانستان کو چلے گئے۔ میرا ارادہ تھا کہ میں بھی حاضر حضور ہوں گا

۱۔ سرِ حلقہ مجاہدین حضرت مولانا سید نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ۲ ذی الحجہ ۱۲۵۰ھ کو دہلی سے جہاد کے لیے ہجرت فرمائی۔ اُس وقت حضرت مولانا محمد اسحاق محدث دہلوی (م ۱۲۶۲ھ) اور آپ کے پیرو مُرشد حضرت شاہ محمد آفاق مجددی (م ۱۲۵۱ھ) دہلی میں موجود تھے۔ ظاہر ہے ان بزرگوں کی اجازت و ایاز سے ہجرت فرمائی۔

حضرت مولانا نصیر الدین صاحب، حضرت سید احمد شہید کی میراث کے حامل تھے۔ حضرت سید صاحب اور اُن کے بلند منزلت رفقاء کی ہلاکت میں شہادت (۱۲۶۶ھ) کے بعد آپ نے جب دیکھا کہ تحریکِ کاجوش و خروش ختم ہو رہا ہے، تو جو انفرادہ میدان میں آگئے اور اپنی ذات کو بے آمل قربانی کے لیے پیش کر دیا۔ آپ نے سید صاحب کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مگر اس مابین میں شہر غزنی سے حضرت کے رحلت فرمانے کی خبر آئی۔

ان اللہ وانا الیہ راجعون۔

میں اُن کی خدمت شریف میں بہت قلیل مدت حاضریا۔ کچھ لطائف جاری ہو گئے تھے۔

(امداد اشتاق ص ۱۵۲)

پھر استفادہ علوم

اوپر ذکر آچکا ہے کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب نے حضرت مولانا سید نصیر الدین صاحب کی خدمت میں بیعت ہونے سے پیشتر کچھ علوم ظاہری حاصل کیے تھے۔ بعد ازاں الہام غیبی کی بنا پر اور لذت کلام نبوی کے جذبے سے مشکوٰۃ شریف کا ایک رُبیع جناب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق زار حضرت مولانا محمد قلندر محدث جلال آبادی کی خدمت میں پڑھا۔ نیز حسن حسین اور فقہ اکبر حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نانوتوی سے پڑھیں۔ یہ دونوں بزرگ عارف متفق حضرت مولانا مفتی الہی بخش صاحب کاندھلوی کے ارشد تلامذہ تھے۔ حضرت مفتی صاحب حضرت شاہ عبدالغفری محدث دہلوی

ملک کے مختلف جتوں کا دورہ کیا۔ دعوت جہاد سے ایک جماعت تیار کی اور سید صاحب کی طرح وطن مانوف سے ہجرت کر کے کاروبار جہاد کی تجدید کا انتظام فرمایا۔ (سرگزشت مجاہدین ص ۱۲۹)

بندھ اور افغانستان میں بگھنوں اور انگریزوں سے بہت معرکہ آرائیوں کے بعد حضرت مولانا سید نصیر الدین نے مرکز مجاہدین ستخان (علاقہ سرحد) میں ۱۸ شعبان ۱۲۵۶ھ / ۱۸۴۰ء کو وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعہ (سرگزشت مجاہدین ص ۱۲۶)

۱۰ حضرت مولانا مفتی الہی بخش صاحب کاندھلوی (۱۲۴۵ھ) حضرت مولانا شاہ عبدالغفری محدث رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۳۹ھ) کے مایہ ناز شاگرد اور مرید تھے۔ حضرت سید احمد شہید کے دورہ دوآبہ میں ۱۴ ربیع الاول ۱۲۳۵ھ کو اُن کے دامن فیض سے وابستہ ہوئے۔ اُس وقت مفتی صاحب کی عمر ۱۷ سال کی تھی۔ سیرۃ سید احمد شہید میں ہے:

”کاندھلہ میں مفتی الہی بخش صاحب جو حضرت شاہ عبدالغفری رحمۃ اللہ علیہ کے نامور شاگرد اور مرید تھے

بیعت ہوئے اور ان کے خاندان اور قصبے کے اکثر اہل علم اور شرفاء بیعت میں داخل ہوئے۔“ (۱۳۱ ص ۱۳۱)

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

قدس سرہ کے شاگرد تھے۔

استفاضۂ ثنوی

حضرت حاجی صاحب نے ثنوی مولانا رومؒ مولانا شاہ عبدالرزاقؒ سے پڑھی۔ انھوں نے حضرت مولانا شیخ ابوبکسؒ سے اور شیخ ابوبکسؒ نے اپنے والد ماجد حضرت مولانا مفتی الہی بخش صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ (خاتم دفتر ششم) سے سماعت و قرأت ثنوی شریف پڑھی تھی۔ حضرت مفتی صاحب مدوح نے عالم رویا میں مولانا رومؒ سے ثنوی معنوی پڑھی تھی۔ ثنوی کے دفتر ششم کا خاتمہ بھی مفتی صاحب نے مولانا رومؒ کے ارشاد پر لکھا۔

تکمیل سلوک کا داعیہ

احمال، حضرت حاجی صاحب نے مطالعہ ثنوی کو بطور ورد کے معمول فرمایا، جس سے خاطر اقدس کو ایک حرکت بلوغ پیدا ہوتی تھی اور جوش و خروش باطنی چہرہ مبارک سے صاف ظاہر ہوتا تھا۔ چنانچہ تکمیل سلوک کا داعیہ رہ رہ کے بڑھانے لگا۔

حضرت میاں نجو چشتی کے سپرد

حتیٰ کہ اس درمیان میں ایک دن آپ نے خواب میں دیکھا کہ مجلس اعلیٰ و اقدس حضرت سرور عالم، مرشد اتم،

حضرت مفتی صاحب کے دونوں سے مولانا محمد صابر صاحب اور مولانا محمد مصطفیٰ صاحب جو مفتی صاحب کے شاگردِ رشید اور زیر تربیت بھی تھے، حضرت سید صاحب کے ہمراہ جہاد میں شریک ہوئے، مولانا محمد مصطفیٰ نے جام شہادت نوش فرمایا۔
(سفینہ رحمانی، ص ۸۲)

حضرت مفتی صاحب کے تیسرے نواسے حضرت مولانا شاہ عبدالرزاق جھنجھاڑوی (م ۱۲۹۲ھ) سے حضرت حاجی امداد شاہ صاحب نے ثنوی شریف پڑھی تھی۔ حاجی صاحب فرماتے ہیں :

"میں نے ثنوی تین بار حضرت مولانا عبدالرزاق جھنجھاڑوی رحمۃ اللہ علیہ پر عرض کی اور بعض مقامات کی تحقیق مولوی ابوبکس کاندھلوی (فرزند حضرت مفتی الہی بخش صاحب) سے کی۔" (امداد الشاق ص ۶۳)
حضرت مولانا محمد قلندر محدثؒ (م ۱۲۹۰ھ) حضرت مفتی صاحب کے شاگرد اور خلیفہ مجاز تھے۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ وسلم میں ماننے والوں، غایت رعب سے قدم آگے نہیں بڑھتا ہے کہ ناگاہ میرے بڑا امجد حضرت منافط بلاتی رحمتہ اللہ علیہ تشریف لائے اور میرا ہاتھ پکڑ کر حضور حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچا دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ لے کر حضرت میاں بنحو صاحبِ حشمتی قدس سرہ کے حوالے کر دیا، اس وقت

لے قطب ربانی حضرت میاں بنحو نور محمد مجنجانوی قدس سرہ قطب وقت حضرت حاجی شاہ عبدالرحیم صاحبِ شہید ولایتی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ عظیم و جانشین تھے۔ حضرت ولایتی شہید سہارنپور میں مسجد انونبی میں اقامت رکھتے تھے۔ انھیں تین بزرگوں سے انتساب بیعت و اجازت حاصل تھا۔ اول سلسلہ عالیہ قادریہ قیسیہ میں قطب زمانہ حضرت سید رحم علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۱۲ھ) سے مرید و مجاز ہوئے۔ پھر حضرت شاہ عبدالباری حشمتی امرہوئی (م ۱۲۲۲ھ) سے بیعت ہو کر نسبت و خلافت حشمتیہ حاصل کی۔ آخر میں ماہ ذی الحجہ ۱۲۳۲ھ میں امیر المؤمنین امام المہاجرین مجددانہ سید رحم حضرت سید احمد شہید (م ۱۲۲۶ھ) کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور مجاز ہوئے بلکہ حضرت میاں بنحو نور محمد مجنجانوی کو بھی لوہاری سے سہارنپور بلا کر حضرت سید صاحب سے بیعت کرا دیا۔ حضرت میاں بنحو کو سید صاحب نے اجازت طریقہ سے بھی سرفراز فرمایا۔ (سیرۃ سید احمد شہید ص ۱۴۱)

حضرت حاجی عبدالرحیم صاحب ولایتی، حضرت سید احمد شہید کی محبت میں ایسے وارفتہ ہوئے کہ اپنی مسندِ ارشاد چھوڑ چھاڑ حضرت سید صاحب کی معیت اختیار کر لی اور سفر و حضر و جاد میں ہمیشہ ساتھ رہے۔ حتیٰ کہ سید صاحب کے ہمراہ جہاد فی سبیل اللہ میں شہید ہو کر سرفرازی حاصل کی۔

جو تجھ بن نہ پہننے کو کہتے تھے ہم سو اس عہد کو ہم وفا کر چلے

انوارِ محمدی میں ہے :

”حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتی مجاہد غازی شہید کہ در شکرِ فضلِ پیکر حضرت سید احمد صاحب

قہ در ولایتِ غراساں شربتِ شہادت نوشیدند قدس اللہ سرہ الغفریہ“ مثلاً

انوار العاشقین میں ہے : ”آپ نے ہمراہ حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بمقابلہ کھاں ۱۲۲۶ھ میں

ماہ ذی قعدہ کی تسخیر کو درجہ شہادت کبریٰ سے سرفرازی حاصل کی۔ رحمۃ اللہ علیہ“ ۸۲

تک بعالم ظاہر میا نجیو صاحب سے کسی طرح کا تعارف نہ تھا۔ بیان فرماتے ہیں کہ جب میں بیدار ہوا، عجیب انتشار و حیرت میں مبتلا ہوا کہ یارب، یہ کون بزرگ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ اُن کے ہاتھ میں دیا اور خود مجھ کو اُن کے سپرد فرمایا، اسی طرح ایک عرصہ گزر گیا۔ ایک دن حضرت استاذی مولانا محمد قلندر محدث جلال آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے میرے منظرار کو دیکھ کر بکمال شفقت و عنایت فرمایا کہ تم کیوں پریشان ہوتے ہو، موضع لوہاری یہاں سے قریب ہے وہاں جاؤ اور حضرت میا نجیو صاحب سے ملاقات کرو، شاید مقصود دلی کو پہنچو اور اس حینیں وہیں سے نجات پاؤ۔ حضرت حاجی صاحب بیان فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت مولانا سے میں نے یہ سنا، متفکر ہوا اور دل میں سوچنے لگا کہ کیا کروں آخر بلا لحاظ سواری وغیرہ میں نے فوراً راہ لوہاری کی لی اور شدت سفر سے حیران و پریشان چلا جاتا تھا، یہاں تک کہ پیروں میں آبلے پڑ گئے۔ نہایت درجہ شش و کوشش سے آسانہ شریف پر حاضر ہوا اور جیسے ہی دُور سے حضرت میا نجیو صاحب کا جمال باکمال ملاحظہ کیا تو صورتِ انور کو کہ خواب میں دیکھا تھا، بخوبی پہچانا اور مجھ خود رفتگی ہو گیا اور آپ سے گزر گیا، اور اُفتاں و خیراں اُن کے حضور میں پہنچ کر قدموں پر گر پڑا۔ حضرت میا نجیو صاحب قدس سرہ نے میرے سر کو اٹھایا اور اپنے سینہ نورِ گنجینہ سے لگایا اور بکمال رحمت و عنایت فرمایا کہ تم کو اپنے خواب پر کابل و ثوق و یقین ہے۔ یہ پہلی کرامت منجملہ کرامات حضرت میا نجیو صاحب کی ظاہر ہوئی اور دل کو بکمال استحکام مائل بخود کیا۔ الحاصل ایک عرصہ حضرت میا نجیو صاحب کی خدمت بابرکت میں حلقہ نشین رہے اور سلاسل اربعہ عموماً اور سلوک طریقہ چشتیہ صابریہ کی خصوصاً تکمیل کی، اور فرقہ خلافتِ تاتہ و اجازتِ خاصہ و عامہ سے مشرف ہوئے۔ (شائم امدادیہ ص ۱۰۴، امداد الشاق - ص ۹۴۶)

اجازتِ غیبی کا انتظار

ابتدائی زمانہ میں حضرت حاجی صاحب لوگوں کو بیعت کرنے میں تامل بلکہ انکار فرماتے تھے۔ ۱۲۶۲ھ میں حجِ اول سے وطن کو واپس ہوئے تو لوگوں نے بیعت کے لیے اصرار و کوشش سے کام لینا شروع کیا۔ اولاً حضرت حاجی صاحب نے انکار فرمادیا اور کچھ اس پر اقدام نہ فرمایا کیونکہ اجازتِ غیبی اور حکمِ الہی کا انتظار تھا۔

حاجی صاحب کے مہمانِ علمائے رہیں

مؤلف شائم امدادیہ کا بیان ہے :

”ایک بار حضرت حاجی صاحب نے تھانہ بھون میں خواب دیکھا کہ جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مع خلفاء

راشدین و دیگر اصحاب کرام رضی اللہ عنہم تشریف رکھتے ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت و شفقت نے اپنا اپنے حال پر مبذول دیکھی اور نیز دیکھا کہ زوجہ اشیح فدا حسین، والدہ حافظ احمد حسین (مہاجر و امین حجاج بقیم مکہ معظمہ، (زادھا اللہ شرفاً و کرامتہ) حضرت کے لیے اپنے مکان میں کھانا پکا رہی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان مرحومہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تُو اٹھ، تاکہ میں امداد اللہ کے مہمانوں کے واسطے کھانا پکاؤں کہ اُن کے مہمان علماء ہیں۔ یہ خواب بیعت لینے کی اجازت اور بشارت تھی۔ یہ حقیقت ہے کہ اُس دن سے علماء و طلباء کا ہجوم زیادہ سے زیادہ ہوا۔ پھر دوبارہ اشارت غیبی اس بشارت غیبی کی تائید میں ہوئی اور ارباب معارف کی فرائش عموماً اور آپ کے دینی و عرفانی بھائی جناب حافظ محمد ضامن صاحب نور اللہ مرقدہ کی فرائش خصوصاً اس پر نوکد تر ہوئی۔ چار و ناچار بیعت لینا شروع فرمایا۔ اولاً چند آدمیوں نے جو عوام سے تھے بیعت کی۔ بعد ازاں علماء میں سے جس شخص نے سب سے پہلے بیعت کی، وہ جامع فضل و کمال ممکنہ افراد انسانی حضرت ابی حکیم مولانا رشید احمد گنگوہی سلمہ اللہ تھے اور حضرت کے تمام خلفائے کمال باطنیہ میں گئے سبقت لے گئے۔ بعد ازاں وارث علوم دینی، مستفیض بغیضان حضرت الحاج مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے کشف اسرار و دقائق علوم الہیہ میں آیات اللہ تھے۔ سلسلہ بیعت میں منسلک ہوئے۔

(شائیم اداویہ ص ۱۵-۱۶۔ امداد المشتاق ص ۲۳، ۲۵)

جذبہ جہاد

یہ امیر المؤمنین حضرت سید احمد شہید قدس سرہ ہی کی نسبت باطنی کا اثر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی اور ان کے شیوخ و خلفاء کرام کے سینوں میں جذبہ جہاد موجزن رہا۔ اوپر گزر چکا ہے کہ حضرت حاجی صاحب اپنے مرشد اول مولانا سید نصیر الدین دہلوی کے ہمراہ جہاد میں شریک ہونا چاہتے تھے لیکن والد ماجد کی بیماری اور وفات اور اس دوران میں پیرو مرشد کی شہادت سے ارادہ موقوف ہو گیا۔

۱۔ حضرت حاجی صاحب کے حقیقی بھائی فدا حسین صاحب کی اہلیہ اور حافظ احمد حسین صاحب (دم ۱۳۱۴ھ) کی والدہ۔
 ۲۔ امام العاشقین حضرت حافظ محمد ضامن شہید (دم ۱۲۴۴ھ) خلیفہ ارشد حضرت سیاحیہ نور محمد مجنونی رحمۃ اللہ علیہ (دم ۱۲۵۹ھ) حضرت حاجی صاحب کے مرقب اور پیر بھائی۔

میدان جہاد میں

آخر جذبہ جہاد و شوق شہادت رنگ لایا اور اسلاف کرام و پیران عظام کی سنت ادا کرنے کا وقت آگیا۔
 قدرت الہی نے ایک اور موقع فراہم کر دیا۔ چنانچہ حضرت حاجی صاحبؒ ۱۲۶۲ھ کی جنگ آزادی میں فرنگی فوج سے برسرِ پیکار
 نظر آتے ہیں۔ حضرت حاجی صاحبؒ اور دوسرے جانثاران اسلام نے تھانہ بھون، ضلع مظفرنگر کو دارالاسلام قرار دیکر
 متوازی حکومت قائم کر لی اور جہاد کا باقاعدہ اعلان کر دیا گیا۔

حاجی صاحبؒ : امام المجاہدین

”نقشبِ حیات میں ہے :

”اعلان کر دیا گیا کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ کو امام مقرر کیا گیا اور حضرت مولانا محمد قاسم
 صاحب کو سپہ سالار افواج قرار دیا گیا اور حضرت مولانا رشید احمد صاحبؒ کو قاضی بنایا گیا اور مولانا
 محمد منیر صاحبؒ نائب توٹی اور حضرت حافظ ضامن صاحبؒ تھانوی کو مہینہ اور طیسرو کا افسر قرار دیا گیا۔“ ۲۲

فرنگی حکام کو نکال باہر کیا

”حیات امداد میں ہے :

”چونکہ مذکورہ بالا حضرات نے جہاد کا فیصلہ کر لیا اور یہ صاحبان اپنی بزرگی، پرہیزگاری اور
 شخصیت کے اعتبار سے بااثر تھے، اس لیے چاروں طرف سے لوگ جہاد کے لیے آکر تھانہ بھون میں
 جمع ہو گئے۔ یہ اجتماع ان ہی امیر المومنین حاجی امداد اللہ صاحبؒ کے گرد جمع ہو گیا تھا۔ چنانچہ ان حضرات
 نے تھانہ بھون اور اطراف و جوانب میں اپنی حکومت قائم کر لی اور انگریزی حاکموں کو نکال باہر کیا۔“ ۲۳

ایک دن معلوم ہوا کہ شامی ضلع مظفرنگر میں جو تھانہ بھون کے قریب ہے اور سہارنپور سے تھانہ بھون کو چھوٹی
 لائن پر واقع ہے جو ان دنوں انگریزوں کا فوجی مرکزی مقام بھی تھا، انگریز اپنا توپ خانہ بھیج رہے ہیں۔ اس خبر سے
 مجاہدین کو تشویش لاحق ہوئی اور ان کے ہستیصال کے لیے حضرت مولانا رشید احمد صاحبؒ لنگوٹی کو مقرر کیا گیا۔

حضرت گنگوہی کا چھاپہ

”نقش حیات میں ہے :

”شکر ایک باغ کے کنارے سے گذرتی تھی۔ جب مولانا رشید احمد صاحب کو تیس یا چالیس مجاہدین پر حضرت حاجی صاحب نے افسر مقرر کر دیا تھا۔ آپ اپنے تمام ماتحتوں کو لے کر باغ میں چھپ گئے اور سب کو حکم کیا کہ پہلے سے تیار رہو، جب میں حکم کروں سب کے سب ایک دم فیر کرنا۔ چنانچہ جب پلٹن مع توپ خانہ باغ کے سامنے سے گذری تو سب نے یکدم فیر کیا، پلٹن گھبرا گئی کہ خدا جانے کتنے آدمی ہوں جو یہاں چھپے ہوئے ہیں، توپ خانہ چھوڑ کر سب بھاگ گئے۔ حضرت گنگوہی نے تو خانہ کیہنچ کر حضرت حاجی صاحب کے سامنے لا کر ڈال دیا۔“ ص ۴۴

معرکہ شامی ۱۲۷۴ھ ۱۸۵۷ء

اس فتح سے مجاہدین کے حوصلے بلند ہو گئے اور انھوں نے شامی کی طرف پیش قدمی کی۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد تقی صاحب نانوتوی اور حضرت حافظ محمد ضامن صاحب نے ایک لشکر کے ساتھ وہاں سخت حملے کیے اور تحصیل کے دروازے کو آگ لگا دی۔ مسلمانوں نے انگریزی فوج کے پچھلے چھڑا دیے۔ مجاہدین میدان جنگ میں غالب تھے کہ تقدیر نے پانسا پلٹ دیا۔

حافظ محمد ضامن صاحب کی شہادت

”حیات امداد میں ہے :

”ناگاہ ایسا پانسا پلٹا کہ حضرت حافظ محمد ضامن صاحب کی ناف کے نیچے گولی لگی اور وہ شہید

لے امام العاشقین حضرت حافظ محمد ضامن صاحب کو یقین تھا کہ مجھے آج شہادت کا جام پینا ہے۔ انھوں نے حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کو وصیت فرمائی تھی کہ بوقت شہادت یعنی نزع کے وقت میرے پاس رہنا۔ چنانچہ حضرت (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ہو گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

اب انگریزوں کی فوج کا پلا بھاری ہوا اور مجاہدین کی سپاہی ہوتی۔ کچھنی کی قوت بہت زیادہ تھی۔ انگریزوں نے شامی کے بعد تھانہ بھون پر قبضہ کر لیا اور جو بھی ہاتھ لگا، اس کو قتل کر دیا اور ان کے گھروں کو آگ لگا دی گئی۔ خالق امدادیہ جہاں بزرگوں کا اجتماع رہتا تھا اس کو بھی آگ لگا دی گئی۔ ۲۵

وارنٹ گرفتاری

”مجاہدین کے وارنٹ جاری ہوئے۔ حاجی صاحب تین دن گنگوہ، پھر انبالہ، تگوری، پنچلا سہ میں مقیم رہے ہیں۔ راؤ عبداللہ صاحب کے صہیل میں آپ کو تلاش کیا گیا لیکن آپ کراست سے پڑے نہ گئے۔ پھر وہاں سے بندھ کو

گنگوہی آپ کو گولی لگنے کے بعد قریب کی مسجد میں لے گئے اور اپنے زانو پر حافظ صاحب کا سر رکھا اور اسی عالم میں یہ شہیدِ اُلفت اپنے حقیقی محبوب سے جا ملا۔ یہ ۲۴ محرم الحرام ۱۲۷۴ھ کا واقعہ ہے۔ (حیات امداد ص ۱۷)

مولانا عبد السمیع صاحب بتیل رامپوری، مؤلف انوارِ باطلہ (م ۱۹۰۱ء) نے قطعہ تاریخ وفات لکھا :

شہید ہو گئے ضامن علی پاک نہاد	جواب جن کا نہ تھا کوئی نسل آدم میں
ہوئے شہید مگر اک تماشہ دکھلا کر	بہو لہان کیا دشمنوں کو اک دم میں
نہ چھوڑی نام کو گردن کہیں نصاریٰ کی	گلو بریدہ ہے سگہ بھی اُن کا دم میں
جو مارے تیر تو لگتے ہی جا دیا گوشہ	ہزاروں کافر بد کیش نے جہنم میں
خدا کو پیارے ہوئے آخر شہید ہوئے	نہ دل میں تاب ہے باقی نہ کچھ توں ہم میں
جو پوچھا سن شہادت کہا فلک نے کہ ہے	”ہوئے شہید وہ شاہ جری مخرم میں“

۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶

مولانا بتیل نے ایک اور تاریخ بھی نکالی :

بتیل آن وقت کہ حافظ ضامن	رفت و آراست بخت مسند
شادِ ضواں شد و گفت ای تاریخ	”حافظ مصعب ایزد آمد“

حیات امداد ص ۱۷ بحوالہ مونس مہجوران (نسخہ خطی دہلی مدرسہ صوفیہ مکہ مکرمہ)

ہوتے ہوئے کراچی پہنچے اور وہاں سے کدہ معطر پہنچ گئے۔ مولانا محمد قاسم صاحب تین دن تو گھر میں چھپے رہے، پھر باہر نکلے لیکن حکومت کے ہاتھ نہ آئے۔ مولانا گنگوہی، حکیم ضیاء الدین صاحب، رامپوری، سندھیاں، ضلع سہارن پور کے مکان سے گرفتار ہوئے اور چھ مہینے جیل میں رہے۔ آخر ثبوت نہ ملنے کے باعث چھ ماہ کے بعد رہا ہوئے۔ ص ۶۵

مولانا رشید احمد کو کوئی پھانسی نہیں دے سکتا

مولانا ولایت حسین صاحب کی روایت ہے کہ ایک حکیم صاحب جو علیحضرت (حاجی امداد اللہ صاحب) کے مرید انبالہ کے رہنے والے بندہ کے ساتھ سفر حج میں شریک تھے۔ فرمایا جس زمانہ میں مولانا گنگوہی جیل خانہ میں تھے۔ علیحضرت حاجی صاحب ایک دن فرمانے لگے کہ میاں کچھ سنا، کیا مولوی رشید احمد کو پھانسی کا حکم ہو گیا؟ خدام نے عرض کیا کہ حضرت کچھ پتہ نہیں، ابھی تو کوئی خبر آئی نہیں۔ فرمایا، ہاں حکم ہو گیا، چلو۔ یہ فرما کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ حکیم صاحب کا بیان ہے کہ برسات کا زمانہ تھا، مغرب کے بعد علیحضرت اور میں، غالباً مولانا منظر حسین صاحب کا ندعلوی غرض تین آدمی چلے۔ شہر سے باہر نکل کر تھوڑی دور جا کر علیحضرت گھاس کے قدتی سبز مٹلی فرش پر بیٹھ گئے اور کچھ دیر سکوت فرما کر گردن اوپر اٹھائی اور فرمایا، چلو، مولوی رشید احمد کو کوئی پھانسی نہیں دے سکتا، خدا تعالیٰ کو ابھی ان سے بہت کام لینا ہے چنانچہ چند روز بعد اس کا ظہور ہو گیا۔ والحمد للہ علیٰ ذلک۔ (امداد الشاق ص ۱۴۲، ۱۴۳ تذکرۃ الرشید ص ۸۵)

باطنی تصرفات

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ فرماتے ہیں :

”یہ سب باطنی تصرفات تھے، ورنہ ظاہری حیثیت سے کسی صاحب کی ان میں سے بچنے کی کوئی صورت نہیں تھی مگر قدرت کو ان سے کام لینا تھا۔“
(نقش حیات ص ۶)

راؤ عبداللہ خاں صاحب کا کشف

جن دنوں حضرت حاجی صاحب پنجلاہ میں روپوش تھے۔ راؤ عبداللہ خاں صاحب (مرید حضرت شاہ عبدالرحیم

صاحب ولایتی شہید کے مہمان تھے۔ وہ ایک صاحب کشف بزرگ تھے۔ حضرت حاجی صاحب ان کا ایک کشف بیان فرماتے ہیں : راوی مولانا احمد حسن کانپوری ہیں :

”فرمایا کہ راؤ عبداللہ خان مغرب کی ناز پڑھتے تھے، اپنے بیٹے امیر خاں کو پکارنے لگے :
 امیر علی، امیر علی ! میرے خاوند نے آج مجھ کو دکھایا ہے کہ حاجی میاں کو مسجد میں بند کر کے قفل لگا
 دیا ہے اور مولوی رشید احمد کے ہاتھ میں کتاب دے کر درس کو کہہ دیا ہے۔ یہ بات حاجی میاں کو کہہ
 دو کہ وہ اس کا مطلب سمجھ لیں گے، مینوں (بزبان پنجابی بمعنی مجھے) کچھ خبر نہ ہے۔ اُن کا کشف
 پورا نکلا کہ مجھے تو مکہ مکرمہ میں کہ اشرف المساجد ہے، مقید کر دیا۔ بند کا خیال بھی نہیں آتا، مولوی
 رشید احمد صاحب کو کتاب دے کر مدرس بنا دیا۔ ہمیشہ احادیث نبویہ کا درس دیتے ہیں۔ فرمایا کہ راؤ
 عبداللہ خان اپنے پیر حاجی عبدالرحیم صاحب کو خاوند سے تعبیر کرتے تھے اور زبان پنجابی بولتے تھے :“
 (شہانہ امدادیہ ص ۹۲)

دارالعلوم دیوبند : سحرگاہی دُعاؤں کا ثمرہ

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد اکابر علماء دیوبند نے اچھی طرح محسوس کر لیا کہ اب فرنگی قوت اس قدر بڑھ چکی ہے کہ کھلی جنگ میں اُس کا مقابلہ مشکل ہے تو انھوں نے زیر زمین (UNDER GROUND) کام کا فیصلہ کر لیا۔ دارالعلوم دیوبند کا قیام اُسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

قیام دارالعلوم ۱۲۸۲ھ کے بعد حضرت مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب حج بیت اللہ کے لیے مکہ معظمہ میں حاضر ہوئے تو وہاں سیدنا حضرت حاجی امداد اللہ سے عرض کیا : ہم نے دیوبند میں ایک مدرسہ قائم کیا ہے اس کیلئے دُعا فرمائیے، حضرت حاجی صاحب نے دُکھپ انداز میں فرمایا :

”سُبْحَانَ اللہ آپ فرماتے ہیں، ہم نے مدرسہ قائم کیا ہے، یہ خبر نہیں کہ کتنی پیشانیاں اوقات سحر میں سر بسجود ہو کر گڑ گڑاتی رہیں کہ خداوند، ہندوستان میں بقائے اسلام اور تحفظ اسلام کا کوئی ذریعہ پیدا کر۔ یہ مدرسہ انہی سحرگاہی دُعاؤں کا ثمرہ ہے۔ یہ دیوبند کی قسمت ہے کہ اس دولت گرانقدر کو یہ سرزمین لے اڑی :“
 (علائقہ حق ص ۸)

”فقیہ اسے اپنا ہی مدرسہ سمجھتا ہے“

۱۲۹۷ء میں قاسم العلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ کی وفات سے دارالعلوم کو غیر معمولی نقصان پہنچا تو شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی قدس سرہ نے اپنے سرشدین کے نام ایک ہدایت نامہ جاری فرمایا۔ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کی یہ تحریر گرامی دارالافتاء دارالعلوم دیوبند میں محفوظ ہے۔ ہدایت نامہ کا متن یہ ہے :

”بعد حمد و صلوة کے فقیر امداد اللہ عفا اللہ عنہ، ان کی خدمت میں جو صاحب اس فقیر سے علاقہ محبت اور ارادت اور قرابت رکھتے ہیں، خواہ قرابت حسی ہو یا نسبی۔ عرض ہے کہ مدرسہ عربیہ دیوبند جو اس وقت میں اپنی خوبی سے نہایت رونق اور شہرت پر ہے۔ فقیر کو اس سے ایک علاقہ خاص ہے بلکہ یہ مدرسہ اپنا ہی مدرسہ سمجھتا ہے۔ اس جہت سے سب صاحب اس مدرسہ کو اپنا ہی مدرسہ سمجھیں اور جو کچھ اعانت اس مدرسہ کی اپنی ذات سے ہو سکے یا سعی اور سفارش سے ممکن ہو، اس میں ہمیشہ سعی رہیں اور نگرانی اس مدرسہ کی اپنے ذمہ ضروری سمجھیں، کیونکہ اس آخری زمانے میں جو مقبولیت بارگاہ الہی میں کارخانہ علم کو ہے اور امر کو نہیں اور سب صاحب اس مدرسہ کے باب میں بلکہ ہر امر میں متفق و یکدل و یک جہت ہو کر سمیت فرمائیں کیونکہ اتفاق اللہ جل شانہ کے نزدیک نہایت مقبول اور ہر کام میں موجب انجام نیک ہے۔ فقط“۔ (آئینہ دارالعلوم دیوبند، سید محبوب رضوی ص ۱۹۲)

ایک عالم کو رنگ دیا

اللہ تعالیٰ نے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی قدس سرہ کو بے پناہ مقبولیت سے نوازا۔ اطراف عالم سے خلق خدا انبوء و رانبوء ان کے حلقے میں داخل ہوئی۔

”انوار العاشقین“ میں ہے :

”حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایسا فیضان جلدی ہوا کہ اکثر ممالک اسلامیہ ہندوستان، عربستان و ترکستان وغیرہ میں آپ کے خلفا پہنچے اور ارشاد و طریقت اور اشاعت اسلام و تعلیم سلوک سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں مصروف ہوئے، ایک عالم کو رنگ دیا۔“ (ص ۱۳۱)

عرین شریفین میں تو ان کی شہرت کا آفتاب نصف النہار پہنچ گیا۔ مولانا مشتاق احمد صاحب انبٹھوی فرماتے ہیں :

”حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء بشمار ہر دیار و اصصار میں ہیں۔ متاخرین چشتیہ صابریہ میں (باوجود قیام مکہ معظمہ کے کہ وہاں حاضر ہو کر شہرت کا ہونا نادر ہے) حضرت ممدوح کے برابر مشائخ میں سے کسی کو اس درجہ شہرت نہیں ہوئی۔ بجمہ آپ کے خلفاء کے حضرت بقیہ السلف جتہ الخلف مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی اور حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی مستلم علماء اور صلحا سے گزرے ہیں۔“ (انوار العاشقین : ص ۸۶)

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑوی فرماتے ہیں :

”حاجی امداد اللہ صاحب کہ بزرگے ست کامل، زندہ است۔ بعد ازاں فرمودند کہ اکثر علمائے جتہ از دیوبند و دہلی و سہارنپور و گنگوہ از مریدان حاجی صاحب مستند و مولوی رشید احمد گنگوہی نیز مرید و خلیفہ اکبر مولوی موصوف است و دیگر خلفا و سہم بسیار اند چنانچہ مولوی محمد قاسم صاحب و محمد یعقوب صاحب :“ (مقائیس الجالس : ج ۲ ص ۲۳)

وصال

حیات عزیز کے تقریباً چالیس برس مکہ معظمہ میں گزارنے کے بعد شیخ العرب و العجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲ یا ۱۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۷ھ / ۱۸۹۹ء کو بروز بدھ صبح کی اذان کے وقت ۸۴ سال کی عمر میں رحلت فرمائی اور اپنے محبوب حقیقی سے جا ملے۔ جنتہ العلیٰ مقبرہ اہل مکہ میں (جہاں اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مزار مبارک ہے) مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی مہاجر مکی (م ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۰۸ھ یکم سنی ۱۸۹۱ء) کے پہلو میں سپرد خاک کیے گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔

تصانیف

حضرت حاجی صاحب قدس سرہ نے چند مختصر کتابیں اور رسالے بھی تحریر فرمائے تھے جن میں سلوک و تصوف کا رنگ غالب ہے۔ یہ سب آپ کے خاص اہتمام سے طبع ہوئیں۔

- (۱) مثنوی مولانا دُوم کا حاشیہ فارسی زبان میں
- (۲) غذائے رُوح : اُردو مثنوی ۱۲۶۴ ھ
- (۳) جہاد اکبر : اُردو مثنوی ۱۲۶۸ ھ
- (۴) دردنامہ غناک : " "
- (۵) تحفۃ العشاق : " " ۱۲۸۱ ھ
- (۶) ضیاء القلوب : فارسی ۱۲۸۲ ھ
- (۷) ارشاد مُرشد : اُردو ۱۲۹۳ ھ
- (۸) وحدۃ الوجود : فارسی ۱۲۹۹ ھ
- (۹) فیصلہ بہت مسئلہ : اُردو ۱۳۱۲ ھ
- (۱۰) گلزار معرفت : اُردو کلام
- (۱۱) مکتوبات فارسی و اُردو

”ضیاء القلوب سلاسل طریقتِ حشریہ، قادریہ، نقشبندیہ کے اذکار و مراقبات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب طالبانِ سلوک کے لیے خضرِ راہ کا درجہ رکھتی ہے۔ کتاب کے آخر میں حضرت حاجی صاحب نے قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی اور حجت الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کو خلافتِ عظمیٰ سے سرفراز کر کے اپنا جانشین نامزد فرمایا ہے اور بہت دُعائیں دی ہیں نیز اپنے تمام مُریدین و مشرشدین اور متوسلین و متبیین کو تاکیدِ ہدایت فرمائی ہے کہ وہ اس سلوک کو اُن کی خدمتِ بابرکت میں حاصل کریں جو اس کتاب میں مندرج ہے۔ حضرت حاجی صاحب کی وہ الہامی تحریرِ ملاحظہ ہو :

جو صاحب اس فقیر سے محبت و عقیدتِ ارادت رکھتے ہیں وہ مولوی رشید احمد صاحب سلمہ اور مولوی

ہر کس کہ ازیں فقیر محبت و عقیدت و ارادت دارد، مولوی رشید احمد سلمہ و مولوی محمد قاسم

ہستند را، کہ جامع جمیع کمالات علوم ظاہری باطنی
اند بجائے بن راقم اوراق، بلکہ مدارج فوق از من
شمارند، اگرچہ بظاہر معاملہ عکس شد کہ او شان بجائے
من و من بتعام او شان شدم و صحبت او شان را
غنیمت دانند کہ این چنین کساں دریں زمان
نایاب اند و از خدمت بابرکت ایشان فیضیاب
بودہ باشند و طریق سلوک کہ دریں رسالہ
(ضیاء القلوب) نوشتہ شد در نظر شان تحصیل
نمائند۔ انشاء اللہ بے بہرہ نخواہند ماند۔ اللہ تعالیٰ
در عمر شان برکت دہد و از تمامی نعماء عرفانی و
کمالات قربیت خود مشرف گرداند، و بمراتب
عالیات رساند، و از نور ہدایت شان عالم
را منور گرداند، و ما قیامت فیض او شان
جاری داراد، و بمرتبۃ النبی وآلہ الامجاد۔
(۶)

محقق ہم صاحب سئلہ کو جو تمام کمالات علوم ظاہری
و باطنی کے جامع ہیں، میری جگہ بلکہ مدارج میں مجھ
سے فوق سمجھیں، اگرچہ ظاہر میں معاملہ عکس ہوا
کہ میں اُن کی جگہ پر اور وہ میری جگہ پر ہیں، اُن
کی صحبت کو غنیمت سمجھیں کہ اُن جیسے لوگ اس
زمانے میں نایاب ہیں اور اُن کی خدمت بابرکت
سے فیضیاب ہوتے رہیں اور سلوک کے جو طریقے
اس رسالہ (ضیاء القلوب) میں لکھے گئے ہیں،
اُن کی خدمت میں حاصل کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ
بے بہرہ نہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی عمر میں برکت
دے اور معرفت کی تمام نعمتوں اور اپنی قربیت
کے کمالات سے مشرف فرمائے اور مراتب عالیہ
تک پہنچائے اور اُن کے نور ہدایت سے عالم کو
منور فرمائے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے صدقے میں قیامت تک اُن کا فیض جاری رکھے۔

فیصلہ ہفت مسئلہ (تالیف ۱۳۱۲ھ) کے آخر میں بھی حضرت حاجی صاحب قدس سرہ عامۃ المسلمین اور خصوصاً اپنے
متوسلین کو ارشاد فرماتے ہیں :

”اہل اللہ کی صحبت اختیار کریں خصوصاً عزیزی جناب مولوی رشید احمد صاحب کے جو بابرکت کو ہندوستان
میں غنیمت کبریٰ و نعمت عظمیٰ سمجھ کر ان سے فیوض و برکات حاصل کریں۔“ ۱۳

۱۴ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ ضیاء القلوب کی تالیف (۱۲۸۲ھ) کے کچھ سال بعد اپنے ایک مکتوب مورخہ ۲ ذی الحجہ ۱۲۸۰ھ
میں حضرت مولانا گنگوہیؒ کو تحریر فرماتے ہیں :

”مولانا، ضیاء القلوب میں جو کچھ آپ کی نسبت تحریر ہے، وہ آپ سے نہیں لکھا گیا جیسا اتنا ہوا ہے ویسا ہی ظاہر
کر دیا گیا ہے۔“ (مکتوبت ہدایت ۱۵، شائع کردہ مدرسہ عربیہ اسلامیہ، ممبئی، شریف)

خُلفاءِ کرام

اللہ تعالیٰ نے حضرت حاجی صاحب کو بے پناہ مقبولیت و محبوبیت عطا فرمائی۔ اکثر ممالک اسلامیہ میں آپ کے خُلفاءِ کرام پائے جاتے ہیں، جن کا احاطہ و شمار مشکل ہے۔ ذیل میں صرف برصغیر پاک و ہند سے تعلق رکھنے والے خُلفاءِ کرام کی ایک فہرست پیش کی جاتی ہے۔ اول دو خُلفاءِ عظیم کے بعد اسماءِ گرامی بمحاطہ حروفِ تہجی مندرج ہیں :

○ قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی۔ م ۹ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ / ۱۱ اگست ۱۹۰۵ء مدفن گنگوہ شریف

○ حجت الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ م ۴ جمادی الثانی ۱۲۹۷ھ دیوبند

○ حضرت مولانا سید ابوالقاسم ہنسوی فقہوری (نیز فیضیافتہ حضرت گنگوہی) م ۱۲ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ / ۱۲ مارچ ۱۹۱۱ء

○ حضرت مولانا سید احمد حسن صاحب امروہی (تلمیذ رشید حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی)۔ م ۲۹، ۲۸ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ امروہہ

○ حضرت مولانا احمد حسن صاحب کانپوری (۱۰ سال تک مظاہر العلوم سہارنپور میں مدرس رہے پھر کانپور شریف لے گئے) م ۱۳۲۲ھ کانپور

○ حکیم الامتہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۱۶ رجب ۱۳۶۲ھ / ۱۹ جولائی ۱۹۴۳ء تھانہ بھون

○ حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب دیوبندی (نیز مُرید و خلیفہ حضرت میاں شیخ شہ شاد) م ۲۲ محرم الحرام ۱۳۶۳ھ راندر (گجرات)

○ حضرت مولانا انوار اللہ خاں صاحب حیدرآبادی رحمۃ اللہ علیہ (استاذ نظام دکن) م ۱۳۳۶ھ حیدرآباد دکن

○ حضرت مولانا شاہ بدر الدین پھولاری رحمۃ اللہ علیہ م ۱۶ صفر ۱۲۴۳ھ / ستمبر ۱۹۲۴ء پھولاری

○ حضرت مولانا جلیل احمد صاحب

○ حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی (نیز مُرید و خلیفہ حضرت محدث گنگوہی) م ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۷ھ / ۵ دسمبر ۱۹۵۷ء دیوبند

○ حضرت مولانا سید حمزہ دہلوی (تلمیذ حضرت محدث گنگوہی) م ۴ ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ

○ حضرت مولانا حیدر حسن ٹوکی (شیخ الحدیث ندوۃ العلماء لکھنؤ) م ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۱ھ ٹونک

○ حضرت مولانا فیل احمد صاحب سہارنپوری (نیز مُرید و خلیفہ حضرت محدث گنگوہی) م ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۶۴ھ مدینہ منورہ

○ حضرت مولانا سخاوت علی صاحب انیسوی۔ ۱۲۸۳ تا ۱۲۸۹ھ مظاہر العلوم سہارنپور میں مدرس رہے۔

○ حضرت مولانا شیخ الدین صاحب بگینوی ماجرکی (حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری آپ سے ۱۳۵۷ھ میں بیعت و مجاز ہوئے)

○ حضرت مولانا شرف الحق صدیقی دہلوی (تلمیذ حضرت قطب الارشاد گنگوہی) م ۲ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ / ۲۸ جنوری ۱۹۳۶ء دہلی

○ حضرت مولانا حکیم ضیاء الدین صاحب پوری (سابقہ مُرید و خلیفہ حضرت فاضل محمد فاضل شہید) ۲۸ رمضان ۱۳۱۲ھ رامپور مندار ضلع سہارنپور

- حضرت مولانا سید عبدالحی پانگامی (تمیز حضرت محدث گنگوہی) م ۱۷ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ پانگام
- حضرت مولانا سید عبد الرحمن صاحب کاندھلوی ۲۹ ذیقعدہ ۱۲۷۷ھ کو ہجرت کی۔ مکہ معظمہ میں حضرت حاجی صاحب کی حیات میں وفات پائی۔
- حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب امروہوی (تمیز حضرت مولانا سید احمد حسن امروہی) م ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۶۷ھ امروہہ
- حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم مبارپوری (سابقاً مرید خلیفہ حضرت شاہ عبد الرحیم مبارپوری) م ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ / ۲۹ جنوری ۱۹۱۹ء راپڑ۔
انیز مرید خلیفہ تھے حضرت قدس گنگوہی
- حضرت مولانا عبد السمیع صاحب بیدل راپوری رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۱۹۰۱ء میرٹھ
- حضرت مولانا عبد اللہ صاحب انصاری انہوشی (داماد حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی) م ۱۳۲۲ھ میں زندہ تھے۔
- حضرت مولانا شاہ عبد اللہ صاحب جلال آبادی (سابقاً مرید خلیفہ حضرت شاہ عبد الرحیم مبارپوری) م ۲۱ شوال ۱۳۳۳ھ / ۵ مئی ۱۹۲۲ء
- حضرت مولانا عبد الواحد صاحب بنگالی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب دیوبندی (سابقاً مرید خلیفہ حضرت مولانا رفیع الدین مہتمم دارالعلوم دیوبند) م ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۳۷ھ / ۱۹۲۸ء دیوبند
- حضرت مولانا عنایت اللہ صاحب مالوی رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۱۳۰۵ھ بمبئی
- حضرت مولانا فتح محمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ (تمیز شید حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی) م ۱۳۲۲ھ تھانہ بھون
- حضرت مولانا سید فدا حسین صاحب درہنگوی (نیز فیضیافتہ حضرت قطب الارشاد گنگوہی)
- حضرت مولانا قادی بخش صاحب بہرائی (تمیز حضرت مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی) م ۱۳۳۷ھ
- حضرت مولانا کرامت اللہ خاں صاحب دہلوی (تمیز قاسم العلوم نانوتوی) م ۱۹۲۸ء دہلی
- حضرت مولانا کرامت علی صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا محبت الدین صاحب مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت حاجی صاحب کے بعد ایک عرصہ تک زندہ رہے) مکہ معظمہ
- حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب اجراوری رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا حافظ محمد محمد بن قاسم العلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی۔ م ۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ / ۱۹۲۹ء حیدر آباد دکن
- حضرت مولانا قاضی محمد شکیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا محمد فضل صاحب بخاری مقیم آگرہ رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۱۹۳۲ء اکبر آباد
- حضرت مولانا محمد حسین صاحب الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۸ رجب ۱۳۲۲ھ اجیر شریف
- حضرت مولانا محمد فیصل الرحمن ندوی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۱۷ محرم الحرام ۱۳۲۸ھ جنت البقیع۔ مدینہ منورہ
- حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب ٹھپواری (سابقاً مرید خلیفہ شیخ علی حبیب ٹھپواری) م ۲ صفر ۱۳۵۴ھ / ۲۱ مئی ۱۹۳۵ء پھلوری (سہار)

○ حضرت مولانا حکیم محمد صدیق صاحب قاسمی مراد آبادی (نیز خلیفہ حضرت قطب الارشاد گنگوہی و حضرت قاسم العلوم نانوتوی) م ۳ شوال ۱۳۴۷ھ مراد آباد

○ حضرت مولانا محمد بدیع صاحب دیوبندی (سابقہ مرید و خلیفہ سیاحی کریم بخش اپنوی) م ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲ء دیوبند

○ حضرت مولانا محمد علی صاحب ٹیکری (بانی ندوۃ العلماء کنوئیا سابقہ خلیفہ مرید و خلیفہ حضرت مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی) م ۹ ربیع الاول ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲ء کنوئیا

○ حضرت مولانا فشتی محمد قاسم نیا ٹیکری (مرید و خلیفہ حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی)

○ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۳ ربیع الاول ۱۳۰۲ھ / ۲۱ دسمبر ۱۸۸۴ء نانوتہ ضلع سہارنپور

○ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب تھانوی بن حضرت حافظ محمد ضامن شہید رحمۃ اللہ علیہما

○ حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی (نیز خلیفہ حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہی) م ۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ / ۳ نومبر ۱۹۲۰ء دیوبند

○ حضرت مولانا نواب محمد الدین احمد خاں صاحب روتی مراد آبادی (تلمیذ حضرت اقدس نانوتوی) م ذی الحجہ ۱۳۴۷ھ مراد آباد

○ حضرت مولانا محمد الدین صاحب خاطر میسوری رحمۃ اللہ علیہ ○ حضرت مولانا منظور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

○ حضرت پیر علی شاہ صاحب گوروی رحمۃ اللہ علیہ (سابقہ مرید و خلیفہ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی قدس سرہ) م ۱۳۵۶ھ / ۱۹۳۷ء گورہ

○ حضرت مولانا نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

○ حضرت شاہ نیاز احمد صاحب کٹی۔ شوال ۱۳۵۳ھ میں حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب ظلمہ کو دارالعلوم کے لیے چھ ہزار روپے مکہ مکرمہ میں عطا فرمائے۔

○ حضرت مولانا شاہ وارث حسن صاحب کنوئی (نیز مرید و خلیفہ حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہی) ۱۹ جادی الاول ۱۳۵۵ھ۔ کورہ جہان آباد کنوئیا

حضرت حاجی ابراہیم صاحب مہاجر کی قدس سرہ بلاشبہ شیخ العرب والعجم تھے اور بالاجماع امام وقت اور سرآمد مذہب و دانش طریقت

تسلیم کیے گئے۔ آپ کے خلفاء کرام بھی رجال عظیم اور اپنی اپنی جگہ مقبول عام تھے انہوں نے بے برصغیر پاک و ہند کو شریعت محمدیہ اور سنت نبویہ

علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کے انوار و برکات سے معمور کر دیا۔ بالخصوص آپ کے خلفاء عظم قطب اللہ شاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی

اور قاسم العلوم و انجیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ کے ذریعے اس سلسلے کے فیوض برصغیر کے حدود سے نکل کر دنیا کے کونے

کونے تک پہنچے مسلمانوں کے سوا و عظیم نے ان کے دست حق پرست پر بیت کاشف حاصل کیا اور سعادت دنیوی و نجات اخروی کی راہ پائی

حضرت حاجی صاحب اور ان کے خلفاء کرام کا طغور اختیار ان کا مسلک حق و اعتدال ہے۔ انہوں نے مسلمانوں میں فرقہ بندی کے

تصورات کو ہمیشہ نفرت کی نظر سے دیکھا اور اتحاد بین المسلمین کے لیے عمر بھر کوشاں رہے۔ ان کا نصب العین کافر کی نہیں مومن کی تھا۔

انہوں نے امت محمدیہ علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کو عشق و محبت اور باہمی الفت و یگانگت کا درس دیا۔ لاکھوں کروڑوں بندگانِ خدا نے

ان سے خشیت الہی اور حُب نبوی کی نعمت بے بہا اور دولت لازوال پائی۔ بلاشبہ ان مقبولانِ بارگاہِ خداوندی نے اس دور میں اپنے

علم و عمل سے موفیائے متقدمین اور علماء سلفِ صالحین کی یاد تازہ کر دی۔ رحمہم اللہ تعالیٰ علیم مجیبین۔

اختر فیض حسینی
یکم صفر ۱۴۰۰ھ

الحکم فی شہادۃ

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی رشتے



○

یہ ۱۲۳۲ھ کے اواخر کی بات ہے۔ امام المجاہدین حضرت سید احمد شہیدؒ دہلی سے دو آبے کے دوے پر روانہ ہوئے۔ ”مرشد وقت حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ (۱۲۳۹ھ) نے اپنے جواں سال مسترشد و خلیفہ اعظم کو اپنا لباس خاص پہنایا اور بڑی خوشی سے رخصت کیا۔“

(سیرۃ سید احمد شہیدؒ ص ۱۲۳)

غازی الدین نگر، مراد نگر، میرٹھ اور اُس کے نواح و اطراف، سر دھنہ، بڈھانہ، پھلت، مظفر نگر، دیوبند، سہارنپور، اور اُس کے نواح، انبیٹھہ، گنگوہ، نانوتہ، تھانہ بھون اور کاندھلہ وغیرہ مقامات و قصبہ میں جگہ جگہ قیام ہوا۔ ”سینکڑوں خاندانوں اور ہزاروں آدمیوں نے حضرت سید صاحبؒ کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور شرک و بدعت اور قدیمی خلافِ شرع رسوم سے توبہ کی۔ حضرت سید صاحبؒ کا یہ سفر بارانِ رحمت کی طرح تھا کہ جہاں سے گزرتا، سرسبزی و شادابی، بہار اور برکت چھوٹ جاتا ہے۔“

(سیرۃ سید احمد شہیدؒ ص ۱۲۲ تا ۱۴۲)

۱۔ از اولاد سید شاہ علم اللہ نقشبندی (م ۱۰۹۶ھ) خلیفہ حضرت سید آدم بنوریؒ (خلیفہ حضرت مجدد الدین ثانی قدس سرہ)

۲۔ دولت باسعادت : صفر ۱۲۰۱ھ بمقام تکیہ راستے بریلی، شہید ہاکوٹ (علاقہ ہزارہ) ۲۴ ذی قعدہ ۱۲۲۹ھ

اس مبارک سفر میں غالباً تھانہ بھون یا نانوتہ کے مقام پر ایک کمسن بچہ بھی جھول برکت و سعادت کے لیے حضرت سید صاحب کی گود میں دیا گیا۔ آپ نے اسے بیعت تبرک میں قبول فرمایا، اقبال و فیروز مندی نے اس سید بچے کے قدم چومے۔ وہ اپنے سن شعور کی منزلیں طے کرتا ہوا عالم شباب میں آیا تو مقتدا ٹی ٹلار و سلمار بن گیا۔ رحمت خداوندی نے اُس کے سر مبارک پر سردری و سرداری کی کلاہ افتخار رکھی اور شیخ العرب والعجم بنادیا۔ یہ طالع دار حنبد اور رفیع و بالا بلند شخصیت تاریخ میں شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب نہا جگر کی کے نام نامی سے زندہ جاوید ہے۔

بالائے سرش ز ہوشمندی ی تافت ستارہ بلندی
حضرت حاجی صاحب بچپن کے اس متبرک واقعے کو اپنی مجلس میں بیان فرمایا کرتے تھے مولانا صادق الیقینؒ راوی ہیں :

”فرمایا، میں تین سال کا تھا کہ سید صاحب کی آغوش میں دیا گیا اور انہوں نے مجھ کو بیعت تبرک میں قبول فرمایا۔“

(شام امدادیہ ص ۹۹، امداد المذاق ص ۱۱)

یہ ایک عجیب قدرتی اتفاق ہے کہ حضرت سید صاحب کے اسی مبارک سفر کے دوران حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کے دادا پیر حضرت شاہ عبدالرحیم ولایتی اور پیر و مرشد حضرت میانجو نور محمد صاحب جھنجھانویؒ بھی حضرت سید صاحب کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے۔

ایک عجیب اتفاق

حضرت شاہ عبدالرحیم ولایتیؒ نے حضرت سید صاحب سے شرف بیعت اُس وقت حاصل کیا جب سید صاحب سہارنپور میں رونق افروز ہوئے۔ اس تمام سفر میں شیخ الاسلام حضرت مولانا عبدالحی صاحب

لہ قلعہ وقت حضرت حاجی شاہ عبدالرحیم صاحب شہید ولایتی رحمۃ اللہ علیہ سہارنپور میں مسجد ابونبی بن افاست رکھتے تھے۔ انہیں تین بزرگوں سے اقسام بیعت و اجازت حاصل تھا۔ اول سلسلہ عالیہ قادریہ قیسیہ میں قلعہ زمانہ حضرت سید رحم علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۱۴ھ) سے مرید و مجاز ہوئے۔ پھر حضرت شاہ عبدالباری حشتی امرہویؒ (م ۱۲۲۴ھ) سے بیعت ہو کر نسبت و خلافتِ حشتیہ حاصل کی۔ آخر میں ماہ ذی الحجہ ۱۲۳۳ھ میں امیر المؤمنین امام المجاہدین مجدد دین و ملت سید احمد شہیدؒ (م ۱۲۴۶ھ) کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور مجاز ہوئے۔

اور حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید ہمرکاب تھے۔ ان کے مواعظ سے بہت اصلاح و انقلاب ہوا۔ اس ایک سفر نے وہ کام کیا جو بڑے بڑے مشائخ کا تزکیہ باطن اور بڑے بڑے علماء و مصلحین کی برسوں کی تربیت ظاہر کرتی ہے۔ ہر برجہ سینکڑوں آدمی متقی، متورع، عابد، متبع سنت اور ربانی بن گئے۔“
(سیرۃ تید احمد شہید ص ۱۴۲)

سہارنپور میں حضرت تید صاحب کا والہانہ عقیدت سے خیر مقدم کیا گیا۔ مولانا تید ابوالحسن علی ندوی منظومۃ السعداء کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں :

”سہارنپور سے باہر ایک جہم غفیر استقبال کے لیے موجود تھا۔ آپ نے مغرب کی نماز مسجد ابوبی میں پڑھی۔ اس کے ایک حجرے میں حاجی عبدالرحیم صاحب ولایتی رہتے تھے جو بڑے مشائخ میں سے تھے، سینکڑوں آدمی ان کے مرید تھے۔ انھوں نے اپنے تمام مریدوں کے ساتھ بیعت کی اور اپنے تمام نیاز مندوں کو بلا کر کہہ دیا کہ سب آپ سے بیعت ہو جاؤ ایسا مُرشدِ کامل پھر ملنا مشکل ہے۔ تہائی رات تک بیعت کرنے والوں سے آپ کو فرصت نہیں ہوئی۔ دو روز تک انہیں کے گھر دعوت رہی۔“
(سیرۃ تید احمد شہید ص ۱۴۳)

حضرت حاجی عبدالرحیم ولایتی نے تید صاحب سے حضرت میانجیو کی بیعت و اجازت کا صدیج کر حضرت میانجیو نور محمد

صاحب جھنجھانوی کو لوہاری سے سہارنپور بلالیا اور اپنے سامنے حضرت تید احمد شہید کے دستِ حق پرست پر بیعت کرایا۔ اسی مجلس میں حضرت میانجیو صاحب کو اجازت و شجرات عطا کئے گئے۔ حضرت شیخ محمد محمد تھانوی (خلیفہ حضرت میانجیو صاحب جھنجھانوی) اپنی تالیف ”انوارِ محمدی“ میں رقمطراز ہیں :

حضرت حاجی صاحب دادا پیر، حاجی عبدالرحیم مصدر الاوصاف بحضرت شیخ المشائخ میانجیو صاحب پیر و مُرشد م تحریر فرمودہ از سہارنپور بمقام لوہاری ارسال داشتند ہنگام رونق افروزی آنجناب نزد میر صاحب حضرت تید احمد صاحب و قبلہ دادا پیر قدس سرار ہم در بلدہ سہارنپور، و در ہمان زمان حاجی صاحب قبلہ ممدوح قدس سرہ پیر و مُرشد میانجیو صاحب قبلہ را دُور روی خود بیعت از تید صاحب ممدوح کنایند و اجازۃ و شجرات

عنایت شدند۔

(۲۵) - مطبع ضیائی میرٹھ ۱۲۹۱ھ

”نقشِ حیات میں اس تاریخی ملاقات کا ذکر حضرت شیخ الہند

مولانا محمد حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان صدق و حجاب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی

کے حوالے سے ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

”حضرت سید صاحب اپنے دور تبلیغ میں حضرت شاہ عبد الرحیم صاحب شہیدؒ ولایتی (دادا پیر حضرت قطب عالم حاجی امداد اللہ صاحب کی رحمت اللہ تعالیٰ) سے ملاقاتی ہوئے تو منجملہ اور لوگوں کے حضرت حاجی عبد الرحیم صاحب نے بھی بیعت حضرت سید صاحب کے ہاتھ پر کی (حالانکہ وہ خود صاحب ارشاد کامل تھے، ہزاروں آدمی ان کے مرید تھے) اور فرمایا کہ واقعہ میں کسی کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی مجھ کو حاجت نہیں ہے مگر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی اسی میں دیکھتا ہوں (نظر کشفی سے) اس لیے بیعت ہوتا ہوں۔۔۔۔۔ پھر دونوں حضرات حجرہ میں اکتساب فیوض روحانیہ کے لیے چلے گئے۔ جب نکلے تو حضرت سید صاحب پر نسبت چشتیہ اور گریہ و بکا کا غلبہ تھا اور حضرت حاجی صاحب پر نسبت نقشبندیہ سکیکیت اور ضحک کا غلبہ تھا۔“

(حاشیہ صفحہ ۲۱)

بعض حقرات کا خیال ہے کہ یہ بیعت بیعت طریقت نہیں بلکہ بیت جہاد

تھی لیکن ان کا یہ خیال درست نہیں ہے۔ حضرت سیدنا صاحب نے دیکھے

یہ سمیت طر لقیہ تھی

کا دورہ ۱۲۳۲ھ میں ایک شیخ طریقت کی حیثیت سے کیا تھا۔ سلسلہ جہاد کی ابتداء اس دورہ کے بعد
رائے بریلی کے قیام کے زمانے میں ہوئی۔ یہ قیام رمضان المبارک کی پانچ رات (۲۹ شعبان ۱۲۳۲ھ)
سے کر شوال کی آخری تاریخ دو شنبہ ۱۲۳۶ھ تک یعنی دو سال سے زائد رہی۔

”راے بریٹی کا یہ قیام مجاہدہ و تربیت اور جسمانی و روحانی مشغولیت و خدمت کا خاص دور تھا۔ سید صاحب بھی عام لوگوں کی طرح مشقت کے کاموں میں شریک ہوتے۔ لکڑیاں چیرتے، بوجھ اٹھاتے۔ یہ زمانہ بڑے روحانی و علمی فیوض و برکات کا زمانہ تھا۔ سید صاحب کا وہ جو علماء و مشائخ ہندوستان کا اجتماع، یکسوئی، یہ سب نعمتیں جمع تھیں جو کم جمع ہوتی ہیں۔ ایک غیر معروف چھوٹا سا گاؤں کہکشاں بن گیا تھا جس کی زمین پر چاند کے ساتھ سارے روشن ستارے اتر آئے تھے۔ ہندوستان کے منتخب اور نامور مشائخ، مولانا محمد اسماعیل، مولانا عبدالحی، مولانا محمد یوسف ٹھٹھی، حاجی عبدالرحیم ولایتی، شاہ ابوسعید مجددی (خلیفہ حضرت شاہ غلام علی)،

ایک وقت میں جمع تھے :

د سيرة سيد احمد شهيد ص ۱۵۱

قیام رائے بریلی کے دوسرے سال یعنی ۱۲۲۵ء میں آپ سلسلہ جہاد فی سبیل اللہ کی تیاری جہاد کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اس قیام کے اہم واقعات میں سے جہاد کے لیے مشق و تربیت کا اہتمام ہے۔ سیرۃ سید احمد شہید میں ہے :

”جب فنونِ حرب کی مشق و تعلیم میں زیادہ اہتمام ہوا اور زیادہ تر وقت اسی میں صرف ہونے لگا، یہاں تک کہ سلوک کے کاموں میں کمی رونے لگی تو رفقاء نے آپس میں گفتگو کرنی شروع کی اور مشورہ کیا کہ مولانا محمد یوسف صاحب پھلتی اس بارے میں سید صاحب سے گفتگو کریں اور جماعت کے ان خیالات کی اطلاع دیں۔ مولانا نے سید صاحب سے عرض کیا۔ سید صاحب نے آپ کو جواب دیا کہ ان دنوں اس سے افضل کام ہم کو درپیش ہے۔ اسی میں ہمارا دل مشغول ہے وہ جہاد فی سبیل اللہ کی تیاری ہے۔ اس کے سامنے اس حال کی کچھ حقیقت نہیں۔ وہ کام یعنی تحصیل علم سلوک اس کام کے تابع ہے۔ تم ہمارے بھائیوں کو سمجھاؤ کہ اب اسی کام میں دن لگائیں یہی بہتر ہے۔ حاجی عبدالرحیم صاحب سے مشورہ کر کے جواب دو۔“

۱۹۶-۱۹۷

حضرت سید صاحب کے یہ ارشادات جب حضرت حاجی عبدالرحیم صاحب نے سنے تو انہوں نے برملا طور پر حضرت سید صاحب کی تائید فرمائی۔ اس سلسلے میں انہوں نے جو کچھ فرمایا اس سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ وہ بیعت طریقت کے ساتھ ہی سید صاحب کے سلسلے میں داخل ہوئے تھے۔ اس تقریر سے یہ بھی روشن ہو جاتا ہے کہ اس عارف ربانی کے دل و نگاہ میں حضرت سید صاحب کی عظمتِ شان کس درجہ کی تھی۔ سیرۃ سید احمد شہید میں ہے :

”حاجی عبدالرحیم صاحب نے جب یہ سنا، تو پہلے اپنا حال بیان کیا کہ جب مجھ کو حضرت سے بیعت نہ تھی، اپنے مشائخ کے طور و طریق پر تھا۔ چٹکشی کرتا تھا، جو کی روٹی کھاتا تھا، موٹے کپڑے پہنتا تھا، صد ہا میرے مرید تھے اور جو درویشی کا طالب میرے پاس آتا، اس کو تعلیم کرتا تھا اور کسی سے کچھ غرض نہیں رکھتا تھا۔ جو کوئی مطلب کے لیے دو چار کوس یا ایک دو منزل لے جانے کی درخواست کرتا، فی اللہ چلا جاتا تھا اور میری نسبت کا یہ طور تھا کہ آدھ کو کس یا کوس بد سے کسی پر توجہ کی نظر ڈالتا، تو اسی جگہ اس کو حال آجاتا تھا اور بعض بعض باتیں مجھ میں اُن سے بڑھ کر تھیں اور میں اس حال میں

بہت خوش تھا اور میرے فریوں میں بعض بعض صاحب تاثیر تھے۔ باوجود ان سب باتوں کے جب اللہ تعالیٰ نے ان سب صاحب کو سنا جو پہنچایا اور مجھ سے ملایا اور مجھ کو توفیق دی کہ میں نے آپ کے دست مبارک پر بیٹھ کی اور آپ کا طبع دیکھا۔ اس وقت اپنے نزدیک مجھ کو یہ خیال ہوا کہ اگر میں اس حالت میں مرجاتا تو میری بڑی موت ہوتی۔ میں نے اپنے سب فریدوں سے کہا کہ اگر تم اپنی عاقبت بخیر چاہتے ہو، تو ان سب صاحب کے ہاتھ پر بیعت یا اس عقیدے سے میری ہی بیعت کرو اور جو نہ کرے گا وہ جانے۔ میں نے آگاہ کر دیا ہے۔ اس کا مواخذہ قیامت کے روز مجھ سے نہیں پھر سب نے دوبارہ بیعت کی۔ سو میں نے تمام عیش و آرام اور ناموس و نام چھوڑ کر سید صاحب کے یہاں کی محنت و مشقت اور تنگی و کلفت اختیار کی۔ انہیں بھی بنانا ہوں ویواری بھی اٹھاتا ہوں، گھاس بھی چھیلتا ہوں، لکڑی بھی چیرتا ہوں اور ہر طرح کے کام کرتا ہوں، مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس کا روبرو کی بدولت جو نعمت دی اور خیر و برکت عطا کی، اس کے دسویں حصے کے برابر اول معاملات کی تمام خیر و برکت کو نہیں پاتا ہوں اگر ایسا نہ ہوتا، تو اس راحت کو چھوڑ کر یہ محنت کیوں اختیار کی؟ سو میری صلیح اس بارے میں یہی ہے کہ تم اپنا سارا کاروبار حضرت پر چھوڑو۔ وہی جو کچھ بہتر جان کر تم کو فرمائیں، اسی کو مانو اور اپنی بہتری اسی میں سمجھو اور اپنی ناقص اسے کو اس میں دخل نہ دو۔ ”حاجی صاحب چونکہ فن سسٹک اور قوت نسبت میں مسلم تھے اور مشہور شیخ اور عارف تھے، اس لیے ان کی تقریر سن کر سب لوگ خاموش ہو گئے اور مقدمات جہاد میں دل و جان سے مشغول ہو گئے۔ دن رات یہی مشغلہ تھا۔ بھرمار میں تیر اندازی کرتے۔ چورنگ لگاتے اور فنون سپر گری کی پوری مشق کرتے تھے۔“

میرزا سید احمد سید صفحہ ۱۹۸ (کودک و قاتل احمدی ص ۲۸-۲۵۴)

حضرت حاجی عبد الرحیم صاحبؒ تو حضرت سید احمد شہیدؒ

ترے ساتھ جینا ترے ساتھ مرنا | کی محبت میں ایسے فریفتہ و وارفتہ ہوئے کہ حضرت شمس

تبریزیؒ اور مولانا رومؒ کے جذب و عشق کی یاد تازہ کر دی۔ انہوں نے مسند خاتقاہ سہارنپور کو خیر باد کہا اور حضرت سید صاحب کی مستقل بیعت اختیار کر لی۔ سفر و حضر میں ہمیشہ ساتھ رہتے۔ ہجرت و جہاد میں بھی مردانہ وار ہمرکاب رہے حتیٰ کہ سید صاحب کے ہمراہ جہاد فی سبیل اللہ میں شہید ہو کر سرفراز حاصل کی

جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم سو اس عہد کو ہم دفن کر چلے
حضرت شیخ محمد تھانوی قدس سرہ "انوارِ محمدی" میں تحریر فرماتے ہیں۔

"حضرت شاہ عبد الرحیم صاحب ولایتی مجاہد غازی شہید کہ در لشکر ظفر پیکر حضرت تید احمد
قبلہ دو جہاں مصدر البیان در ولایت خراسان شریعت شہادت نوشیدند۔ تھانوی اللہ عز و جل۔"

صفحہ ۲

"تحفۃ الارباب" میں تاریخ شہادت ۲۱ رمضان المبارک مندرج ہے۔

جدول ثانی صفحہ ۱۸

"انوار العارفین" میں لکھا ہے :

"حاجی شاہ عبد الرحیم در بہت وسعت ذی قعدہ سنہ یک ہزار و دوصد و چل و شش (۱۲۴۶)
بہمراہ جناب تید احمد و مولوی محمد اسماعیل مرحوم و مغفور در جہاد سکھاں شہید شدند۔"

صفحہ ۵۲۱

حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ تحصیل علم تھا اور ابھی علوم
ظاہری کی تکمیل نہ ہونے پائی تھی کہ ولولہ خدا طلبی حضرت کے دل اخلاص
منزل میں جوش زن ہوا اور آپ نے سر حلقہ مجاہدین حضرت مولانا تید نصیر الدین غازی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
کے دست مبارک پر طریقہ بنفہ بندیہ مجددیہ میں بیعت کر لی۔ اُس وقت عمر عزیز اٹھارہ برس تھی۔

(شام امدادیہ ص ۱۱، امداد المثنان ص ۱)

بیعت سے پہلے حضرت حاجی صاحب کو خواب میں
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت تید احمد شہید
رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت تید صاحب نے حاجی صاحب کا ہاتھ پکڑ کر حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں دے دیا۔ مولانا احمد حسن صاحب کانپوری، حضرت حاجی صاحب
قدس سرہ سے اس خواب کی روایت کرتے ہیں :

"آپ نے فرمایا کہ ظاہر میں اول بیعت میری طریقہ نقشبندیہ میں حضرت مولانا نصیر الدین
دہلوی خلیفہ حضرت شاہ محمد آفاق سے ہوئی اور باطن میں بلا واسطہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے اس طرح ہوئی کہ میں نے دیکھا کہ حضور ایک بلند جگہ پر رونق افروز ہیں اور حضرت

سید احمد صاحب شہیدؒ کا ہاتھ آپ کے دست مبارک میں ہے اور میں بھی اسی مکان میں بوجہ ادب کے دُور کھڑا ہوں۔ حضرت سید صاحبؒ نے میرا ہاتھ پکڑ کر حضور کے ہاتھ میں دے دیا خدا نے مجھ کو کچھ اور بھی دکھایا ہے۔ اگر ظاہر کروں تم لوگ کچھ کا کچھ کہو گے (پھر وہ کیفیت مجھ سے خفیہ بیان فرمائی) فرمایا کہ بیعت باطنی پہلے ہے، اور ظاہری اُسی روز ہے یا ایک دو روز بعد۔ (شام امدادیہ ص ۲۳، امداد المشتاق ص ۱۵۲)

حضرت مولانا سید نصیر الدین دہلویؒ جامع کمالات بزرگ تھے۔ انھیں مجدد و شرف کی متعدد نسبتیں حاصل تھیں۔ آپ حضرت سید ناصر الدینؒ تھانیسریؒ ثم سُوفی پتیؒ کی اولاد سے تھے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (م ۱۲۳۹ھ) کے شاگردِ عزیز، حضرت شمسُ الدین صاحبؒ (م ۱۲۳۳ھ) کے نواسے، حضرت شاہ محمد اسحق محدث دہلویؒ (م ۱۲۶۲ھ) کے داماد، حضرت شاہ محمد آفاق مجددیؒ (م ۱۲۵۱ھ) کے مُرید و خلیفہ اور حضرت سید احمد شہیدؒ (م ۱۲۴۶ھ) کی تحریکِ جہاد کے رکنِ رکین اور ان کی شہادت کے بعد اُن کے جانشین اور امیر المجاہدین تھے۔ حضرت حاجی امداد اللہ نے اپنے خواب کی تعبیر لی اور حضرت سید احمد شہیدؒ کے جانشین کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔

جس زمانہ میں حضرت سید احمد شہیدؒ صوبہ سرحد میں مصروفِ جہاد تھے۔ فراہمیِ زبرا عانت حضرت مولانا نصیر الدینؒ جماعتِ مجاہدین کے لیے امدادی رقوم ہیا کرتے تھے۔ "سرگزشتِ مجاہدین" میں ہے کہ ۱۲۴۰ھ میں شاہ اسحقؒ وعظ فرماتے تھے تو مولانا نصیر الدینؒ مدرسے کے دروازے پر فراہمیِ زبرا عانت میں مصروف رہتے تھے۔ آخر آپ نے خود جہاد کا عزم کر لیا۔ (ص ۱۳)

سانئہ بالا کوٹ (۱۲۴۶ھ) کے بعد سید صاحب کی تحریکِ جہاد کے کارفرماؤں کو ضرورت محسوس ہوئی کہ دوبارہ ایک بڑی جماعت تیار کر کے آزاد علاقے میں بھیج دی جائے جس سے سید صاحب کے شروع کیے ہوئے کام میں جوش و خروش کی نئی رُوح پیدا ہو جائے۔ اس ایامِ فرض کی بجا آوری کا شرف روزِ اول سے مولانا سید نصیر الدین دہلویؒ کے لیے مقدر ہو چکا تھا، جنہوں نے سید صاحبؒ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ملک کے مختلف حصوں کا دورہ کیا۔ دعوتِ جہاد سے ایک جماعت تیار کی اور سید صاحبؒ کی طرح

وطن مالوف سے ہجرت کر کے کاروبار جہاد کی تجدید کا انتظام فرمایا۔ (سرگزشت مجاہدین ص ۱۱۹)

جانشین سید احمد شہید

مرکز دہلی میں حضرت مولانا سید نصیر الدین دہلویؒ کو امیر الجہاد منتخب کیا گیا۔ ان کے دست مبارک پر بیعت جہاد ہوئی۔ اور حق تو یہ ہے کہ مولانا سید نصیر الدینؒ نے حضرت سید احمد شہیدؒ کی جانشینی کا حق ادا کر دیا۔ نواب وزیر الدولہ والی ٹنک بالکل بجا فرماتے ہیں کہ سید صاحبؒ کی شہادت کے بعد خلق خدا کی ہدایت، شریعت کے اجبار اور جہاد کا کاروبار بے آب و تاب ہو رہا تھا، خدا کی رحمت سے مولوی سید نصیر الدینؒ کی بدولت اس کاروبار میں بے اندازہ رونق اور جلا پیدا ہو گئی۔ (وصایا الوزیر ص ۵۲)

نواب وزیر الدولہ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ میں نے بہت سے درویشوں کو دیکھا جو فیض سید صاحب سے پایا وہ کسی دوسری جگہ سے حاصل نہ ہوا۔ مولوی سید نصیر الدینؒ میں اُسی فیض کا پرتو نظر آتا ہے۔

(حالات مولانا سید نصیر الدین دہلوی جانشین سید احمد شہیدؒ۔ مخطوط)

ہجرت

سرملۃ مجاہدین حضرت مولانا سید نصیر الدینؒ نے ۳ ذی الحجہ ۱۲۵۰ھ کو دہلی سے جہاد کے لیے ہجرت فرمائی۔ اُس وقت حضرت مولانا محمد اسحق محدث دہلویؒ (م ۱۲۶۲ھ) اور آپ کے پیر و مرشد حضرت شاہ محمد آفاق مجددیؒ (م ۱۲۵۱ھ) دہلی میں موجود تھے، ظاہر ہے کہ ان بزرگوں کی اجازت و ایما سے ہی ہجرت فرمائی۔

ستھانہ میں

پنجاب، سندھ اور افغانستان میں سکھوں اور انگریزوں سے بہت معرکہ آرائیوں کے بعد حضرت مولانا نصیر الدینؒ مرکز مجاہدین ستھانہ (علاقہ سرحد) پہنچ گئے جہاں سب مجاہدین نے ان کے دست مبارک پر بیعت امامت و جہاد کر لی۔

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کو اجازت نقشبندیہ

اللہ علیہ فرماتے ہیں :

”میں حضرت مولانا نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بہت کم رہا۔ میرے والد ماجد بیمار ہو گئے تھے۔ انہوں نے دہلی سے اپنی تیمارداری کے لیے طلب کیا۔ میں حضرت سے رخصت لینے گیا۔ حضرت نے مجھے سینہ مبارک سے لگا کر بہت دوا دی اور طریقہ نقشبندیہ کی اجازت فرما کر رخصت کیا۔ میرے والد ماجد کئی مہینے مریض رہے۔ بہت علاج ہوئے

کچھ مفید نہ ہوا اور دنیا سے رحلت فرمائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اسی وجہ سے میں اپنے پیرو مُرشد کی خدمت میں دوبارہ حاضر نہ ہو سکا اور اس درمیان میں حضرت بغرض جہاد افغانستان کو چلے گئے۔ میرا ارادہ تھا کہ میں بھی حاضر حضور ہوں گا مگر اس مابین میں شہر غزنی سے حضرت کے رحلت فرمانے کی خبر آئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

(امداد المشتاق ص ۱۵۲)

حضرت مولانا سید نصیر الدینؒ نے مرکز مجاہدین ستخانہ میں ۱۸ شعبان ۱۲۵۶ھ کو وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً۔ (نزہۃ الخواطر ص۔)

مُرشِد صادق حضرت مولانا نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد حضرت استفادہ علوم حاجی امداد اللہ صاحب دوبارہ تحصیل علم کی طرف راغب ہوئے۔ چنانچہ انہوں نے الہام غیبی کی بنا پر اور لذت کلام نبویؐ کے جذبے سے مشکوٰۃ شریف کا ایک رُبْع قرارۃ عاشق زابر رسول انور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مولانا محمد قلندر محدث جلال آبادیؒ پر گزرانا اور حسن حصین و فقہ اکبر قرارۃ حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب نافوتویؒ سے اخذ کیا۔ یہ دونوں بزرگ ارشد تلامذہ عارف مستغرق حضرت مولانا مفتی الہی بخش صاحب کاندھلویؒ کے تھے۔ (شام امدادیہ ص ۱۱)

حضرت مولانا مفتی الہی بخش صاحب کاندھلویؒ (۱۲۴۵ھ) حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۳۹ھ) کے مایہ ناز شاگرد اور مُرید تھے۔ حضرت سید احمد شہیدؒ کے دورۂ دوآبہ میں ۱۷ ربیع الاول ۱۲۴۲ھ کو ان کے دامن فیض سے وابستہ ہوئے۔ اُس وقت مفتی صاحبؒ کی عمر ۱۷ سال کی تھی۔ سیرۃ سید احمد شہیدؒ میں ہے :

”کاندھلہ میں مفتی الہی بخش صاحب جو حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے نامور شاگرد اور مُرید تھے، بیعت ہوئے اور ان کے خاندان اور قصبے کے اکثر اہل علم اور شرفاء بیعت میں داخل ہوئے“ ص ۱۱۱ حضرت مفتی صاحبؒ ”طبقات احمدیہ“ میں لکھتے ہیں :

”سنۃ الف و مائتین واربعم و ثلاثین در ماہ ربیع الاول بتاریخ ہفت و ہم بلازمست آں برگزیدہ جناب الہی مجدد و طریقہ رسالت پناہی فائز گردانید“ (سیرۃ سید احمد شہید ص ۱۱۱)

استفاضہ ثنوی | حضرت حاجی امداد اللہ صاحب نے ثنوی مولانا رومؒ کا فیضانِ علمی و روحانی حضرت مفتی الہی بخش صاحب کے نواسے حضرت مولانا شیخ

عبدالرزاق جہنجانیؒ سے حاصل کیا تھا۔ شام امدادیہ میں ہے۔

حضرت حاجی صاحب نے ثنوی مولانا رومؒ مولانا شاہ عبدالرزاقؒ سے پڑھی۔ انہوں نے حضرت مولانا شیخ ابوالحسن سے اور شیخ ابوالحسن نے اپنے والد ماجد حضرت مولانا مفتی الہی بخش صاحب کا مدلولی رحمۃ اللہ علیہ (خاتم دفتر ششم) سے سماع و قرأت ثنوی شریف پڑھی تھی۔ حضرت مفتی صاحبؒ مدوح نے عالم رویا میں مولانا رومؒ سے ثنوی مثنوی پڑھی تھی۔ ثنوی کے دفتر ششم کا خاتمہ بھی مفتی صاحب نے مولانا رومؒ کے ارشاد پر لکھا۔

(شام امدادیہ ص ۱۳)

تکمیل سلوک کا داعیہ | اہل صل، حضرت حاجی صاحب نے مطالعہ ثنوی کو بطور ورد کے معمول فرمایا، جس سے خاطر اقدس کو ایک حرکتِ بلغ پیدا ہوتی تھی اور جوش و غروش باطنی چہرہ مبارک سے صاف ظاہر ہوتا تھا۔ چنانچہ تکمیل سلوک کا داعیہ رہ رہ کے تڑپانے لگا۔

(شام امدادیہ ص ۱۳)

حضرت میانجو نور محمد جہانوی کے سپرد | حضرت تید احمد شہیدؒ ہی کے ایک خلیفہ حضرت میانجو نور محمد جہانویؒ کو جن کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ اللہ تعالیٰ

نے حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ کا مُرشد ثانی مُقتدر فرمایا۔ شام امدادیہ میں ہے :

ایک دن آپ نے خواب میں دیکھا کہ مجلسِ اعلیٰ و اقدس حضرت سرورِ عالم، مُرشدِ اتم، صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و ازواجہ و اتباعہ و سلم میں حاضر ہوں، غایتِ رُعب سے قدم آگے نہیں پڑتا ہے، کہ ناگاہ میرے جدِ امجد حضرت حافظِ بلاقی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور میرا ہاتھ پکڑ کر حضور حضرت نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم میں پہنچا دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے میرا ہاتھ لے کر حضرت میانجو صاحبِ چشتی قدس سرہ کے حوالے کر دیا، اس وقت تک بعالمِ ظاہر میانجو صاحبؒ سے کسی طرح کا تعارف نہ تھا۔ بیان فرماتے ہیں کہ جب میں بیدار ہوا، عجیبِ افشار و حیرت میں مبتلا ہوا کہ یارب، یہ کون بزرگ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے میرا ہاتھ اُن کے ہاتھ میں دیا اور خود مجھ کو اُن کے سپرد فرمایا، اسی طرح ایک عرصہ گزر گیا۔ ایک دن حضرت استاذی مولانا محمد قلندر محدث جلال آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے میرے اضطراب کو دیکھ کر کمالِ شفقت

و عنایت فرمایا کہ تم کیوں پریشان ہوتے ہو، موضع لوہاری یہاں سے قریب ہے، وہاں جاؤ اور حضرت میانجو صاحب سے ملاقات کرو۔ شاید مستودِ دلی کو پہنچو اور اس حویں و بیض سے نجات پاؤ۔ حضرت حاجی صاحب بیان فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت مولانا سے میں نے یہ سنا، متفکر ہوا اور دل میں سوچنے لگا کہ کیا کرو آخر بلا لحاظ سواری وغیرہ میں نے فوراً راہِ لوہاری کی لی اور شدتِ سفر سے حیران و پریشان چلا جاتا تھا، یہاں تک کہ پیروں میں آبلے پڑ گئے۔ نہایت درجہ کشش و کوشش سے آستانہ شریف پر حاضر ہوا اور جیسے ہی دور سے حضرت میانجو صاحب کا جمال باکمال ملاحظہ کیا تو صورتِ انور کو کہ خواب میں دیکھا تھا، بخوبی پہچانا اور مجھ خود رختِ بگیا اور آپ سے گزر گیا، اور اُنٹاں و خیزاں اُن کے حضور میں پہنچ کر قدموں پر گر پڑا حضرت میانجو صاحب قدس سرہ نے میرے سر کو اٹھایا اور اپنے سینہ نورنجینہ سے لگایا اور بحال رحمت و عنایت فرمایا کہ تم کو اپنے خواب پر کامل وثوق و یقین ہے۔ یہ پہلی کرامت منجملہ کرامات حضرت میانجو صاحب کی ظاہر ہوئی اور دل کو بحال استحکام مائل بنو گیا۔ الحاصل ایک سروسہ حضرت میانجو صاحب کی خدمت بابرکت میں حلقہ نشین رہے اور سلاسلِ اربعہ عموماً اور سلوکِ طریقہ چشتیہ صابریہ کی خصوصاً تکمیل کی اور فرقہ خلافتِ تامہ و اجازتِ خاصہ و عامہ سے مشرف ہوئے۔ (شامِ احادیث ص ۱۵ تا ۱۶، امداد المذاق ص ۹۷)

حضرت میانجو نے ۴ رمضان المبارک ۱۲۵۹ھ کو وفات پائی۔ مزارِ مبارک جھنجھانہ ضلع مظفرنگر میں ہے حضرت میانجو کے خلفاء کرام میں شیخ العرب و العجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی حضرت حافظ محمد ضامن صاحب شہید جنگِ شامی (۱۸۵۷ء) اور حضرت مولانا محمد محمدت تھانوی قدس اسرار رحم مشہور زمانہ ہوتے یہ تینوں قطبِ زمانہ امام عصر حضرت سید احمد شہید قدس سرہ کی عقیدت و محبت سے سرشار تھے۔ رابطہ سلاسلِ طریقت کے لیے حضرت شیخ محمد تھانوی کی مولفات ”انوارِ محمدی“ اور ”ارشادِ محمدی“ نیز حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کی ”ضیاء القلوب“ ملاحظہ فرمائی جائیں۔ القصہ مندرجات بالا سے قارئین کرام پر یہ نہایت واضح اور روشن ہو جاتا ہے کہ شیخ العرب و العجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ بنفس نفیس، نیز اُن کے مُرشدِ اول حضرت مولانا سید نصیر الدین دہلوی مزید برآں مُرشدِ ثانی حضرت میانجو نور محمد جھنجھانوی اور داوا پیر حضرت حاجی عبدالرحیم ولایتی شہید رحمہم اللہ تعالیٰ سب کے سب حضرت امام المسلمین امیر المجاہدین حضرت سید احمد شہید قدس سرہ کے حلقہ عقیدت و ارادت اور سلسلہ بیعت و ارشاد سے وابستہ ہیں۔

ایں سلسلہ طلّائے ناب است ایں خانہ تمام آفتاب است

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں حضرت سید احمد شہیدؒ کا مقام کیا تھا اس کا اندازہ ان کے حسب ذیل ملفوظ سے ہوتا ہے۔ حضرت مولانا صادق الیقین صاحب راوی ہیں :

”ذکر وفات و حیات و مجد و تہت حضرت سید احمد صاحبؒ کا ہوا۔ فرمایا کہ معتقدین ان کو مجید اس صدی کا کہتے ہیں اور بعضوں کا اعتقاد ہے کہ وہ زندہ ہیں مگر قرآن و آثار سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ شہید ہوئے ہیں۔“

شائم امدادیہ ص ۱

خلفاء کرام

اللہ تعالیٰ نے حضرت حاجی صاحبؒ کو بے پناہ مقبولیت و محبوبیت عطا فرمائی۔ اکثر مالک اسلامیہ میں آپ کے خلفاء کرام پائے جاتے ہیں، جن کا احاطہ و شمار مشکل ہے۔ ذیل میں صرف برصغیر پاک و ہند سے تعلق رکھنے والے خلفاء کرام کی ایک فہرست پیش کی جاتی ہے۔ اول دو خلفاء عظیم کے بعد اسماء گرامی بلحاظ حروف تہجی مندرج ہیں :

○ قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی۔ م ۹ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ / ۱۱ اگست ۱۹۰۵ء دفن گنگوہ شریف

○ حجت الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ م ۴ جمادی الثانی ۱۲۹۷ھ دیوبند

○ حضرت مولانا سید ابوالقاسم ہنسوی فتحپوری (نیز فیضیافتہ حضرت گنگوہی) م ۱۲ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ / ۱۲ مارچ ۱۹۱۱ء

○ حضرت مولانا سید احمد حسن صاحب امر وہی (تلمیذ رشید حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی)۔ م ۲۹، ۲۸ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ امر وہہ

○ حضرت مولانا احمد حسن صاحب کانپوری (۱۰ سال تک مظاہر العلوم سہارنپور میں مدرس رہے پھر کانپور شریف لے گئے) م ۱۳۲۲ھ کانپور

○ حکیم الامتہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۱۶ رجب ۱۳۶۲ھ / ۱۹ جولائی ۱۹۴۳ء تھانہ بھون

○ حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب دیوبندی (نیز مرید و خلیفہ حضرت میاں بیگم شہناز) م ۲۲ محرم الحرام ۱۳۶۳ھ راندر (مجمرات)

○ حضرت مولانا انوار اللہ خان صاحب حیدرآبادی رحمۃ اللہ علیہ (استاذ نظام دکن) م ۱۳۳۶ھ حیدرآباد دکن

○ حضرت مولانا شاہ بدر الدین پھلپوری رحمۃ اللہ علیہ م ۱۶ صفر ۱۲۴۳ھ / ستمبر ۱۹۲۴ء پھلپوری

○ حضرت مولانا جلیل احمد صاحب

○ حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی (نیز مرید و خلیفہ حضرت محدث گنگوہی) م ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۷ھ / دسمبر ۱۹۵۷ء دیوبند

○ حضرت مولانا سید حمزہ دہلوی (تلمیذ حضرت محدث گنگوہی) م ۴ ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ

○ حضرت مولانا حیدر حسن ٹونکی (شیخ الحدیث ندوۃ العلماء لکھنؤ) م ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۱ھ ٹونک

- حضرت مولانا فیل احمد صاحب سہارنپوری (نیز مرید و خلیفہ حضرت محدث گنگوہی) م ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ مدینہ منورہ
- حضرت مولانا سخاوت علی صاحب انبھوی ۱۲۸۳ تا ۱۲۸۹ھ مظاہر العلوم سہارنپور میں مدرس رہے۔
- حضرت مولانا شفیع الدین صاحب نگیروی ماجرکی (حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری آپ ۱۳۵۴ھ میں بیعت و مجاز ہوئے)
- حضرت مولانا شرف الحق صدیقی دہلوی (تلمیذ حضرت قطب الارشاد گنگوہی) م ۲ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ / ۲۸ جنوری ۱۹۳۶ء دہلی
- حضرت مولانا حکیم ضیاء الدین صاحب اسپدی (سابقہ مرید و خلیفہ حضرت غلام محمد فاضل شہید) ۲۸ رمضان ۱۳۱۲ھ رامپور منہان ضلع سہارنپور
- حضرت مولانا سید عبدالحی پاٹنگامی (تلمیذ حضرت محدث گنگوہی) م ۱۴ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ پاٹنگام
- حضرت مولانا سید عبدالرحمن صاحب گاندھلوی ۲۹ ذیقعدہ ۱۲۷۷ھ کو ہجرت کی۔ مکہ معظمہ میں حضرت حاجی صاحب کی حیات میں وفات پائی۔
- حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب امروہوی (تلمیذ حضرت مولانا سید احمد حسن امروہی) م ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۶۷ھ امروہہ
- حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم مبارکپوری (سابقہ مرید و خلیفہ حضرت شاہ عبد الرحیم سہارنپوری) م ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ / ۲۹ جنوری ۱۹۱۹ء رامپور
- حضرت مولانا عبد الباقی صاحب بیدل رامپوری رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۱۹۰۱ء
- حضرت مولانا عبد اللہ صاحب انصاری انبھوی (داماد حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی) ۱۳۲۲ھ میں زندہ تھے۔
- حضرت مولانا شاہ عبد اللہ صاحب جلال آبادی (سابقہ مرید و خلیفہ حضرت شاہ عبد الرحیم سہارنپوری) م ۲۱ شوال ۱۳۳۳ھ / ۱۵ مئی ۱۹۲۲ء
- حضرت مولانا عبد الواحد صاحب بنگالی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب دیوبندی (سابقہ مرید و خلیفہ حضرت مولانا رفیع الدین مستم دار العلوم دیوبند) م ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۳۷ھ / ۱۹۲۸ء دیوبند
- حضرت مولانا عنایت اللہ صاحب مالوی رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۱۳۰۵ھ
- حضرت مولانا فتح محمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ (تلمیذ رشید حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی) م ۱۳۲۲ھ
- حضرت مولانا سید فدا حسین صاحب درہنگوی (نیز فیضیافتہ حضرت قطب الارشاد گنگوہی)
- حضرت مولانا قادری بخش صاحب سہرئی (تلمیذ حضرت مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی) م ۱۳۳۷ھ
- حضرت مولانا کرامت اللہ خاں صاحب دہلوی (تلمیذ قاسم العلوم نانوتوی) م ۱۹۲۸ء دہلی
- حضرت مولانا کرامت علی صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا محبت الدین صاحب ماجرکی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت حاجی صاحب کے بعد ایک عرصہ تک زندہ رہے) مکہ معظمہ
- حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب ابراہودی رحمۃ اللہ علیہ

- حضرت مولانا حافظ محمد عبد بن قاسم العلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی۔ م ۳ جمادی الاول ۱۳۴۷ھ / ۱۹۲۹ء حیدر آباد دکن
- حضرت مولانا قاضی محمد امین صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا محمد فضل صاحب بناری مقیم آگرہ رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۱۹۳۲ء اکبر آباد
- حضرت مولانا محمد حسین صاحب الدہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۸ رجب ۱۳۲۲ھ اجیر شریف
- حضرت مولانا محمد فیصل الرحمن ندوی صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۱۷ محرم الحرام ۱۳۲۸ھ جنت البقیع، مدینہ منورہ
- حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب ٹھپواری (سابقہ مریض غلیفہ شیخ علی حبیب ٹھپواری) م ۲ صفر ۱۳۵۴ھ / ۲۱ مئی ۱۹۳۵ء ٹھپواری (سبار)
- حضرت مولانا حکیم محمد صدیق صاحب قاسمی مراد آبادی (نیز غلیفہ حضرت قطب الارشاد گنگوٹی و حضرت قاسم العلوم نانوتوی) م ۳ شوال ۱۳۴۷ھ مراد آباد
- حضرت مولانا محمد حسین صاحب دیوبندی (سابقہ مریض غلیفہ سیاحی کریم بخش ایبٹوٹی) م ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲ء دیوبند
- حضرت مولانا محمد علی صاحب ٹھیکری (بانی ندوۃ العلماء) سابقہ مریض غلیفہ حضرت مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی (م ۱۳ ستمبر ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۷ء غنیمت آباد)
- حضرت مولانا غوثی محمد قاسم نیلمی (مرید غلیفہ حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی)
- حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ۔ م ۳ ربیع الاول ۱۳۰۲ھ / ۲۱ دسمبر ۱۸۸۴ء نانوتہ ضلع سہارنپور
- حضرت مولانا محمد یوسف صاحب تھانوی بن حضرت حافظ محمد فاضل شہید رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی (نیز غلیفہ حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوٹی) م ۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ / ۳۰ نومبر ۱۹۲۰ء دیوبند
- حضرت مولانا نواب محمد الدین احمد خان صاحب غازی مراد آبادی (تمیز حضرت اقدس نانوتوی) م ذی الحجہ ۱۳۴۷ھ مراد آباد
- حضرت مولانا محمد الدین صاحب خاطر میسوری رحمۃ اللہ علیہ ○ حضرت مولانا منظور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت پیر علی شاہ صاحب گڑوی رحمۃ اللہ علیہ (سابقہ مریض غلیفہ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی قدس سرہ) م ۱۲ صفر ۱۳۵۶ھ / ۱۹۳۷ء کوٹہ
- حضرت مولانا نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت شاہ نیاز احمد صاحب کٹی۔ شوال ۱۳۵۳ھ میں حضرت مولانا قاضی محمد حبیب صاحب مظہر کو دارالعلوم کے لیے چھ ہزار روپے کا مکتوب میں مطالبہ فرماتے۔
- حضرت مولانا شاہ ولی حسن صاحب کھنوی (نیز مریض غلیفہ حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوٹی) ۱۹ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ۔ کوٹہ جہان آباد کھنور
- حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی قدس سرہ بلاشبہ شیخ العرب والعجم تھے اور بالاجماع امام وقت اور سرآمد مذہب و تاریخ و ملت تسلیم کیے گئے۔ آپ کے خلفاء کرام بھی رجال عظیم اور اپنی اپنی جگہ مقبول عالم تھے انہوں نے بڑے صغیر پاک و ہند کو شریعت محمدیہ اور سنت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے انوار و برکات سے معمور کر دیا۔ بالخصوص آپ کے خلفاء عظمیٰ قطب اللہ شاہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب مہاجر گنگوٹی

اور قائم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہما کے ذریعے اس سلسلے کے فیوض برصغیر کے حدود سے نکل کر دینکے کونے کونے تک پہنچے مسلمانوں کے سوا غنیم نے ان کے دست حق پرست پر بیت کا شرف حاصل کیا اور سعادتِ دنیوی و نجاتِ اخروی کی راہ پائی۔ حضرت حاجی صاحب اور ان کے خلفاء کرام کا طغۃ امتیاز ان کا مسلک حق و اعتدال ہے۔ انھوں نے مسلمانوں میں فرقہ بندی کے تصورات کو ہمیشہ نفرت کی نظر سے دیکھا اور اتحادِ بین السہلین کے لیے عمر بھر کوشاں رہے۔ ان کا نصب العین کافر کی نہیں مومن کی تھا۔ انھوں نے امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو عشق و محبت اور باہمی الفت و یگانگت کا درس دیا۔ لاکھوں کروڑوں بندگانِ خدا نے ان سے خشیتِ الہی اور حُبِ نبوی کی نعمت بے بہا اور دولتِ لازوال پائی۔ بلاشبہ ان مقبولانِ بارگاہِ خداوندی نے اس دور میں اپنے علم و عمل سے صوفیائے متقدمین اور علماء سلفِ صالحین کی یاد تازہ کر دی۔ بسم اللہ تعالیٰ علیم مجید۔

احقر نفیس حسینی
یکم صفر ۱۴۰۰ھ

مآخذ :

حالات مولانا سید نصیر الدین دہلوی جانشین حضرت سید احمد شہیدؒ : مولانا ابوالاحمد علیؒ مخطوطہ پنجاب یونیورسٹی لاہوری۔

نقشِ حیات : حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ : مطبوعہ الجمعیتہ پریس دہلی ۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۴ء

انوار العارفین : مولانا حافظ محمد حسین مراد آبادیؒ : مطبوعہ غشی نوکشتور کھنڈ ۱۸۷۶ء

شامِ امدادیہ : محمد مرتضیٰ خاں قنوجیؒ : قومی پریس لکھنؤ ۱۳۱۴ء

سرگزشت مجاہدین : غلام رسول جہر : علمی پرنٹنگ پریس لاہور۔

سیرۃ سید احمد شہیدؒ : مولانا سید ابوالحسن علی ندوی : گلزار عالم پریس لاہور ۱۳۷۷ھ / ۱۹۵۸ء

انوارِ محمدی، ارشادِ محمدی : مولانا شیخ محمد محمدت تحافویؒ : مطبع ضیائی میرٹھ ۱۲۹۱ھ

انوار العاشقین : مولانا مشتاق احمد انبھویؒ : مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۳۳۲ھ

امداد المشتاق : حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ : فائن پریس دہلی ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء

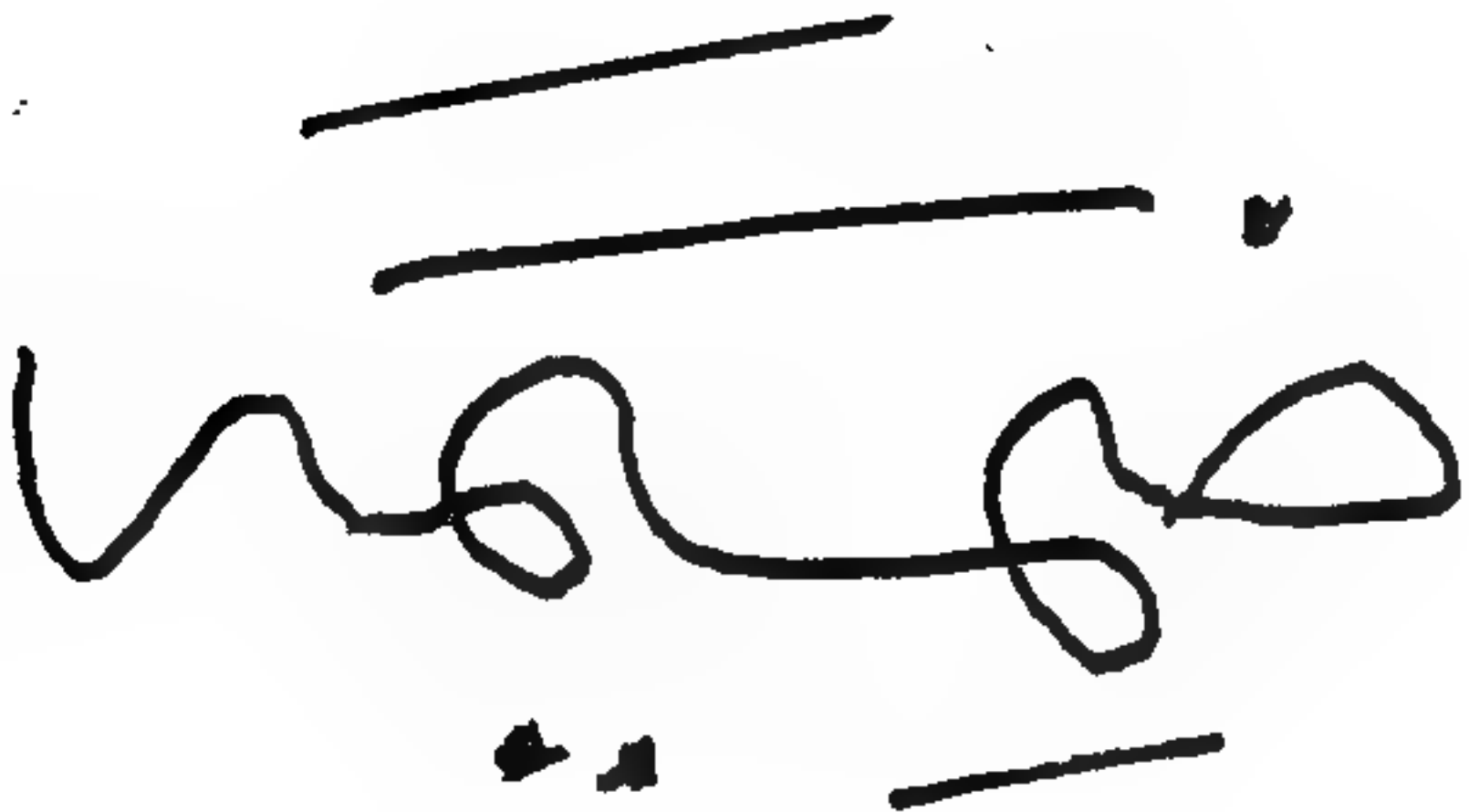
تحفۃ الابرار : محمد نواب مرزا بیگ چشتی : مطبع رضوی دہلی ۱۳۲۶ھ

وصایا الوزير : نواب وزیر الدولہ والی ٹونک : مطبع محمدی ٹونک ۱۲۸۴ھ

نزہۃ الخواطر جلد ہفتم : مولانا حکیم سید عبدالحی ندوی : مطبوعہ حیدرآباد دکن

ضیاء القلوب : حضرت حاجی امداد اللہ تھاجرکیؒ : مطبع مجتہبی ۱۲۸۲ھ

121



خطبات حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ علیہ

جو لشکر اسلام میں ارشاد کئے گئے۔

رب رب
بسم اللہ الرحمن الرحیم
وتم بحسیر

خطبہ اجمعت

الحمد لله على الذات عظيم الصفات ستمى السموات كبريات ان جليل القدر رفيع الذكر مطاع الامر
جلى البرهان فحيم الاسم عزيز العلم وسيع اهل كثر الغفران جميل الشارب خزل العطاء مجيب الدعاء
عظيم الاحسان شديد العقاب للهم العذاب سريع الحساب عزيز السلطان واشهد لا اله الا الله
وحده لا شريك له فى الخلق والامر واشهد ان سيدنا ومولانا محمد اعبده ورسوله المبعوث الى
الاسود والاحمر المنفوت بشرح الصدر ورفع الذكر اللهم صل وسلم على سيدنا محمد وعلى آل سيدنا محمد
كما صليت وسلمت على سيدنا ابراهيم وعلى آل سيدنا ابراهيم كما حميت بحببنا ما بعدنا فيا ايها
الناس وقدوا الله فان التوحيد اساس اخلاص العبادات وراعبه والصدق في العبادات
دافعه للسياات ونافيه عن المنكرات وعليكم بالنسبة فان السنة تهدي الى الاطاعة وتبين
الله ورسوله فقد رشدوا بهى واياكم والبدعة فان البدعة تهدي الى المعصية ومن غشى الله
ورسوله فقد ضل وغوى وعليكم بالصدق فان الصدق نجي والكذب يهلك وعليكم بالان
فان الله يحب المحسنين وعليكم بمراقبة الله فلا تملكون من الغائبين ولا تحبوا الدنيا فتكونوا
من الخاسرين ولا تقنطروا من رحمة الله فانه ارحم الراحمين قال الله عز وجل واذا قرئ القرآن
فاستموا له وانصتوا لعلكم ترحمون اعوذ بالله من الشيطان الرجيم آملوا انما حياة الدنيا
احب اليهم وزينة وتفاخر بينهم وتكاثر في الاسواق والاولاد ومثل غيب اعجب الكفا رغبة ثم

یسبح فراه مصفراً ثم یکن خطاً ما ذی الآخرة غداً یبدد مغفرة من الله ورضوان واما اجرة
 الدنيا الاتساع الغرید سابقاً الی مغفرة من ربکم وخبیه عرض السماء والارض احدثت
 آمنوا بالله ورسوله ذلك فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم بآمر الله لنا وعلکم فی
 القرآن العظیم ولفظنا وایاکم بالآیات والذکر احکم انما تعالی جواد کریم علیکم برزوف رحیم
 خطیب ثانیة الحمد لله محمد وستمعینه وستمغفرة رزق من یشاء وتمت مکمل علیه وفعوداً بآمر
 شرور انفسنا وامن سیات اعمالنا من یشاء الله فلا مضل له وامن بصلاته فلا کاذب له وانشهد
 ان لا اله الا الله وحده لا شریک له انشهد ان محمداً عبده ورسوله صلی الله علیه وعلی آله واهل
 وسلم اصابه فان اصدق حدیث کتاب الله وادنی العری کلمة التقوی وخبیر الملل لله ابراهیم
 علیه السلام وخبیر السنن سنة محمد صلی الله علیه وسلم وانشرف الحدیث ذکر الله وانه العنصر
 هذا القرآن وخبیر الامور عوارضها وشر الامور محدثاتها وامن الناس من لا یأتی الصلوة الا دبراً
 وامنهم من لا ینکر الله الا هجراً واعظم اخطایا اللسان الکذب وخبیر الغنی غنی النفس وخبیر
 الزاد التقوی وخبیر ما وقر فی القلوب البعین والآداب من الکفر والشیاعة من عمل اجمالیة
 والعلول من جنات جهنم واکثرکی من النار والشعر من مزامیر البیس واکثر جماع الاثم والنساء
 جال الشیطان والشباب شعبة من الجنون وشر الکاسب الربوا وشر الماکل مال الیتیم والسعی
 من وعظ بغيره وانشقی من شقی فی بطن امته وانا یصیر حکم الی موضع اربعة اذرع وطلک
 خواتمه وصاباً لمن فسوق وقاتله کفر واکل لحمه من معصية الله وحرمة ماله کحرمة دمه وامن
 نیال علی الله ینکذبه وامن یکظم الغیظ یا جره الله وامن یصیر علی الرزیه یعرضه الله وامن یضعف یغفله
 قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اسمی باسمی ابوبکر وانشد هم فی امر الله عمر واحیایم عثمان و
 اقضایم علی ورسید اشباب اهل حجة الحسن وبن سیدة نساء اهل حجة فاطمة ورسید الشهداء حمزة

اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انك محمد بن محمد بن عبد
 نيا ايها الناس اتقوا ربكم الذي توفيكهم بالليل وتعلم ما جرحتم بالنها رنم يعجزكم فيه ليقضي
 مسيئتي ثم ارحمكم ثم يثيبكم بما كنتم تعملون ومن يخفيكم من ظلمات البر والبحر فاعوذ بفضله
 انجاس من ان يكون من الشاكرين الله يخفيكم منها ومن كل كرب ثم انتم تشكرون وهو الذي خلق
 السموات والارض باحق و يوم يقول كن فيكون قوله الحق وله الملك يوم ينفخ في الصور عالم الغيب والشهادة
 وهو حكيم عليم اعوذ بالله من الشيطان الرجيم قل لمن ما في السموات والارض قل لله كتب على نفسه
 الرحمة ليجعلكم الى يوم القيمة لا رب فيه الذين خسروا انفسهم فهم لا يونسون وله ما سكن في الليل والنهار
 وهو السميع العليم قل اعير الله اخذ الدنيا فاطر السموات والارض وهو لطيف دال على ان الله
 اول من اسلم ولا تكون من المشركين قل اني اخاف ان عصيت ربي عذاب يوم عظيم من يعرف عنه برب
 فقد رحمه ذلك الفوز المبين وان يسكب الله بصر فلا كاشف له الا هو وان يسكب عنقه فهو
 على كل شيء قدير وهو القاهر فوق عباده وهو حكيم خبير قل اني شئ اكرم شهادة قل الله شهيد بيني وبينكم
 وادحي الى هذا القرآن لانه لكم به ومن بلغ انكم لتشهدون ان لا اله الا الله لا اله الا الله لا اله الا الله
 هو الله واحد وانني بري ما تشركون تالله الحمد لله الذي لم يتخذ له اولم يكن له شريك في
 الملك ولم يكن له ولي من الدن ولا كبره تكبراً وانشه ان لا اله الا الله الذي تسبح له السموات
 والارض ومن فيهن وان من شئ الا يسبح بحمده ولكن لا تفقهون تسبيحهم انه كان حليماً غفوراً وانشه
 ان محمد عبده ورسوله الذي قيل له عسى ان يعيذك ربك مقام محمود اللهم صل على محمد وعلى آل محمد
 وبارك وسلم اما بعد فيا عبداً لا ترفع مع الله آياتاً اخر فتفقدوا ما اخذوا ولا تكونوا معه الهة
 كما يقولون اذا لا تبغوا الى ذي العرش سبلاً سبحانه وتعالى عما يقولون علواً كبيراً اعوذ بالله من
 الشيطان الرجيم قل ادعوا الله من زعمتم من دونه فلا يكون كشف الضر عنكم ولا تحولوا اولئك الذين

اللهم اغفر للعباس ودله مغفرة ظاهرة وباطنة لاتعادر ذنباً وخيراً القرون قرني ثم الذين
 يلونهم ثم الذين يلونهم آمين الله في اصحابي لاتتخذوهم غرضاً من بعدى من اجبتهم فنجيتهم
 ومن ابغيتهم فبغيتهم واسبطان ظل الله من كرامته اكرم الله الائمة الائمة الله
 ائمة الاسلام والمسلمين نبوة قدوة المهاجرين وعظيم المجاهدين امام الزمان خليفة الرحمن
 امام الامجاد امير المؤمنين السيد احمد فتح الله المسلمين بجليل قباية ودين ووجه المجاهدين
 بقدر عداية اللهم الضر من ضر دين محمد واخذل من خذل دين محمد اللهم اغفر لجميع المؤمنين
 المؤمنات والمسلمين والمسلمات برحمتك يا ارحم الراحمين عباد الله رحمتك الله ان اسير
 بالعدل والاحسان واني اذ ذى القربى ودينى من الغنى والمكر والبغى تعظمكم بعلمكم تذكرون
 اذكر الله العلى العظيم واذكر الله تعالى اعلى راوى واجل واكبر ايضا خطبته

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذى خلق السموات والارض وجعل الظلمات والنور ثم الذين كفروا بربهم يعدلون
 هو الذى خلقكم من طين ثم قضى قضى اجل مسمى عند ثم انتم تموتون وهو الله فى السموات
 فى الارض يعلم سركم وجهركم ويعلم ما تكسبون وعنده مفاتح الغيب لا يعلمها الا هو ويعلم ما فى البر
 والبحر وما تسقط من ورقه الا يعلمها ولا حبة فى ظلمات الارض ولا رطب ولا يابس الا فى كتاب مبين
 من ليع السموات والارض انى يكون له ولد فلم تكن له صاحبة وخلق كل شى وهو كل شى عليم فكلم
 الله ربكم لا اله الا هو خالق كل شى فاعبدوه وهو على كل شى وكيل لا تدركه الابصار وهو يدرك
 الابصار وهو اللطيف الخبير واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له خالق السموات والارض
 الذى لا اله الا هو خالق السموات والارض وحده لا شريك له خالق السموات والارض وحده لا شريك له
 الذى لا اله الا هو خالق السموات والارض وحده لا شريك له خالق السموات والارض وحده لا شريك له

يدعون يمينون الى ربهم الوسيطة اليهم اقرب ويرجون رحمة ويخافون عذاب ربك
كان محذورا واعلم انه من طبع الرسل فقد اطلع الله عليهم صل على محمد النبي الامي وآله
اتمات المؤمنين وذرية واهل بيته وصاحبه في الفارابي بركة الصديق وآل شديدي الكفار
الفارق واقامت انا الليل انما النهار عثمان ذي النورين والهادي لكل قوم الى الله الملك
اجبار على المرتضى والامامين الشهيدنا الحسين وسيدة النساء فاطمة الزهراء وسائر
الصحابة الذين آمنوا به وغروره ونصروه واتبعوا النبي الذي انزل معه آياتكم المعلومون
ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان ولا تجعل في قلوبنا غلا للذين آمنوا ربنا انك
رؤوف رحيم اللهم آية الاسلام والمسلمين نبوة قدوة المهاجرين وعظيم المجاهدين امام الزمان خليفة الرحمن
الامام الامجد امير المؤمنين السيد احمد متشع الله المسلمين بطول بقائه وزين وجود المجاهدين بغير
اعداء الله ارحمنا واغفر انما آسف استغفنا وطلب ايماننا وايدنا ودمنا عندنا وانا وانصر
من نصر دين محمد واجلنا منهم واخذل من خذل دين محمد ولا تجعلنا منهم واغفر لنا وجميع المؤمنين و
المؤمنات والمسلمين والمسلمات آلا حيا ربهم والاموات انكم تحيب الدعوات برحمتك يا ارحم
الراحمين وكذا راسد اعلى واولى واجل واكبر خطبة سيدكم بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي له ما في السموات وما في الارض وله الحمد في الاولى والاخرة وهو الحكيم الخبير يعلم
ما يلج في الارض وما يخرج منها وما ينزل من السماء وما يرشح فيها وهو الرحيم الغفور واشهد ان لا اله الا الله
الحق القيوم لا تأخذه سنة ولا نوم له ما في السموات وما في الارض من ذا الذي يشفع عنده الا باذنه يعلم ما بين ايديهم وما خلفهم ولا يحيطون بشئ من علمه الا بما شاء وسع كرسيه السموات
والارض ولا يؤوده حفظهما وهو العلي العظيم واشهد ان محمدا عبده ورسوله النبي الامي الذي يكذبونه
كتموا عندهم في التورية والابجيل بايمهم بالمعروف وينههم عن المنكر وكحل لهم الطببات وجرم عليهم

احبائنا ورضعهم ابراهيم والاعلال التي كانت عليهم الله صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت
 على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انتم حميد مجيد اللهم بارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على ابراهيم
 وعلى آل ابراهيم انتم حميد مجيد ما بعد فيا ايها الناس اعبدوا ربكم الذي خلقكم والذين من قبلكم لعلكم تتقون
 الذي جعل لكم الارض فراشا والسماء بناء واذ انزل من السماء ماء فاخرج به من الثمرات رزقا لكم
 فلا تجعلوا لله اندادا وانتم تعلمون وكيف تكفرون بالله وكنتم امواتا فاحياكم ثم يميتكم ثم يجبيكم
 اليه فتشرون هو الذي خلقكم ما في الارض جميعا ثم اسنوي الى السماء فسويهن سبع سموات
 وهو بكلشي عليم اعتذروا بالله من الشيطان الرجيم وقال ربكم ادعوني استجب لكم ان الذين يستكبرون
 عن عبادتي سيدخلون جهنم داخرين الله الذي جعل لكم الليل لنتكنا فيه والنهار سبعا آيات
 لئلا تفضل على الناس ولكن اكثر الناس لا يشكرون ذلكم الله ربكم خالق كلشي لا اله الا هو فاني اذبح
 لكم ذلك بربكم الذين كانوا آيات الله يجحدون الله الذي جعل لكم الارض فراشا والسماء
 بناء واذ صوركم صوركم ورزقكم من الطيبات ذلكم الله ربكم فبارك الله رب العلمين هو حي
 لا اله الا هو فادعوه مخلصين له الدين الحمد لله رب العلمين قل اني نهيت ان اعبد الذين ترون
 من دون الله لما جاء في البينات من ربي وامرت ان اسلم لرب العلمين هو الذي خلقكم من
 تراب ثم من نطفة ثم من علقه ثم يخرجكم طفلا ثم لتسبحوا الله كما كنتم لتكونوا شيوخا ومنكم من
 يتوفى من قبل وتسبحوا ارجلا مسبحي لعلكم تعقلون هو الذي يحيي ويميت فاذا قضى امر امة
 يقول له كن فيكون رجا لا تنزع قلوبا بعد اذ هدقنا وحبنا من لدنك رحمة انا انت الوهاب
 يا مبدئ الحمد لله فاطر السموات والارض جاعل الملائكة رسلا اولي اجنحة مثنى وثلاث ورباع
 في خلق ما يشاء ان الله على كلشي قدير يا نفع الله للناس من رحمة فلا ممسك لها وما يتركها
 من عبدة وهو العزيز الحكيم وانشهد ان لا اله الا الله الذي ليس له سموات والارض ان تزداد

ذلن زالتان اسكها من احد من بعده انه كان حلياً غفوراً وانشهد ان محمداً عبده ورسوله
 النبي الامي الذي نرى من بابه وكلماته اللهم صل على محمد وعلى آل محمد وبارك وسلم انا بعد فيا ايها
 الناس اذكروا نعمته الله عليكم كل من خالق غير الله يرزقكم من السماء والارض لا اله الا هو فاني نزلت
 واعلموا ان الله قد امركم بامر قد بدر فيه نفسه وتبني ملكه قدسه فقال عز من قائل ان الله وملكه
 يسلمون على النبي يا ايها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسلياً اللهم صل وسلم على محمد النبي الامي وازواجه
 امهات المؤمنين وذريته واهل بيته وعلى خليفته ابي بكر الصديق وائمة المؤمنين عمر الفاروق
 وائمة المؤمنين عثمان ذي النورين وائمة المؤمنين علي المرتضى وائمة المؤمنين الشهيدين الحسن والحسين
 وسيدة النساء فاطمة الزهراء وعلى سائر الصحابة الذين آمنوا به وعزروه ونصروه واتبعوا النور
 الذي انزل معه اولئك هم المفلحون ربنا اغفر لنا ولإخواننا الذين سبقونا بالايمان ولا تجعل
 في قلوبنا غلا للذين آمنوا ربنا انك رؤوف رحيم اللهم اشف اسفاننا وكفراننا وقلوبنا وآيادنا
 ودمعنا وانا اللهم آية الاسلام والمسلمين نبوة قدوة المهاجرين وعظيم المجاهدين امام الزمان
 خليفة الرحمن الامام المجيد امير المؤمنين السيد احمد متع الله المسلمين بطول بقائه وازرين وجهه
 المجاهد بن تقيهم الله الفخر من نصر دين محمد واخل من خذل دين محمد واخل من خذل دين محمد واخل من خذل دين محمد
 والمؤمنات والمسلمين والمسلمات آلا حياء منهم والاموات انكم محبي الدعوات برحمتك يا ارحم
 الراحمين واصل على محمد وآله اجمعين خطبة چارم بسم الله الرحمن الرحيم
 الحمد لله رب العالمين الرحمن الرحيم مالك يوم الدين وانشهد ان لا اله الا الله عالم الغيب والشهادة
 هو الرحمن الرحيم وانشهد ان محمداً عبده ورسوله الرؤوف الرحيم اللهم صل على محمد وعلى آل محمد وآل محمد
 على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انكم تحبونه يا بعد فيا ايها الناس اتقوا ربكم الذي خلقكم من نفس واحدة
 وخلق منها زوجها وبث منهما رجالاً كثيراً ونساءً واتقوا الله الذي له انتم راجعون والارحام ان الله

كان عليكم رقيباً هو الذي خلقكم من تراب ثم من نطفة ثم من علقة ثم خيركم طفلاً ثم تبلىوا ثم
 ثم تكونوا شيوخاً وتكلم من توفى من قبل وتبلىوا اجلاً مسمى وتعلم تعقلون هو الذي يحيي ويميت
 فاذا قضى امرأ فانا نقول له كن فيكون وهو الذي خلق من الماء بشراً فجعله نسباً وصهراً وأركان
 ركبته ثم انزلنا من السماء ماء فخلقنا الانسان من سلاله من طين ثم جعلناه نطفة
 في قرار كمين ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاماً فكسونا العظام لحماً
 ثم انشأناه خلقاً آخر فتبارك الله احسن الخالقين ثم انكم بعد ذلك لميتون ثم انكم يوم القيمة تبعثون
 يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله حق تقاته ولا تموتن الا وانتم مسلمون
 بسم الله الرحمن الرحيم. الحمد لله العزيز الحكيم الملك الوهاب الذي يحكم بالعدل والفضل والجلل والاحسان
 اصطفى من عباده الاولياء ليملك بهم عباد والطاغوت واولياء الشيطان واول جمع المستكبرين
 يجنود المستضعفين من المؤمنين بعزير القهر والسلطان وقطع دابرهم ودغل برهم وشرد باولهم
 واخرهم فله الحمد والامتنان واشهد ان لا اله الا الله المعلى المانع الذي لا اله الا الله المعلى المانع الذي لا اله الا الله
 واشهد ان محمداً عبده ورسوله المبعوث بالنور اللامع والفتى الباسط والسيف القاطع صلى الله عليه
 وعلى آله واصحابه الصادقين في محبة الله ببيان الاموال والنفوس انما صرنا كلنا الله بمقارعة
 الاستسنة والسيف اما بعد فيا امة محمد ان ربكم قد امركم بابره رفيه بسيد المرسلين وشي
 باير المسلمين فقال عز من قائل فقاتل في سبيل الله لا تخلف الا نفسك وحر من المؤمنين
 الا دانه اجهاد في سبيل الله بالنفس والمال لانه افضل الافعال واخير الاعمال وانه زروة سنام
 الاسلام ومن ادرك سنن سيد الانام ما زال يقيم مشغولاً به يبذل النفس والمال ويغول في جرح
 القنايب من الابطال واما مورايتنا دل بالاستسنة والصورم وتضرب بها الرقاب واهجاج حتى
 سمي في الكتب السابقة نبي الملاحم وكلمين صبيحة الاجهاد في سبيل الله منه كما جرس مولد في

من قبضه الله تعالى من بعد نفع في امته قديري الاسلام للجنة وتين في الاعتقاد بسنة عليك
 بالاعتقاد في معارك القتال والباك وان توتر النفس والمال على الامر بك الكبير المتعال
 لك غيب ذوالمانثر والمعال الاوان هذا هو الله الامتحان والامتحان من سنة الله في
 الايمان ولا تحسب ان ربك يدعي المؤمنين على ما يدعون احسب الناس ان يتركوا ان يقولوا
 آمنا وهم لا يفتنون واماك وان تزل قد مكث في الامتحان فتخلص عن ربك نعمة الايمان
 وترجع حائيا خائرا وكتب عند الله كاذبا والكاذب بعيد طريقه وتكون في الكتاب المجيد وتختلف
 عن الامم العظمى فان المختلف موعود بالعذاب الليم قال ربنا حاكما حكما الاتقوا الله
 عذابا بالآياتين الصد يقون هذا زمان ظهر صدق الاخلاص واليقين وآين المحبون هذا اول ان
 تصديق التاوه والايمن آتمون ان نلكوا مقعد الصدق في جوار الله الكبير المتعال من غير ان
 يتبلى الاجار ويهراق الدمار دون سرادقات العز والجلال تكلوا امدان مولاكم حقيق بان
 يرغم له الاناف وتبلغ له الرئوس وتغني له الجوارح وتبلغ له النفوس وآين العلماء قد حان
 ان تفعلوا ما كنتم تقولون كبر مقتا عند الله ان تقولوا ما لا تفعلون وهو سوال الى جهاد في الدنيا
 ايها المؤمنون لعلكم تفعلون وترتعدوا وترصدوا ايها المتخلفون المنافقون قال الله تبارك
 وتعالى من المؤمنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه فمنهم من قضى نحبه ومنهم من ينتظر وما بدلوا
 تبديلا ليجزي الله الصادقين بعدتهم بعذاب الله المنافقين ان شاء او يتوب عليهم ان الله كان
 غفورا رحيما ورد الله الذين كفروا في عظيم لم يالوا خيرا وكفى الله المؤمنين القتال وكان الله
 قويا عزيزا تبارك الله نادلكم بالقران العظيم ونفعنا واياكم بالآيات والذكر الحكيم انه تعالى جواد
 كريم ملك بلوف رحيم رادف الحمد الذي اوقد مصابيح الرسالة بقدرته وترينا
 بقدرته الامانة بكت خلق الانبياء شمس ساطعة اشرقت بها الاكران وحبل اوصيائه

بدو را باز غنّه استنارت بها الا زمان ورا شهدان لا اله الا الله وحده لا شريك له
 انجیر وانشهدان محمد عبده ورسوله السراج المنیر صلی الله علیه وعلی آله واصحابه الصغیر
 منهم واکبیر الی بعد فاعلموا ان ربنا تبارک و تعالی بنه وکرمه تعبت البین مبشرین و منذرین
 و امرهم بتلیخ الرساله و تعلیم الهدایه و ایدیم بالروح الامین فجدوا و اجتهدوا و اعدوا
 و دعوا و ذکر و ادبوا و امر و اوجاد و اذوا و قاتلوا و قروا الصراط المستقیم حتی یبلغ بهم حجه
 و اوضح بهم کحجه و اتم بهم نعمه و نعم بهم رحمته فیا لهم من الفضل المبین و الفخر العظیم ثم لما
 دعاهم الی الرفیق الاعلی و اظلم علی الناس طریق الایمان و اتقی نصب لعباده ائمه الهدی
 و ما ترک الناس سدی فاحمد رب العلمین فاحسنوا خلافتهم و انشاعوا به ایتهم و صفوا
 علی انارهم و اقتبسوا بانوارهم و ساروا بسیرتهم و تشبهوا بسیرتهم و سألوا منهم و حفظوا منهم
 و اذبحوا سننهم فسموا بالهادین المهدیین فجد بهم الدین و میر بهم العت من السین و نفی بهم عن
 العالمین و اتحال المبطلین و ما دلی الجاهلین و بهم نخی عباده من البدعات و اخرجه من الظلمات فله
 و بهم من حج الله علی العالمین و شرح الله فی الارضین قرض علی عباده الایمان بالمبعوثین
 الاذعان المنصورین فلما امرهم بالطاعه و ذکر لهم الاطاعه بدو بذكر مولاهم و تنی بالنبی و هو اولهم
 و ثقت بالمنصورین منهم فقال عز من قائل اطیعوا الله و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم و قال و اذا
 جاءهم امر من الامن و اخوف اذا عوا به و لو رده الی الرسول و الی اولی الامر منهم لعلمه الذین
 یستنبطونه منهم فیا من سبیل الی رب العلمین و یطلب اوضح الدلیل فی هذا الدین علیک
 باطاعه امامک و الاستقامه علیها فی تعلب ایاک و ایاک و ان نعسی الامام فان عصیان الامام
 افعی الاثم و اعلموا ان الله قد امرکم بامر بدو فیه نفعه و ثنی بملایکته قدسه فقال عز من قائل ان الله
 و ملائکته یصلون علی النبی و الیه الذین امنوا صلتوا علیه و سلموا تسلیماً اللهم صل وسلم علی محمد النبی الاثمی و

وعلى ازواجها المومنين وذرية واهل بيته كما صليت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم اجمعين
 محمد وصل وسلم على جميع اخوانه من الابرار والمسلمين وعلى جميع اتباعه من الصديقين والشهداء
 والصالحين وسائر المومنين الى يوم الدين تحصوا على اولهم وفضلهم امير المومنين جلى بكر الصديق
 زناهم امير المومنين عمر الفاروق وناهم امير المومنين عثمان ذى النورين وراهم امير المومنين
 على المرتضى وعلى الامامين الشهيدين الى محمد احسن والى عبد الله احسن وعلى سيدة النساء فاطمة الزهراء
 وعلى سائر الائمة الاطهار والاعلام الاخيار تحصوا على امام الزمان خليفة الرحمن قدوة المهجورين
 عظيم المجاهدين السيد الامجد امير المومنين السيد احمد اعز الله الاسلام والمسلمين نبوة احبابه و
 زين وجه المجاهدين نهر اعدائهم النصر من نصر دين محمد واخذل من خذل دين محمد عباده
 تعاونا على البر والتقوى وكلائنا ونوا على الائم والعدوان ان الله يامر بالعدل واللاحسان و
 اتيار ذى القربى وينهى عن الفحشاء والمنكر والبغى يعظكم لعلكم تذكرون اذكر الله العلى العظيم بكم
 وادعوه يستجب لكم وتذكر الله تعالى اعلى واولى واجل واعظم واهم واكبر

رسالہ اشغال کا خطی نسخہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی رسولہ محمد وآلہ وصحابہ اجمعین اما بعد پس این رسالہ
اشغال مشتمل ہے برائے باب و ہر تہہ بابت تہہ است بر در فصل باب اول در ذکر اشغال
طریقہ قادریہ فیصل اول در اذکار طریق ذکر یک ضربی آنست کہ دوزان بطریق نماز نشسته
اسم ذات را از وسط سینہ برآمدہ پیش روی خود ضرب کند و چنان تخیل نماید کہ ہمراہ این اسم
نوری از دہنش برآمدہ بعد از ان نور را در خیال خود متہ نماید و چنان تخیل کند کہ نور مذکور پیاور
عزیزہ تخیل چادر نورانی تمام بدن او را فرا گرفته باز ان صورت خیالی ہم سکوت کردہ چنان
تخیل کند کہ چادر نورانی مذکور در تمام بدنش فرو رفته و زانہم آمدہ در وسط سینہ مجتمع شدہ مثل
گرہ گردیدہ باز اسم مذکور بطریق مسطورہ مکررہ در انتہای این ذکر لحاظ خود را بذات بحت متوجہ نماید
و جبہ ریزہ فرادست ہین ذکر کند و طریق دو ضربی آنست کہ دوزان بطور نماز نشسته اسم ذات
بطریق مسطورہ ضرب کند و متصل آن از خیال بجانب شانہ راست متوجہ شدہ بر قلب ضرب کند
و چنان خیال نماید کہ نور در دن قلب فرو رفته اندرون تمام بدن ساری گردیدہ و طریق ذکر
تہہ ضربی آنست کہ چار زانہ نشسته ضرب اول و دوم بطریق مذکور و سیوم در قلب بطریق
ذکر چار ضربی آنست کہ چار زانہ نشسته یک ضرب بجانب راست و دیگر بجانب چپ و سیوم در قلب
و چارم پیش رو و فصل ثانی در مراقبات مراقبہ وحدانیت آنست کہ چنان تصور کند کہ ذات
آہی در ہر مکان و ہر زمان موجود است بامعنی کہ در ہر چیز سرائت کردہ است جگہ بامعنی کہ قیوم
ہر چیز است مراقبہ صمدیت آنست کہ انعامات آہیہ را اجمالاً و تفصیلاً ملاحظہ کند و صفت خود
اور تصور نماید یعنی نعم بسیار عطا فرماید و حال آنکہ وصول بہ صفت و صفرت از طرف مخلوقات
در بارگاہ ادنیٰ تصور نیست و صفت عموم فیض او المخطوطہ دارد یعنی انعام او بہر کس میرسد

در جمیع عبادات و معاملات و امور معاشیه و معادیه بطریق خاتم الانبیا محمد رسول الله صلی الله علیه و آله
را کمال قوت و علم است باید گرفت و آنچه مردمان دیگر بعد پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم از قسم رسوم اختراع
نموده اند مثل رسوم شادی و ماتم و نخل قنبر و تنبای عمارات بر آن و اسراف در مجالس و عرام و تنزیل
و آتشال و ملک هرگز پیرامون آن نباید گردید حتی الوسی سبی در محو آن باید کرد و اول خرد ترک باید کرد و بعد
از آن هر مسلمانی را دعوت بسوی آن باید کرد چنانچه اتباع شریعت فرض است چنانچه امر بالمعروف و نهی
عن المنکر نیز فرض است آنچه در دالمت که کریم برحق و در جمیع مطلق کبریم ایمین عاقل و خاک روزه بمقدار
آنست سید احمد را بدرجه اعلی از درجایان توحید نایز گردانید و بر تبه فصولی از مراتب اتباع سنت رسانید
و معاملات رحمت ریز و تکاملات محبت انگیز نواختند و بهدایت طالبین دارشاد ساکنین امور
ساختند پس بجا آوردن محبت طریقت بر دست این بنده درگاه رب العزت در میان پیادان ایشان
و حیران است و گامی در دست نوردان بادیه طلب در میان بسا اهل دانش و حق اصحاب طلب پس است
که این اکسیر اعظم در تریاق محراب از دست نهند و در راهیکه این فقر دعوت نیاید و قدم است
نهند اگر بنا بر بعد مسافت ادای این محبت نیتوانند پس بر دست خلفای این فقر محبت بجا آورند
تا در غایت خاصه را بنیه که بحال اتباع فقر متوجه است شریک شوند اما محبت امامت پس سائش
آنکه نقل و قتال و جنگ و جدال که باطل کفر و ضلال واقع شود اگر محض نیاید تحصیل مال و عزت در راه
حکومت باشد عند الله اصلاً اعتباری نمیدارد و اگر بنا بر نصرت دین و آعلای کلمه رب العالمین در راه
سنت سید المرسلین علیه افضل الصلوة و التسلیم متحقق گردد آنرا در عرف شرع جای و میگویند آنرا افضل
عبادات و اکمل طاعات است که هیچک از عبادات در باب رفیع درجایان و کفیر سیئات مصادی آن
نمیشود اندر شد چنانچه کریمه فصل الله المجاهدین علی القاعدین بحکم عطا در جانشانه و مغفرت و رحمت بر آن
دلالت میدارد پس آنرا بوجهی ادا باید کرد که موافق قانون شرع شریف باشد تا در بعضی سبیل نجات

در دنیا شهر بركات باشد باعث نزول رحمت نیردانی و تائید آسمانی گردد و از اعظم شروط جهاد
 نصب امام است چنانچه کریمه الطیبه و الطیبه الرسول و اولی الامر مسلم و کریمه و کورده الی الرسول
 و الی اولی الامر منهم و حدیث من لم يعرف امام زمانه فقد مات میتة جاهلیة و حدیث صلوا احوکم و صوموا
 شهرکم و اطیعوا اذا امرکم تهملوا حجة ربکم و حدیث من قتل تحت راية عمیه فقد مات میتة جاهلیة و دیگر آیات
 و احادیث بسیار بران دلالت میکند پس نصب امام واجب و موکد است آنکه بعد و الهت که مالک^{الاطلاق}
 و ملک استحقاق این زاده یثین نفرد خاک نشین عجز از آداب اشارات غیبی و الهت لاری بیلیات
 خلافت مشرک دانیده و تائید تالیف طوبی جمعی کثیر از اهل اسلام و جمعی غیر از خواص و عوام باین
 نصب است مشرف ساخت چنانچه تاریخ دوازدهم جمادی الثانی روز پنجشنبه ۱۲۸۳ هجری که بزرگوار
 و چهل و دو و هجری آدسی جمعه از سادات کرام و علمای اسلام و شایخ عظام و صاحبزادگان و هی
 الاختام و خوانین عالیقام مع جاسر خواص و عوام از اهل ایمان و اسلام بردست انجانبیت
 امامت بجا آورده امام خود قرار دادند و امامت و ریاست انجانب مسلم داشته رتبه اطاعت در
 کردن انداختند و از آنروز تا حال بعیت مذکوره بردست این فیر جاری است و در میان جاسر اهل اسلام
 ساسی پس مومنین غایبین را هم لازم که بعیت مذکوره بردست تائید انجانب بجا آورند و از آنروز
 جنس ادای واجب شرعی شمارند تا از محبت ترک نصب امام رکابی مانده و با امامت سنت
 ستوار نه نواب بند از بسکه خباب ایت تائب کلمات کتاب کتاب انتا تبهر احکام
 رب العالمین تا شریعت سید المرسلین محمد و می مستطیری که از اغره و دستان این
 و اعظم رفیعان این بحیف اندکیاقت نیابت این نفرد را خذ بعیت طریقت و امامت میدارند
 بآراء علی ایت از انما کتبنا جنة قرار داده بآراء ترغیب غایبین با قطار عبیده فرستاده
 لازم که هر که از مومنین مخلصین رغبت انتاب باین فیر داشته باشد بردست ایشان بعیت نماید

تسبیح باشد یا فاسق آنسان باشد یا حیوان تحریر باشد یا شیخ فکلی باشد یا ملکی شیطان باشد یا جن
 طریق شغل دوره آنست که چنان تصور کند که روح او مجتمع شده در مکان ناف مثل کره گردیده
 بعد از این لفظ **اللَّهُ سَمِیعٌ** را چنان تصور کند که لفظ **اللَّهُ** بالای آن روح است و سمیع زیر
 آن باز بقوت خیال این هر دو اسم را سه روح نکرده از مقام ناف کشیده تا لطیفه ستر پیارد
 و آنجا بجای لفظ سمیع لفظ **بصیر** بنهد و از لطیفه ستر کشیده تا بلطفه اخفی رساند و در مقام
 لفظ قدیر را بجای لفظ **بصیر** نهاده و از آنجا کشیده تا با آسمان چهارم رساند و آنجا بجای لفظ
 قدیر لفظ **علیم** نهاده و از آنجا کشیده تا بر نفس رساند و در مقام روح را دور و سیرده
 بعد از آن بهیون لفظ **اللَّهُ عَلِیمٌ** تا به آسمان چهارم فرود آرد و از آنجا همراه لفظ **قدیر**
 تا بلطفه اخفی برود و آرد و از آنجا همراه لفظ **اللَّهُ بصیر** تا بلطفه ستر فرود آرد و از آنجا همراه
 لفظ **اللَّهُ سمیع** بلطفه نفس فرود آرد این یک دوره شد بعد از آن باره همین شغل دوره عمل
 آرد تا آثار آن مترتب شود یعنی نورانیت روح و ملاقات با روح امیاد و اولیاد و ملائکه و
 سیرت و آثار و امثال آن بدست آید طریق شغل نفی آنست که همه موجودات ممکنات را
 نفی کند اول نفی بدن خود با این طریق نماید که چنانکه نفس را بدست محو کند همچنین فوت خیالیه محو
 بدن خود متوجه سازد اگر دفعه نفی تمام بدن بدست آید فیها و آلا اجزای بدن خود را منفردی
 نفی کند و چون نفی بدن خود حاصل شد نفی تمام عالم حاصل کند تا اینکه بجای جمیع ممکنات
 یک خلوت تخلیل شود و در آن خلوت نوری نمایان گردد و آن نور بوجهی وسعت گیرد که بجای تمام عالم
 تأیید شود بعد از آن آن نور را هم نفی کند تا نوری دیر نمایان شود و همچنین برود تا که تمام حجب
 نورانی برانداخته شود و همراه همین شغل شغل با داشت پیش گیرد یعنی خیال خود را در هر حال غیاب
 حضرت احدیت متوجه سازد و در ایام بر آن توجه نماید طریق شغل نفی آنست که خیال خود را

که آن نفی تمام عالم بگیرد و آن انوار در آن منتهی داور هم نفی کند و هر چیزی که بر آن کشف شود
 اورا هم نفی کند تا اینکه حالت ربودگی و غفلت مثل حالت نوم بر دوار من شود و بعد از آن سبک
 کبریم عظیم حضرت حق بقام مشاهده فایز میشود و مراتب سلوک متعارف با مقام منتهی میشود و باب دوم
 در ذکر اشغال طریقه چشمتیه فصل اول در از کار آزل باید که دوزانو بطور نماز نشسته هم
 را دوبار بگوید باین وضع الله الله چون بار اول شدت و بهر بگوید چنان تخیل کند که نوری از
 وسط سینه برآورده تا لب سینه و چون بار دوم بپایان شدت و بهر بگوید و چنان تصور کند که
 همراه لفظ مذکور نور مسطور از زمین برآمده بقدر یکدست بالای سر رسیده باز بار دوم همین اسم
 مکرر را بطریق مذکور بگوید و چنان تخیل کند که نورانی همراه نور اول ملحق گردید و باز همچنین مراودت
 نماید تا آنکه چنان در خیال او مستقر گردد که نور مسطور تو بتوشده مثل ستونی نورانی گردانیده
 تمام بدن ذاکر در مشغول گردیده و بعد از آن ذکر لفظ الا الله شدت و بهر شروع کند و چنان
 تخیل نماید که نوری از وسط سینه همراه این لفظ برآمده زیر قدم فاصله یکدست در زیر زمین
 رفته و بر همین ذکر چندان مراودت نماید که از نفع مذکور از زیر سیالارفته بانود ذکر اول مندرج
 بعد از آن ذکر لفظ الله بدون شدت و بهر یکبار بگوید چنان تصور کند که این اسم مبارک
 مثل جادو بی همان ستون نورانی میگردد و تسبیح گردش آن ستون مذکور درختان گردود
 نفی و اثبات آنست که لا اله الا الله بخیاال خود کشیده محیط زمین و آسمان سازد و هر یک لفظ
 لا اله نفی خود و نفی تمام عالم ملاحظه کند و لفظ الا الله بجایب فوق بالای عرش مجید ضرب کند همین
 شغل را بار بار بعمل آورد تا اینکه نوری نهایت وسیع از بالای عرش فرود آید و تمام عالم حتی که
 جسم خود ساکت اگر در آن نور گم گردد و فصل دوم در مراقبات باید دانست که مراقبات
 این طریقه هم همان است که در باب اول مذکور شد پس مراقبات مذکور ابتدای از شغل نفی است

را انتهای آن بنیاده مشغول باید گردید و طریقی شغل در هشتیه آنست که ذکر حاجی با نوم بنطری
 نماید که کلمه حاجی را بخمال از وسط تا سب آرد و روح خود را همراه کن سازد و باز لفظ قیوم را از پس آن
 بوجهی بر آرد که بمصداقت این اسم روح خارج شود پس روح را بقوت همین هر دو اسم تا بر سر عرش مجید
 و در مقام قدری توقف نموده سیر و دور نماید تا امور غیبیه مثل ارواح ملائکه و جنت و نار و مثل آن
 بمکشف گردد و بعد از آن وقتی که خواهد که این ذکر تمام کند بلفظ حاجی را در دعا متعالی کند و بلفظ قیوم
 به بدن خود در آید و برای کشف قبور ذکر سبوح قدوس رب الملائکه و الروح با نیوچه باید کرد که سبوح
 را از ناف تا بدماغ باید رسانید و لفظ قدوس را از انجا بر سرش مجید و لفظ رب الملائکه و الروح از
 عرش تا جلالت آورده و تا به در فوقانی آن داخل کرده و در تختانی کن خارج نموده بقبر متوجه سازد و
 اندک بعد از فراغت این شغل کشف قبور حاصل خواهد گردید باب ثالث در ذکر اشغال طریقه
 نقشبندیه فیصل اول در اذکار مقامات لطایف ششگانه این است که لطیف قلب زیارتان
 چپ در روح زیر پستان راست دست میان پر دو و نفس در مقام ناف و خفی در پستانی و
 اخفی بمقام کام پس لطایف ششگانه را بدگر خیالی ذکر باید کرد و در ابتدا علیحده علیحده هر
 لطیفه را ذکر باید نمود و در انتها بمجمیع ششگانه دفعت ذکر باید کرد و بعد از آن نفی و اثبات پس
 با نیطری باید کرد که دوزانو روی تعبیه نشسته دم خود را بند کرده و زبان را بکام چسبانید و لفظ
 لا را از لطیفه نفس کشیده بر لطیفه ستر داخل کند و کرده تا با خفی رساند و آله را از اخفی بلیف
 روح رسانیده الا الله را در لطیفه قلب ضرب کند و این ذکر را بوجهی ادا کند که هیچ اثر آن بر
 اعضای ظاهره نمایان نگردد بلکه محض خیال باشد بعد از آن سلطان اندک بعمل آورد یعنی چنانکه
 ذکر از مقامات لطایف متعدد بگیرد و تمجید در نامی رگ و بی درین سوی از سر تا قدم ذکر سر آید
 که فیصل ثانی در ذکر مراقبات بهمان ترتیب که در باب اول مذکور شد بجا آرد اگر خواهد که کلام

واقعه از وقایع این بنده مشکف گرد پس احسن و اعلیٰ آرزت که در پانسیوم از شب بپایند
 بکمال آداب و استجابات حضور قلب طهارت بجا آر و آری بنویسد که کفیر سیئات بعد از طهارت
 متعین فرموده اند بکمال خلوص و التوا بخواهند بعد آن صلوة التبیح بکمال آداب و رعایت سنن
 و مستجابات و بکمال حضور قلب ملاحظه شروع و خضوع بوجهی ادا نمایند که در ته دل او طلب مغفرت از
 درگاه رب العزت بکمال التوا و الحاح کمون باشد بعد از آن بکمال حضور قلب جمیع معاصی و بنیای
 و مرتب التوا و الحاح بخایت و بکمال رسانند بعد از آن بغلی از اشغال مذکوره مشغول شود
 و در آشنای آن شغل بکمال غیبه بجهی توجه باشد که خواستش انکشاف واقعه مذکوره از ان مقام دارد
 آنرا رسد بطریق الهام یا بطریق مشاهد و حقیقت آن واقعه بر مشکف خواهد گردید اگر صد بار
 همین عمل بجا آورد و حقیقت واقعه بر مشکف گردد بوقت مذکور یعنی پانسیوم از شب و در کعبه یا
 ادا نماید در هر رکعت سه بار سوره فاتحه و سه بار آیه الکرسی و پانزده بار سوره اخلاص بخواند
 بعد از آن سر سجده بنماید بکمال خشوع و خضوع یکصد و یکبار کلمه یا حبیتر اخیری بخواند بعد از آن
 سر را سجود برداشته دعای انکشافی واقع مذکور بکمال الحاح و التوا نموده در جواب رود آن
 امدت و حقیقت آن در مقام مشکف خواهد گردید : فقط ثلاثت

بسم الله الرحمن الرحيم احمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسول الله محمد و آله الطاهين
 و علي و آله واصحابه السالكين اما بعد پس شرف بیت و توبه شرف شه و در سبک طوبه عالی
 خسته در قادریه و نقشبندیه و محمدیه و متوسطه فیر سید احمد مشکف است و این فقره را در
 اخذ برکات این طرق در وجه است و وجه ادل ادر بسته و آن در طریق حشیه از روح
 حضرت خواجه طرب الاطاب خواجه طرب الدین نجیب ارکائی و در قادریه از روح مقدس حضرت
 غوث الثقلین حضرت سید عبدالقادر جیلانی و در طریق نقشبندیه از روح مقدس حضرت امام الشیخ

ادر بسته

و همچنین شیخ عبد الرحیم راقدس سره امتاب بیت و اجازت در طریقه قادر بسید عبد الله
 است آیت از ابسید آدم نبوری و آیت از ابیجاب امام ربانی قیوم زمانی مجد الف ثانی حضرت
 شیخ احمد سرهنندی است و آیت از ابیجاب الدماجد خود شیخ عبد الاحد و آیت از ابی کمال
 و آیت از ابی افضل و آیت از ابسید که از الرحمن و آیت از ابسید شمس الدین عار و آیت از
 بسید که الرحمن بن ابی الحسن و آیت از ابی شیخ شمس الدین صحرانی و آیت از ابسید عقیل و آیت از
 بسید بیاد الدین و آیت از ابسید عبد الله و آیت از ابسید شرف الدین قتال و آیت از ابسید
 عبد الرزاق و آیت از ابیجاب غوث الاعظم بسید محی الدین عبد القادر جیلانی و آیت از ابی شیخ
 ابو سعید محزومی و آیت از ابی شیخ ابی الحسن القریشی و آیت از ابی شیخ ابی الفرج طوسی و آیت از
 شیخ ابی افضل عبد الواحد علی و آیت از ابی شیخ عبد الغزیزینی و آیت از ابی شیخ ابی بکر شبل
 و آیت از ابسید الطالیفه جنید بغدادی و آیت از ابی شیخ ابی الحسن سری سغلی و آیت از ابی شیخ
 معروف کرخی و آیت از ابی شیخ علی رضا و آیت از ابی امام موسی کاظم و آیت از ابی امام جعفر صادق
 و آیت از ابی امام محمد باقر و آیت از ابی امام زین العابدین و آیت از ابسید الشهدا حسین رضی الله
 و آیت از ابسید الاولیاء خاتم خلفاء حضرت علی مرتضی کرم الله وجهه و آیت از ابسید الانبیاء محمد
 رسول الله صلی الله علیه و سلم و همچنین شیخ عبد الرحیم راقدس سره امتاب بیت و اجازت
 در طریقه نقشبندی و مجد و بسید عبد الله اکبر آبادی است و آیت از ابسید امام نبوری و آیت از
 شیخ احمد سرهنندی مجد الف ثانی و آیت از ابیخواجه باقی باسه و آیت از ابیخواجه الکنتلی و آیت از
 بولانا در دست محمد و آیت از ابیخواجه و آیت از ابیخواجه عبید الله احرار و آیت از ابیخواجه
 یعقوب بحرخی و آیت از ابیخواجه الشریعه و الطریقه خواجه بیاد الدین نقشبند و آیت از ابیخواجه
 محمد باساسی و آیت از ابیخواجه رامینی و آیت از ابیخواجه محمود الخیر الغفوری و آیت از ابیخواجه عار

ریوگری و آیت زرا بخواجه خاجگان خواجه عبدالحق عودانی و آیت زرا بخواجه یوسف سیدی
 و آیت زرا بابی علی فارمدی و آیت زرا بام ابی القاسم شیرازی و آیت زرا شیخ ابی علی دقاق
 و آیت زرا شیخ ابی القاسم نصیرآبادی و آیت زرا شیخ ابوبکر شبلی و آیت زرا سید الطائفة جنید
 بغدادی و آیت زرا شیخ ابی الحسن سری سقطی و آیت زرا شیخ مسعود کرخی و آیت زرا بام
 علی رضا و آیت زرا بام موسی کاظم و آیت زرا بام جعفر صادق و آیت زرا بریس العقبای
 و التابعین قاسم بن محمد و آیت زرا صاحب رسول الله صلی الله علیه و سلم سلمان فارسی و آیت زرا
 بامیر المؤمنین سید المسلمین افضل الخلفاء الراشدين ابی بکر الصديق و آیت زرا سید الکملین
 امام المتقین احمد مجتبی محمد مصطفی صلی الله علیه و سلم نماز پنجگانه ادا نمودن فرض است

و ترک آن کفر لازم است هر مومن را که بجان و دل حکم خدا بجا آورد نه تمت الشجرة نه
 بسم الله الرحمن الرحیم طریقه نقشبندی امیر المؤمنین سید احمد دام فیضهم حضرت شاه
 عبدالعزیز شاه ولی الله شیخ عبدالرحیم سید عبدالسید آدم خوری شیخ احمد سرزندی
 محمد الفغانی خواجه باقی باشد خواجه الکنکی مولانا درویش محمد مولانا زاهد خواجه عبیدالله حرار
 مولانا یعقوب چرخي حضرت خواجه جناب بهاء الدین نقشبند خواجه محمد باساسی خواجه متینی
 خواجه محمود انجیر نقضوری خواجه عارف ریوگری خواجه خاجگان خواجه عبدالحق عودانی
 خواجه یوسف سیدی خواجه ابوعلی فارمدی خواجه ابو القاسم شیرازی شیخ ابوعلی دقاق
 ابو القاسم نصیرآبادی ابوبکر شبلی سید الطائفة جنید بغدادی ابو الحسن سری سقطی مسعود
 کرخی امام علی رضا امام موسی کاظم امام جعفر صادق قاسم بن محمد سلمان فارسی امیر المومنین
 ابوبکر صدیق سید المسلمین امام المتقین احمد مجتبی محمد مصطفی صلی الله علیه و سلم و اصحابه
 آجاست نامه بسم الله الرحمن الرحیم - احمد مدرس العلمین و الصلوة والسلام علی رسول محمد

و رسید الطالبین و علی آله و صحابه آئینه الی کلین آماج پس برادر دینی بردست این
 خیرخواه کافه مؤمنین سید احمد شرف بیعت و توبه مشرفانه گردید و قدس سلک طریقه حقیقت
 و دریه و نقشبندی و مجددیه و محمدیه توسط این جانب منسلک شده است و علی منتهای این طریقه
 نصیب ایشان گرداناد و در اتباع شریعت غرار استقامت عطا کند آمین و مورخه هفتم ذی الحجه
 ۱۲۴۲ هجری من مقام تخته بندگی شقه خاص بنام نواب محمد علیخان رامپوری
 در جواب از امیر المؤمنین سید احمد نجیب طالب تعالی القاب حشمت آیت نبوت انتساب
 تمام کتاب نواب احمد علی خان صاحب تاج داد اقباله و تصاعف اجلاله بعد از سلام سنون و
 دعای اجابت مفردن و آذین آنکه نامه نامی مدتی که گرامی شکر بر مراتب اتحاد و اخلاص و مدارج جود و
 اختصاص غرور و فرمود علاقه صداقت در شسته مدت را حکم تر نمود و دیده را نوری و دل را سرور
 بخشید آنچه بگویم قلم خلقت شیم رقم فرموده بودند که بخیر است بابرکت جناب آیت تاج افادات انتساب
 مقرب بارگاه رب قوی مولانا سید حمید علی صاحب معامله مسنونہ بجا آوردند از استماع آن فرست
 برافزود و الحمد لله المست که حق جل و علا بکرم عظیم خود آن جناب آیت باین نویسنده رفیق خیر موقوف گردانید
 اکثر تجربہ کرده شده که هر که از مؤمنین مخلصین به نیت پاک ایضا ادا میکند آیت ابولب آیت برادر
 او منفعی شود آمیزه نوی است که حق جل و علا بکرم عظیم خود بابرکت ادا می فرستند در سلک خاندان
 خاص و مقبولان ذوی الاختصاص منسلک خواهد گردانید و احوال اینجند و دیگر مریب بود بر بنیاد این
 که قادر علی الاطلاق و مالک الاستحقاق باین عاجز خاک سازد و دره بیقده ار را محض بکرم عظیم خود تو بهی
 نواخت که محبت ماسوی ذات خود را پس پشت این صنیف انداخت و فقط تحصیل رضای خود را
 قبله همت این صنیف ساخت و کفالت پرورش این خیر نبات پاک خود برداخت و شکر نعمتی
 بجناب آن معبود بکدام جوارح ادا توان کرد و حمد این عطیه بری سیار گاه آن محمود بکدام زبان باید آورد

”انوار العارفین“ سے اقتباسات

ذکر سید احمد صاحب نقشبندی در بیان صراط المستقیم است از تکیہ نفس ^و انوار العارفین
 عالیہ حضرت ایشان بر کمال مشابہت جناب سالت بآب در بند فطرت منقوش شدہ بناء علیہ
 لوح فطرت ایشان از نقوش معلوم نماید و راه دانشمندان کلام و تفسیر تقریر مصنفی مانده بود
 و انجمن اہل لادشاہ علم الشہ ساکن راسی بریانی بود و نگویند شاہ علم اندید ریافت آنکہ سالت
 پناہ در تہذیب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سنگ بسپاریمین دادہ بود ندیا بالا بحرینہ رفتہ بودند
 وقتی راقم در سہارن پور یک دست مولائی و مرشدی حاضر بود حکیم منہج الدین ساکن شہر مذکور
 کہ با منی وی منقول و منکب بود و مریدان سید احمد صاحب نقشبندی و تکیہ نفس ^و انوار العارفین
 دعوت ہمراہ مولانا حاضر بود حکیم صاحب نقشبندی کہ در تہذیب سہارن و سہارن کہ بود و تکیہ
 الدی اولاد مراقبہ نیرین بنیاد ہی کہ ترا یاد دہانند و فرمودند کہ در تہذیب سہارن مراقبہ نیرین
 داشتند گمان بر دم کہ شاید برامی خرچہ در تہذیب سہارن در دل گنہم کہ دعای سہارن استخوان ابرا
 رسیہ کہ از افلاس دنیا بار فرصت عبادت ہیر منی آید بخوانند و سہارن استخوان مراقبہ نیرین
 حسین حیدم نصف از قبر سیردن برآمد و بر او تہذیب دست بکشد و در حق من دعا فرمودند از انوار العارفین
 دنیا از من برداشت انعتی در اوائل حال جناب سید احمد در غلبہ شوق طالعہ علی از راسی بریلی در تہذیب
 آہر و تہذیب در مسجد اکبر آبادی آمدہ بخدمت شاہ عبدالقادر رمانہ شدہ و دہتری از علم صرف و نحو خواندہ مانع
 شوق در تحصیل علم باطن مشتیر بود و پیر کتب شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ رسیدند و مرید شدہ و دوی مرید پیر خود شاہ
 ولی اللہ دوی مرید پیر خود شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ رسیدند و مرید شدہ و دوی مرید پیر خود شاہ
 الشمس صاحب بیت در قول جمیل شاہ ولی اللہ موصوفہ شیعہ الامل شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ
 شیرینا کثیر جہلم مانع او کم حواجر و محبت شیعہ احمد السہروردی و الشیخ الہداد و خواجہ حسام الدین ہجو خواجہ محمد باقر
 و ثانیہم السید عبدالعزیز رحمہ اللہ شیعہ آدم البزوری صاحب شیعہ احمد السہروردی صاحب شیعہ محمد باقر و ثالثہم الخاقانی القام

[illegible]

که پیش از آن جناب به در آن معرکه ایستاده بود و معلوم گردید که از ضرب سبذون که بر رگبه آن جناب برین جنگ
رسیده بود و درین میدان جنگ شسته و پخته و بعد العلم که گویند شخصی افغانان از قوم که در آن جنگ
خود سوار کرده بود و این معرکه در لایت و هشتم و نهم و یازده و دهم و چهل و شش واقع شد
و در خانه کتاب ضراط المستقیم این عبارت مذکور است باید دانست که انوار سعادت
جبرئیل ایشان یعنی سید احمد صاحب نظام و پادشاه آنکه حضرت ایشان را بمولانا شیخ عبدالغنی
و یار حق نقشبندیه شریعت حاصل شد و انبیاء و اولاد و توحیات ایشان معالمانی
پیش از آن نمود که بسبب آن کمالات طریق نبوت و مقامات طریق ولایت بر احسن وجه جلوه کرد
اول آنکه آن معالمانه نسبت که حضرت ایشان بنیاد و بنام دینداران جناب
است و با بستان مبارک خود حضرت ایشان را می خوانند و بعضی که یک یک بر بستان مبارک خود گرفته
و در حق حضرت ایشان می نهادند و یادگار می دارند و در دانش خود و اثر از آن - و یاری حق و طایفه یافتند
و همین واقعه ابتدای سلوک طریق نبوت حاصل شد و با از آن روزی علی در حق کرم الله وجهه
و غلامه الیزار رضی الله عنهما را بخوابید پس علی در حق حضرت ایشان را بستان نمود و فصل و اول و دوم
و ثلث و شل شصت و شکر کردن آباد را اطفال خود را در جناب سیده لهباسی بر سر قلعه خرد نهادند و ایشان را
پوشانیده پس بسبب همین واقعه کمالات نبوت نهایت سلوک گردید و عنایت رحمانی و تربیت نیردانی را
داده احدی متکفل حال ایشان شد تا آنکه روزی حضرت اجل و عا و ست راست ایشان را بستان
خاص خود گرفته و چیر را از امور قدیم پیش روی ایشان کرده فرمود که ترا انجمن داده ام و چیرای دیگر
نخواهم داد و حضرت ایشان را نسبت و لایق نامه یعنی چشمتیه و قادریه و نقشبندیه حاصل شده و اما به نسبت
قادریه و نقشبندیه پس بپایش آنکه بسبب بیعت همین توحیات آنجناب است و بایک روح مقدس و بستان
نور الیقین و جناب خواجه با و الدین نقشبند متوجه حال حضرت ایشان گردید و تا قریب یک ماه فی الجمله تا آنکه
در این روز و همین مقدسین در حق حضرت ایشان ماند و زیرا که هر واحد از این هر دو امام تقاضای حق و حقیقت
ایشان بتمامه میبوی خود میفرمودند تا آنکه بعد از آن رضایانه تنازع و وقوع محال محبت بر سر شریعت

والطریقه حضرت خواجہ بیاض الدین نقشبند بخاری متحقق گردید و در طریقه مجددیه محمد یحیی پس بلا واسطه
 احدی از جناب حضرت حق مستفید گردید و این حصول مقام اولیسیه اگر چه محض بفضل الهی متحقق شد
 لیکن آنرا بسی رزا سبب ظاهره عزیزی باید دانست و در حق این فقیر دعای حضرت پرور شد
 خدست و درجه ثانی انسلک بطریق بیعت و اجازت در سلسلہ شیخ طرق مذکور و آن برین وجه
 که این فقیر را انتساب بیعت و اجازت بجناب قدوة العلماء والمحدثین و وارث الانبیاء و اکملین و حجتہ
 اسد علی العالمین و مولانا و مرشد ما شیخ عبدالعزیز است و آیت از جناب الدماجد خود شاه ولی است
 است و آیت از جناب الدماجد خود شیخ عبدالرحیم و آیت از در طریقه چشتیه سید ابوالقاسم خود شیخ
 رفیع الدین و آیت از شیخ قطب عالم و آیت از شیخ نجم الحق چائین لده و آیت از شیخ
 عبدالعزیز و آیت از ابی قاضی خان یوسف نامی و آیت از شیخ حسن طاهر و آیت از ابی سید
 و آیت از شیخ حسام الدین ماکم مدنی و آیت از انجوا جہ نور قطب العالم و آیت از شیخ علاء الحق
 و آیت از شیخ انجی سراج و آیت از سلطان الاولیاء حضرت نظام الدین و آیت از ابامام
 الزاهدین حضرت شیخ فرید الدین گنج و آیت از انجوا جہ قطب الدین بختیار کاکی
 و آیت از ابی بکر سول اسد حضرت خواجہ معین الدین چشتی و آیت از انجوا جہ عثمان کاردنی و
 آیت از ابی حاجی شریف زندلی و آیت از انجوا جہ داود چشتی و آیت از انجوا جہ یوسف چشتی و
 آیت از انجوا جہ محمد چشتی و آیت از انجوا جہ ابوالحسن چشتی و آیت از انجوا جہ ابوالحسن چشتی و آیت از
 شیخ علودین درمی و آیت از ابی سیرہ بصری و آیت از ابی یوسف مرشی و آیت از ابی سلطان
 ابراهیم ادم و آیت از ابی الفضیل بن عیاض و آیت از ابی عبدالواحد بن زید و آیت از ابی النعمان
 حسن بصری و آیت از ابامام الاولیاء قدوة الاتقیاء حضرت علی رضی کرم الله وجهه و آیت از
 بجناب سید الانبیاء و المرسلین محبوب العالمین احمد مجتبی محمد مصطفی صلی الله علیه و آله و اصحابه
 و تبعہ

که در پی هر دو روح مقدس بر حضرت ایشان به بلوه گزشتند و تا قریب یکپاس هر دو امام بنفس نصیر
 ایشان توجه قوی و تاثیر زور آورده و فرمودند که در میان یکپاس حصول نسبت هر دو طریقه یقینیه
 ایشان گردید اما نسبت حقیقیه پس با ایشان آنکه در پی حضرت ایشان بسوی مرقد نور حضرت
 خواجه خواجگان توجه قطب الدین نجیب راکلی قدس سره العزیز تشیر لعلها فرما شدند و بر مرقد مبارک
 ایشان مراقب نشستند و درین اثنا روح پر فتوح ایشان ملاقات متحقق شد و آنجناب به هر حضرت
 ایشان توجهی پس قوی فرمودند که بسبب آن توجه ابتدائی حصول نسبت حقیقیه متحقق شد
 بعد بر مدتی ازین واقع در پی در مسجد اگر آبادی واقع بلوه و علی در جماعت از ستفیدان
 خواجسته بودند چنانچه کاتب الحروف هم در یکجا عتبه بوسمان محفل هدایت منزل مسکین بود
 همه بشارت آن محفل را بر کتب مراقبه فرموده بودند و حضرت ایشان بر هم مستفیدان توجه فرمودند
 بعد از آنکه آن محفل ملائکه انوار کاتب الحروف را متوجه فرمودند که امر در حق علی و علیا کتب فرمایند
 خود بلا واسطه ادری اخذ تمام نسبت حقیقیه را از زانی داشت من بعد آن در تعلیم طریقه یقینیه
 باز در پی کتب کاتب الحروف و قطب الدین شاه ولی الله و کاتب الحروف فیض شایع الرحمن فاروقی بودند و
 نسبت ایشان از طرف مادر با امام موسی کاظم رسید و بگوید خواجه قطب الدین نجیب راکلی در حال بلوه ایشان را
 فرمود برادر البیرونی خواجسته او را قطب الدین نام افی در سنه یکترار و کاهید و هشتاد و چهار وفات یافت و تمام
 علم تمام این دو شاه عید العزیز در سنه یکترار در مدو سی و سه کیشیه ستم وفات یافتند و کاتب
 این دو کاتبی هم شرافت میر محمد اندلسی و ایشان شهادت نشین بغداد بودند و نسبت ایشان با کاتب
 ایشان به ازوه واسطه البیرونی حضرت عید العزیز فیض شایع الرحمن فیض شایع الرحمن فیض شایع الرحمن
 فرارید میر عید العزیز در سنه یکترار است که از این دو کاتب فرستاد است که گویند از قضا علی و علیا چنانچه
 کنه بود از این دو کاتب آن فرزند از جند غربت سفر اخراج کرده از بغداد در سیرت ایشان تشیر لعلها
 آورده و اهل طریقه ایشان میگوشید چون در شایعان اباور می نمودند و لانا شرف الدین و مرزا شایعان

و ملقب علی شاه و شاه آبادانی و میران نماند و میر فتح علی کمال تعلیم و تکریم نمود و پالکی ایشان را پرورش
 نهادند و اهل طریقه اخوندی و غیر صاحب مکتوبید که ایشان هم پالکی شایانند گوی را پرورش می توانند
 حضرت شاه بعد از آن حلقه ذکر از مریدان ایشان شنیده فرمودند که اخوند یا باشا این طریقه را
 از این طریقه ما شنیده گرفته اند قدس الله سره هم و گویند قصری داشتند که در شهر قریه که میرفتند
 رئیس و غریب آن شهر را پالکی ایشان را پرورش نموده اند نه پیش پای او نه در چون در بند را میبرد
 رسیدند نواب فیض الله خان غفر الله له رئیس شهرند که در سعادت دارین خود را بشه سکه ها اقامت
 شهر خود کرده اند و او را پالکی ایشان را جدا کرده اند و ازین هم ایشان را قوت عاریت میدهد و کثیر
 میرسد تا خرج بر فقرا و مساکین میکردند و اوقات را وی اندک بکمال توجه و مناسبت روح غوث پاک
 اکثر امور دینی و دنیوی از آن حضرت بر ایشان منکشف میشدند یا شد که بر کشف او اهل دارین میباشند
 و در ده دوازده ساله مرید پدر بزرگوار خود شاه عبدالباری شده بودند بعد انتقال پدرش تا طریقه
 ابجد از هم خود شاه دوست محمد و غلام محمد خود سید حاتم علی شاه یافتند راقم برایش شرف
 شده بود مرد بزرگ و خوش اوقات بودند و در آخر عمر سکر و سهو و بی غایتی و هم در آن حال
 حیات خود را در مشغولی نماز و ادا و سربودند در نسبت و هشتم محرم سن یک هزار و سیصد و شصت و
 بیست و پنج حق پیوستند درینو لا پسرش شاه غلام محمدی سجاده نشین وی هست و در آن حال
 و در علم پر کردن لغوی و لغت های نصیبی و افریدارند و در طریقه پدری و جدی مردم را تعلیم
 و تلقین می نمایند و هر سال عرس آباء کرام در امریه با جماع فقرا میکنند که الله شاکر
 تو که در شرف حاجی عبدالرحیم از سادات رده یعنی افغانستان بودند به اقتضا
 است و از جایی از وطن خود در هندوستان به بلبل مولی تشرفیدند آوردند اول آنجا
 نسبت باطن طریقه عالیة قادریه از شاه رحیم علی که از آنجا و حضرت شاه شمس ساوهر را از آنجا
 از گاهان هندوستان بودند و میباشند راقم زیارت مزار شاه رحیم علی که در قریه خلیا است

طریقت آنکه شیخ هر چه فرمایا صفا است و اگر حرکات و سکنات شیخ در فهم مرید نکند و در
حضرت موسی و خضر علیهما السلام قیاس کند شعر بی سجاوه نگین گن گرت بی ریحان کون
که سالک پیغمبر و ز راه و رسم منزلها و شرط پیر در کتب قوم مرقوم آتایان نظر مولا صفا
موصوفت بر عسارت و بیان افتاده است و باز هم مبولو یصا حبیب حاجی حساب
نقل میفرمودند طالبی بزرگی عرض کرد چندان ریاضتها کشیدم بمقصد نرسیدم آن بزرگ
نفت ازین زندگانی مردن به طالع صبا و قیود سنگ برداشت خواهد که بر سر زید مطلق
رفته و آید و او را که بگوید آن رهبر را که طالبان مارا هلاک میکنند آن طالب و از خواب
بآن بزرگ چنانکه بود بیان نمود آن بزرگ رقص میکرد و میگفت این شرع بدست می
و شورسند هم عفاک الله نگو گفتی جواب تلخ میزید لب لعل شکر خارا و انتم میدان
ارادت آن طالع سبب بود چنانکه شعر شیخ سعدی رحمه الله تعالی علیه است
و خوش میباران ارادت میبارد تا نرسد و شکوهی کوی بد و لوله عشق و محبت طایفه
بنا و دزد گاهی از سینه بکشد ایشان بجز تو چند نیز خوش میزد و موجزن میشد چنانچه میفرمایند
سویار و عجب قصه بهار به بیان کرتا همون جوین عمکا مارا و مراک و لریاسی ملک یاد دل
چو آتش تنگه سے اسکی سپیل به اٹھا کر زلف رخ اپنا دکھایا به بلایین عشق کی مجھ پر ہنسیا
جوین تھلا کر رون سوز جگر به گردن تھ بندہ و زخکی شر کو به لکی ایس و شکر سے مزی لو
نہان الفت کی جسکی دلیں کہہ بو به خدا کی واسطے اب تو کرم کر نہ مجھ عاجز یہ تو اتنا ستم کر
میں ہر صورت سے درد و غم دکھایا به دلی پیاری نہ تجھ کو رحم آیا به ہو تو نزدیک میرے مجھے ہی رہا
خفیم تسبیہ ہی ملنا ہو شوار بہتے مجھیں او مجھیں ببطالیا به روان ہو و بدین خلیا
اجی کسکی ہی پر جون اتھلاری به یہ کیسی ترپا و بیقراری به قریب آتا ہو او پر دریا
نہیں کہتا ہی یہ پر دای کیسا به یہ پر دای و زک شکرتو به مجھ اس بہیستہ لگا کر تو

طالع صفا حسب و رکان خطیر کر و صفا با اوقات محفلت اور طالع قیام پیدا کر و صفا

با کثرت اشتغال ایشان شده آن نیست چنانکه شورش طالب مولی و کسبیه حاجی آباد باشند
 سلمه الله جوش زود ارادت با درویشان در آوردند شبی آنحضرت صلی الله علیه و سلم
 اشاره ارادت آوردن بایشان کردند و باز شبی دیگر و به حاجی صاحب نیز اشاره بایشان
 کردند حاجی صاحب دریافت مقام و نشان ایشان نمود و متوجه بود در دینی پرست
 شخصی سر ارادت بر آستانه ایشان نهادند و به مشورت شدن به خیال ایشان
 دریافتند که آن اشاره سراج میرزا علیه السلام و سلم و جرمین بایشان بود میرزا
 بر زمین نهادند و دست خود در دست حق پرست پیوستند و دادند خود را چون مردی
 غسال پیروند و خط بندگی بر زمین خود نوشته پیشکش کردند و ابراهیم امیر ایشان بنمودند
 و واجب استند چون کمر محبت و ولایت و پیوستن به حق پرست پیوستند و بایشان اشاره
 کامل طالب صادق یافتند بعد تعلیم ظاهر و باطن با کمال پیاد و اشتغالگاه کردند
 بکلمه الحق اشاره کردند و بایشان مطلق خود نموده اجازه ترقی و ترقی و ترقی و ترقی
 و پیوستن به ایشان سست کردند و در پیوستن به ایشان سست کردند و در پیوستن به ایشان
 با اید الله صاحب این شاخه و ترقی و ترقی و ترقی و ترقی و ترقی و ترقی و ترقی و ترقی
 به تکی نور محمدی قدس سره اند حاجی مولوی محی قاسم صاحب بار اتم نقل فرمود که گفت
 که چه آنحضرت صلی الله تعالی علیه و سلم که در لاهی و ببال آباد است حاجی آباد الله صاحب
 را پوشیده بخوابیدم بعد تعبیر آن بر ظاهر است که ایشان بلباس شریعت و آداب طریقت
 آراسته و پیراسته اند و طایفه از ارباب اتباع سنت و علوم شریعت و آداب طریقت
 تعلیم و تلقین میفرمایند و خدمت خود از عالم و سیر و اندازند و از کسبیه خود تعلیم
 ظاهری از میرزاان نه پسندید و بتعلیم باطن امر فرمایند با یکدیگر که دل خود را پیش بران خطرات
 نگاه دارند و خطره بدی جانب پیر سائیه خود را مصغیر اتم گوید تا نسبت به شیخ اندران را کند
 و امر شیخ بر خود لازم و واجب اند نه عمل به بقول که خود با صفا و معنای کند و در آید

مرکاتیب سید احمد شہید

سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نصب العین صرف اور صرف اعلاء کلمۃ الحق اور
نصرۃ دین محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام تھا۔ تحریک جہاد فرنگی اقتدار اور سکھ
حکومت دونوں کے خلاف تھی۔

122

بیایم شاه بخارا بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله الذي نور قلوب المؤمنين باخلاق النيرة
 وابتلاع السنة وكمال الايمان وكرم وجهه واطمين بشرا لعدالة وفضل السادة ونباهة
 الاديان وفضل جنود المجاهدين ببلد الله وجهه وعلوم المغفرة وزياد الايمان وامتداد السلام
 على محمد المبعوث بمقيم التوحيد وعلیم السنة وجماعة ائمة الكفر والظلمة وعلی الله واصحابه
 تسودوا الصغرى وملكوا السیوف وقاتلوا المحترق علی اعدائهم وایمان وعلی ائمة
 المهديين واطمین اعدائهم واطمین العالمین وجمع المجاهدين وکافة اهل علومهم و
 وایمان اما بعد از میرالمومنین سید احمد بخوار صاحب اسرار حضرت غل سبانی حلیه الرحمة
 مهبط الطوفانی سرور عیالات یزدانی سند آری محافل سیادت وکیاست مکرر مری
 مجامع شجاعت و شجاعت رونق افزای آورگشتن عظم و اجلد فرزندای کبریت
 وقبال سردنرهای برستان جیانی کل سرسبد چمنستان کامرانی رافع شعار عز و کبریا
 تا شربت امریت بیضا حامی از ارادت سنیا ماحی از بدعت ظلمت آبر احکام رب العالمین
 قاهر اعدای شرع بین تسبیح جامع جود و کرم معدن جودیت خدمت مهم ترجیح اسامین
 از باب علوم و حکم تنجی و ذرا کین اصحاب سیف و قمر بکر که سلاطین خانه ان ندل و سیاست
 نور دیده مصباح در دمان فضل و سیاست سلطان بن سلطان عاقان تسبیح الماسین بول
 بجایه و انطق المومنین بحبل نایه و نطق ایدین جز جانیه و نطق ایدین بقدر اعدایه بعد از
 ایدای تحفه تسلیمات مسنون و تحیات کرام مغرور و تمیضات خدمت شجاعت در عوالت شری
 نه سبب کزین و علوم مراتب تن تمس یکبار این و خوراک روزی به قید از خاندان
 سادات عظام است و در دمان شرفی ذری الماحرم سند کرم این سکین بر سجاده
 ارشاد و تقصیر از صد که سنین در بلاد و دستان استوار و کین سیدان شده و در اوقات
 الحکم رب العالمین و انشاء الله امر سید بر سلیم غر که را بیدار اند و جماعت مستغنیین را انوار

بنامده فیوضات فایز گردانیده چنانچه از اعلام بزرگواران این ضعیف متعجب بارگاه آرسید
 علم اسد که از خلفای کبار حضرت سید آدم نبوری در احیای سنت محمدیه قدسیان جمیع اقران علم
 بوده اند و در افشای طریقه مجددیه از همه اخوان پیش قدم این بنده عبودیت شایسته
 قادر مختار در ساعات لیل و نهار بر طریقه رضیه اسلاف کبار مدتی بترتیب جماعه طالبین مشغول
 و در بیان کافه ساکنین مقبول چنانچه جمعی کثیر و جمعی غیر از مسلمین اعتقاد کیش و مومنین خلایق
 اندیش تحویل وقوت رب قد بر توبه اسطه این فقیر خیر از درگاه دایم الهیات و بارگاه خالق
 البریات مورد الطاف و کرم گردیدند و بر صراط مستقیم راسخ القدم سینه صفا گنجینه بیان
 از غلطات شرک و بدعت خلاص یافت و در بدل اخلاص منزل انبیا انوار زور شد و حیدر
 سنت یافت تعبدت کامله قادر علی الاطلاق و حول مدونه ملک الاستحقاق آجای این بنده
 ضعیف بنام منعم حقی مشمول شده و اعدای این نجیب با تمام منعم تحقیقی شکوت و مخدول
 ترغیبات این عاقل خاک را در میان همت این ابرار محمول گشته در ریاضات این ذریع
 در حق متبدعین اثر از سیف مسلل اصحاب سنت و اخلاص فایز بدایع عز و انبال گردید
 و آری بابت وفاق گرفتار گشت و وبال هزاران هزار جگه خلایق بیعت و شمار شرف
 بیعت مشرف شدند و در منامات و معاملات با انواع بشارات مشبه جاسر اهل اسلام
 و شاهپیر خواص و عوام از الالوات اتمام مظهر و پاک گشته و قد علی مدارج تقوی و درج
 هست در چالاک جماعه مسلمین کامل الانقیاد و در انصار شریعت محمدیه مشکک گردیدند و در
 زمره مخلصین راسخ الاعتقاد در انوار طریقه مجددیه ضعیف که هر صده عاقل که از این
 از مدت چند سال تعبد بر قادر فعال حال حکومت و سلطنت این ملک بر بنیوال گردیده
 که انصارائی نکره سیده حضال و شرکین بد مال بر اکثر بلاد هندوستان از بزمی آبان
 اندر

تا با حل در یابی شور که تخمیناً شش ماهه راه باشد تسلط یابند و در آن شکب دزد در بنابر
 اخال دین رب خیر یابند و تمامی آن اقطار را بطیالت ظلم رکفر مسخون گردانند و دعوت
 رؤسای کبار را با انواع مذلت مقرون و جاسوسین را عذبات استیلا و حکم و احضار
 با انواع تکالیف بجانند و بر مساجد و معابد اهل اسلام دست تعدی رسانند و در مقامات
 ریاست و سیاست و معاملات قضا و عدالت قوانین شرع را بر باد داده و آئین کفر را بنیاد
 نهاده و بجهل دران بلاد و امصار و اصالیع و اقطار رسوم کفر مقهور گردیده و شایع اسلام مستور
 و ریایات ظلم مضروب و اعلام عدل منکوب حق پرستی منقود گشته و چهار پرستی معهود دنیا و آله
 سینه کی کینه بلاحظه این حال پر از زنج و طلال بود و دل اخلاص منزل از شوق محبت ملام
 غیرت ایانی به بنیادخانه دل در جوش بود و آورنده لغامت جهاد به کینه سرور و خوش درین آستانه
 این صنیف را بر کاسی دیگر را بکنجهند و غم ادای حج در خاطر ریخته اند که موعده جمعی از
 مؤمنین مخلصین که تخمیناً هشت صد مردم باشند بآن مقام فیض النیام رسیدیم و زیارت حرم
 ترغین مشرف گردیدیم و دست عقیدت و اخلاص با کینه متبرکه رسانیدیم و چشم اشتیاق
 بر مواضع معطر مالیدیم و سر نیاز بر آستانه آن بی نیاز رسانیدیم و این جان توان را شمار
 خانه جان جان گردانیدیم سبحان الله چه دریای رحمت بکافات این اخلاص نیست و جلوت
 موج زن گردید و چه ملاطفات و در بار آن مقام دلکشای در مجازات این صدق و صفا
 بنیاد است و معاملات خارج از حد حصار بر منصفه ظهور رسید زهی الطاف نمانی و انفا
 هرانی که جان شتاقین را شیفه و زلفیه گردانید و جانی انعام بکیران و اکرام بی پایان که
 اقفا رخا کشین تا با روح عرش برین رسانید بستی اگر هر بن سوسی با صد زبان کند شکر
 این نعمتش را بیان به تحجیر الفاظهای متیاری نباشد کمی از هزاران هزاره بجهل آنچه از شما

بوقلمون و مکالمات گوناگون در آن مقام دیده و شنیده ام بیدار و خیال در هر یک گنجینه و بزرگ
 قیاس و فهم نمی رسد آری این عطیه رحمانی است که هرگز اینچنانند و عاقلانند و در دست رحمان
 هرگز امید اند بآن شرف نیایند اللهم لا مانع لما أعطیت و لا معسر لما منعت ثابت استقامت
 نشاء و از اعظم معاملات آن مقام این است که از درگاه در دست عطا و جلت عظمی و از حضور
 خیر البرایا علیه افضل الصلوة و التحيه در مقدمه اقامت جهاد و از آنکه غرور و بطریق بنام
 ربانی و کلام روحانی با اشارات غیبی در باب اقامت شرف ساختند و در اشارات ربانی
 در باب فتح و ظفر مشر در معاملات حقه با سلامی کلمه رب العالمین و آجای می نت سید کلمین
 و استیصال کفر و متر دین مأمور ساختند و در مواجیه صادق و مقبض مظهر و منور و خشنود
 پس بنا بر اقامت همین رکن رکن حق تعالی نصرت دین متین و شکست رونق اعدای دین از
 حرم محترم و آن مقام معظم سعادت نمودم و الا که ارم عاقل که از مثل آن مقام و کثرت امکان در آن
 افزا جان خود را کشیده و در آن کش مصاحبت ارباب کفر و فساد و اصحاب بیعت و جدل
 اندازد و قطع نظر از این اشارات و اشارات انبیا و از آنکه هرگاه جاد و اهل اسلام
 در دست کفار لیام افند بر جا پیر اهل اسلام عمده گاه و مشایخ حکام خصم صادق واجب بود که بگر
 که کسی و کوشش در مقابل و مقابل آنها بجای آرند تا دقیقه بگذرد و مسلمین را از قبضه ایشان باز
 و الا اثم و گناهکار و متوجه عاصی و شکار و از درگاه قبول برود و میگردد و از راحت قرب
 منظر و دنیا و اعلیه چند روز در وطن خود اقامت نمودم بعد از آن راه حیرت پیورم و در طراد
 هند و سند و خراسان دور رسیدم و در این تحفه ثبات پیش از اهل صلح و خیر و ارم
 و این دعوت حق را بگوشش پیش چهره مسلمین رسانیدم و اکثر مؤمنین مخلصین را در بنیاد
 رفیق خود گردانیدم و احوال مردم در اوطان یوسف زنی رسیده مخلصین ایشان را رفیق خود دانستم

چنانچه تمامی سرگذشت این عاقل توان و تیز حال هندوستان از حجاج بیت المعمور و تجارت
 اهل اسلام داشت نوردان اقالیم سیاحت و اقامت آن بلاد و در دست تقصیر فرمایند تا حقیقت
 احوال شکست گردد و از یکد آنجناب و اسلاف بزرگواران آنجناب بغیرت ایمانی و محبت اسلامی
 موصوف اند و با علای اعلام دین و احیای سنت سید المرسلین موصوف در بیان و عدالت ایشان
 مسلم طوائف انام است و عظمت و کیاست ایشان زبان زد هر خاص و عام بلکه جا بهیرین
 آن دیار و مشاییرند همین آن اقطار بغیرت ایمانی و محبت اسلامی در جمیع اقالیم مشهور اند
 و ملک ایشان با خلاص نیست و حسن طوبی موصوف حتی که بخارای شریف در مقدمات دیانت و کمال
 ضرب المثل شده در رسوم و روح آن ملکه شریفه و حق جا بهیر مسلمین مسلم عمل گردیده بآثار علی
 بر طبق منطبق لازم الوثوق و جو من المؤمنین علی الصالحین خبر است رفیع در حجت آن حامی انوار
 ملت بیچاره و حامی آنها و مدد ملت ظلماء تا هر احکام رب العالین قاهر اعدای دین متین نگارش
 کرده شود که حق جل و علا بکرم عظیم خود آنجناب را منصبی مانزدانی و کشور کشائی که آعلای مناب
 ارباب عزت و اتقای مآرب اهل و عبادت است شرف گردانیده پس در شکر این نعمت عظمی
 لازم که همه اسباب حاجت و رفعت و سامان عظمت و کثرت در تحصیل رضای رب العزت و رفعت
 کرده شود و در آعلای مکه رب العالین و احیای سنت سید المرسلین و داد و کوشش داده آید که
 رؤسای بلاد دهند و خواسان در مقدمه اطاعت و انقیاد و تعاضل و زریه نذر در باب حاجت
 چهار تکامل و از مقتضای محبت عاقل گردینند و از حقوق عبودیت بخاطر آحق بند که بنابر
 محبت ماسوی اعدا و امتثال احکام الهی بیلوتی نمایند و حقیقت بنده نیست و مومنی که عزت
 ایمانی ندارد و در نفس اهرم مومن فی و تخلصید مرغوبی را از مرغوبات نفسانی و امثال احکام
 ربانی ترجیح دهد مخلص سبحان الله که بیکه خورشید یابرا سلام از دست کفار لایم می بیند و می شنود

و عظم جبار و بر ختم و بکرات و مراتب بر سر اهل کفر تا ختم و جان و مال در رضا جوی این دنیا
 در با ختم اگر چه در قتل و قتال و جنگ و جدال بکلمه احرار و پیادیم حلال فتح و شکست
 جانبین مقدر است اما احمد صدها است که موئین صادقین را نه در هنگام غارت و غور و غیبت
 در در وقت شکست تقاعد و فتوری در از عینک بغض و کلام عظیم دست سید الانام و
 نثار و ای کما بر عیال عظام و شایسته علمای ذوی الاحترام و صواب و عیالای ذوی الانام
 اقامت این افضل ارکان اسلام یعنی قتال با کفار نیام بدون نصب نام برد و شروع صورت
 بنا را علیه با تفاق جمعی از سادات کرام و علمای اعلام و قصات ذوی الاحترام و شایسته علمای
 و خوانین ذوی الانام و جمایر خواص و عوام از اهل ایمان و اسلام بدست این غیر بیعت و
 در رفع گردید احمد صدها است که معاند اهل کفر و کفار و وصحت جمع و اعیان و تعدد و در هر روز
 مشرب و سعادت است بر چند این اصناف العیال اولاد که بعد از این منزل سیف بواجب غنی
 مشرب بود و ثانیاً با تفاق جماعت بر زمین باین منصب شریف شرف گشت که خالق البریات
 و عالم السرائر و اخصیات کرده است بر زمین که گاهی بر بل اخلای منزل این بنده عبودیت
 و عافو خاک را از روی حصول معنی ملکوتی این میسر و تسلط بر بلاد و امصار و تجرید
 ملکشان و در مانده و انسی بر اقران و اخوان و ملک غایت و جاب است در ریاضت و امارت و امان
 و دسامی عالمی در سلطنت سلطین و الاثبات و امتیاز و غنایت سائرندگان الهی
 را امتیاز رسالت بنای گاهی خط هم نموده و در سوره آن هم رسیده بلکه مقصود از این
 تمام این مکر که پیرانی و غریبه آراشی بر از اعلا کی کلید رب العالمین و احیای سنت سید المرسلین و
 استخلاص ملامت و موئین از دست کفر و متورین تجرید و غیر نیست و هرگز هرگز شایسته
 و شایسته بر ای نفسانی باین داعیه و طامی و ابهام ربانی مخلوط نگردیده و آید علی با نقاب و کمال

باز غیرت یانی و در دل ایشان جویش نیزند و محبت اسلامی در سینه ایشان خروشان میکند
 چگونه ادعای ایمان بنمایند و جان خود را در زمره محمدیان می شکنند آری محبت حق با محبت دنیا
 مخالفت میدارد و حق پرستی با هوا پرستی منقادات تجویز اجتماع این هر دو امر در یک طبخالی است
 بر اختلال و دومی است سر باطل محال الدنیا و الآخرة ضررمان لا یجمعان حدیثی است مابور و کلا
 جمع بین حقیقت و المجاز منسلی است مشهور است هم خدا خوانی و هم دنیائی دنیا و این خیال است محال است
 چنانچه رؤسای بلاد مسطور میا داشتن این کردار رسیدند و گرفتار مذلت ارباب گردیدند و از
 وصول این اخبار وحشت آنها در محفل جلالت منزل مشکوک بود بنا بر اعلیٰ احوال کتبت مالی تحیر غره
 و رنگ و تعدی شرکین هند بیع مبارک رسانیده شد تا غیرت ایمانی که مورد کز اسلام است بخوش
 آید و اساس اهل کفر و ضلال را از پا براندازد و جمعیت جنود البیس لعین را بر تهم زند و در دوقی باز
 اهل کفر و شرک شکنند هر چند ضلع او طمان یوسف زمی که فردگاه این عا جو خاک رست و سزا
 کو سار چه یار که هبط انوار اقبال و محفل مرکب احلال تواند شد چه آن جناب انواع کار
 در مقدمات انظار رنندگان پروردگار در پیش است و ضلع مذکور را زوار مختلفت مبارک ارفع
 در اقطار و جابیر مؤمنین رعایا و مشاییر جنود و شرکین نصاری با آنجا نبی مقتدیست بر ستمانه
 و استعداد طاعت و انقیاد و مستطاعات جهاد نشده در مصورت اگر معاونت عظمی از عظمای
 دین دست ارکت علی از اعلام شمع بین نیست ایشان متحقق شود هر گزینۀ علوم است در نور نیست
 ایشان در دبالا گرد و بنا بر اعلیٰ مناسب است چنانست که جمیع صفات و کبار را از علای می مندین
 و آراکین معبرین و سپاهیان شجاعت شعار و رعایای انقیاد را در ترغیب فرمایند و جمعی را از
 لشکر غفر یکدفعه نمانند و از غزاه عامره پرورش مجاهدین کنند تا مشارکت آنجناب در
 اعلائی دین رب الارباب و استیصال اهل کفر و ارتباب با حسن وجهه متحقق گردد و تمام

ذکرین را تقویت قلب به است آید و چنانچه سلطنت این جهان فانی مشرف شده اند و بیکان
 توجه عالی اصول دین نیست در سومین و در آن دیار و انظار مروج و در شرف انوار علو
 معروف اند و در پیش از باب هدایت مشغول همچنین اگر استخلاص بلاد مرین از تصرف کفر
 ملائین به است عکس فروری اثر صورت بند و هر آینه حمایت سابقه بحیث لاحقہ منتهی گردیده
 بتأیید نور علی نور بر انظار مخلصین مودت ظهور جلوه اگر شود و حمایت منتهی از رضا جوی مولی
 حاصل گردد و در درجه اعلی از مراحج جنت نعیم در جوار رب کریم مقصد صدق به است آید
 علاءه برین آنکه خزان شیار و کلا کفار شرار در تصرف انصار و اخبار و موبدان غلبت
 سید مختار در آید آیین غیر تبیل مال و مال و تصرف بلاد و اموال غرض نمیدارد هرگز از احوال
 مرین و اخوان مخلصین بلاد و مسلمین را از دست کفر و ستمزدین استخلاص نموده توانین شمع بین
 در ریاست و سیاست و قضایا و عدالت کما حقہ مرعی دارد مقصد دین غیر حاصل گردد که
 تسلط سلاطین عادلین را بر تمام روی زمین بهتر از تسلط خود میسارم زیرا که سلطنت
 را بخیرالهم می آید و چنانکه نصرت دین مبین و استیصال کفر و ستمزدین نمحقق گردد و تیر سخی
 بر طرف مراد رسید و در مقدمه یک نعل نامل نمایند و فکر عمیق را که فرمایند که سرداران ملک
 خراسان بچین دنا مردی موصوف اند و بظلم و تعدی معروف بآقا علیه رعایای ایشان
 از جلومت ایشان بیزار اند و خود ایشان بیکار و گفتار فرنگ که بر بندستان تسلط
 اند نهایت تجریه کار و توشیاه اند و حیل باز و سکار اگر بر اهل خراسان پیانید سبده نام
 جمع بلاد آن به است آید باز حکومت آنها بحدود ولایت آنجا متصل گردد و اطراف آنجا
 با طرف دین اسلام متحد شود و انواع مفاسد در میان مسلمین دار الاسلام بحیل و مکر خواهند داشت
 و علم مخالفت آنجا خواهند افروخت اگر فی محال عکس فروری اثر را نهان داشت فرمانند

و خود آنها را زیر و زبر نماید البته از خیال تسلط بلاد سلجوق دست بردار ننهد و در کار و بار خود
 گرفتار این صنون را مثل مضامین شعریه با لطافت شریقه تصور نماید بلکه اگر فی الحال در دست
 ابواب در آمد آن ملاعین بدایر خراسان تغافل خواهند نمود آنچه در عرصه قریبه از طرف ایشان
 در حق اهل خراسان بظهور خواهد رسید گشاید خواهند فرمود که آن ملاعین عرایم بسبب
 دخیلات نهایت دور دست میدارند و قطع نظر از مراعات این تدبیر مذکور پس انقدر ضرورت
 که بلاد رستان از اصل دارالحرب نیست بکل کفوه دهند و رنگ با بغل بران مسلط گردیده
 پس استخلاص بلاد مذکوره از دست آنها بر ذمه جابر اهل اسلام عمده و شاه حکام حصه صا
 واجب این فقره بعد استقامت خود که شش منبایه انجابت لازم که بعد طاعت خود شش
 که با دنی سعادت انجابت بکلیه بجز نام مشارکت آن و الا قیاب قلبه دین ترقی میگردد و کار و بار
 مجاهدین رونق می پذیرد زیرا که غایت لطیف خیر دعاات رب قدر سهولاتی قیام جهاد کمال
 استعدا در سیده و ماده علودین و اجتماع خود مومنین آماده گردیده همین که بهت عالی سرحد
 گردد بهت تمام سرانجام صورت این امر عظیم بر منصفه ظهور جلوه می نماید و انتقام این مهم غنیم
 رو منبایه آمیده سرشته بدست قادر مختار شاه اول در ناسیس انجالی تدبیر ساعی جمیل
 بر روی کار آرد و کار از عبادات پیچیده شمرده بجهت تمام مجاهدان و بعد از آن در تغذیف سوا
 نقد بهت عالی بگمارد و کار از عبادات پیچیده قرار داده بر الواح قلب بگمارد که آیه و شایع
 فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی الله نفس است از کلام ملک عظام و کلمه السنی منی و الا نام من الله
 نوی است زبان زده بر خاص دعای است گفت پیغمبر با و از غنیمت بر توکل زانوی استر به
 این است بعضی مقصود این نصیر و منع کنون مافی الضمیر کنین از انجا که شرح اجمال فصل
 این اجمال تجویر خاصه بریده زبان متعسر نمیدارد و بغیر این انسان متعسر نباشد

جناب مطایبه آیت مآب متعرب بارگاه رب قوی سولانا عبدلهمی پری اسد به کل غنی غو
 و متع اسد به کل فطن و ذکی را اگر برزاه توحید انبیاء است راسخ القدم اند در مقدر غیب
 و تربیب و وعظ و تذکر علم در برافقه علم اقیانی بحر ذرا خواند در در شافت بیان انبانی سحاب طیر
 در ارشاد ساکنین به منیر اند و در افاده طالبین بی نظیر در هر ایت راه کم کردگان با دیده ضلالت
 بنجم ثاقب اند و بر استیصال خشت اهل شرک و بدعت غیر و ذو غالب و در مراعت این فقره سفار
 در دست کشیده اند و گوشت نوردیده و در ملازمت این خیر تشبیه و از ترنسنگانه و بجا
 دیده اند و گرم و سرد زمانه چشیده و مع اعلام هدایت انبیاء شمل بر غیر علم تجریت جاسر اهل علم
 بحضور الخیر النور روانه گردانیدم و در اسطوت لسان و عذوبت بیان ایشان تفصیل مافی الضمیر
 بسبح اشرف رسانیدم آنچه از کلام هدایت انبیاء آن مجمع حسانت و منج برکات فائز گردانیدم
 بر وقت قبول آورده و معاینه هدایت الگین آنرا از جنس قوانین علم معقول و منقول شمارند و از
 باعث سعادت دارین و جالب برکات نشأتین تصور فرمایند و بایده و اسلام مع الاکرام

بحسب الله الرحمن الرحيم. از امیرالمومنین سید احمد نجف جلالین آیت علی القاب
 رونق افزای اورنگ جلالت فرزانروی کشور شهابت مستند آرای محافل سیاست و کیاست مکرر
 پیرای میادین صولت شجاعت عظمت آیت استانتاب ترازاب سکنه رجاء فولاد جنگ سوار
 زاد اقباله و صاعقه جلالت و دفعه الله لما یحب برضاه و آد و صله الی غایت مائنه و بعد از ادای
 آداب نهایت مسنون و تحیات اخلاص مشحون برداری جلالت پیرای و ارفع اگر از انجا که محبت
 متین شمارندگان عبودیت کیش است و حمایت شیخ حسین دمار محمدیان خیر از پیش نه لیل کفره و تجرب
 از علما اصولت ایانی است و تحفیر طلحه و سلیمین از ائمهات سلطت سلطانی آگات اشترار متمرکزین کل
 عبادت اسلام است و اعانت جبار مجاهدین افضل عبادت حکام کارگشتی از منتهات غیرت دین شهاب
 و شکرگشتی از منتهات سیرت سلاطین مخالفت اعدای دین متین عین برعای اعلام نبوت است
 و مراقت انصار شرع بین اهل مقتضای اخلاق فنوت تأیید ادیان بقوت سیف و سنان
 نمره قوانین انبیا کبار است و کسر شوکت اهل فساد با سیفال ارباب نبی و عباد و پیغمبر آئین سواد
 ذدی الا فقه اورد از یکد و دومان عالیشان آن عظمت نشان از امتداد زمان متوجاه و جلالت
 و مرکز فردا قبال انده و بعد از معالی اخلاق و هم در هیچ نیایچ بود و کرم و مرجع ارباب سیف و علم
 بوده از غایت سلطت ارکان آن خاندان قلوب سبک برین زمین و زمان میلر زید و از نهایت
 صولت اعلام آن دومان زهره و منجربین دوران شیر فیه کتین از چند سال بقدر برقا و فعال
 غلبه شکر کین هند و کفار و فرنگ بر جاکل اکثر ارباب موسی و منک صورت بسته جاده و جلالت
 ارباب علم و دیانت بر هم گشته و فردا قبال اصحاب حکم در یاست در هم شده و با آوازه غیبت و ال
 قباب بکارش کرده و نیزه که آفرین جان ما توان و مال سرج از و ال و سماع طیل الا شجاع
 و جاده و جلالت فنا کل روزی که گشتنی و گذشتنی است و در محله حساب و کتاب بر لیل و روز و محض

بسم الله رب العالمین حضرتش فی هر چند امدوز در حفاظت این کمال جد و جهد بجای آوریم بگویند لابد روزی
 آنها را بکند داریم و بجزو غزائیل و اعوان ملک الموت سپاریم پس چرا کمال علمیت و دوزخیا
 در غیبت بدست خود شامولائی عزا مردن کنیم که فردا کمال شکست و ذلت و حسرت و دنا
 بغیر خود بریم دستماع نکبت و کمال و مصیبت و وبال همراه بریم پس بهتر همین است که امروز
 کلمه رب العالمین و آجای است سید المرسلین و استیصال کفر و ترمودین که بسته سازیم و علم مانده
 مسین و اقامت مجاهدین صادقین و مکتارکت مومنین مخلصین برافرازیم هر چند اقامت جهاد و
 از آنکه کفر و فساد بر زمین جا پیر الی اسلام عموماً واجب است اما بر مشایخ حکام خصوصاً اوج
 بنابر آنکه نگارش کرده میشود که این عاف و خاک رفته بمقدار مقتضای حمیت اسلام و دعا
 نمایند دین خیر الانام با چندی از مومنین مخلصین از وطن مالموف خود به نیت استیصال کفر
 و اقامت جهاد برخاسته در کلبه دشتستان و خراسان دور رسیده و گاه مومنین را
 بسوی اوراک این خیر ترغیب داده با و طمان بر سف زنی رسیدیم و در اینجا بر فاقه مومنین
 آن دیار و اقامت مخلصین آن اقطار مقدمه جنگ و پیکار و عورت کارزار با کفار گون گون
 کردیم احمد مدد المنت که علامات فتح و نصرت بر طبق وعده حضرت رب العزت تبتی و کان حقاً
 علیاً نصر المومنین مغفور و منصور گردیدیم گو که در بعضی اوقات مبارکات خدی از نشانین
 یک گونه گزندی بکنوز مومنین رسید تا ما اصل شجره اقامت جهاد و اساس بنیان استیصال کفر
 و عناد و توجیهی محکم گردید که از فرد به یختن خدی از بزرگ و بار بار بر مصداقست صرصر شورش نگارزار
 با بنیانشدن خدی از کلون و سنگ بنا بر تزلزل بعضی از نامردان بی ناموس و سنگت اصل اصل
 و اساس سوس بی جنبه بگو مومنین مخلصین را عوق غیبت ایمانی و حمیت اسلامی پیش از پیش در
 جوش اند و بر زبان سخن صادقین نغزه سخن الصادقین از چار سویی در غرض هزار آن هزار

خلد بن عبید و شمار حلقه اطاعت و انقیاد و در گوش دهانشیه استقامت و سداد بردی
 انداختند و حاج غیث و حمیت بر سر دخلت شجاعت و شهامت در بر ساختند و از محبت
 جان و مال و اهل و عیال و عزت و نامش در راحت و آسایش دست افشانده گریختند
 و در میدان اعلیٰ اعلام دین و آفتاب است سید المرسلین چون شیر غران بر خیزند و از
 یغیوی کلیم ملک اعلام دست سید الامام و قنادای علمای کرام اقامت این عمده ارکان اسلام
 نصب بلام بر وجه شروع صورت نمی بندد بآراء علی جمعی از سادات کرام و علمای اعلام و قضای
 و مشایخ عالی مقام و خواص ذوی الاحشام و مجاہدین خواص و عوام بر دست این فقرت
 نموده اند احمد مدد المنت که بعد در دور و دور مقابل اهل کفر و عناد و محتسب جمع داعیاد بر وجه
 صورت بست هر چند این بنده ضعیف و محضول این منصب شریف آداب و ثبات غیبی میر
 و تائید اتفاق مجاہدین مشرف گشت تا عالم السرایر و خفیات گواه است که از نام
 معرکه پیرانی و عریده آرائی غیر از اعلای کلمه رب العالمین و آجای است سید المرسلین و سید
 بلا و مومنین از دست کفار و مشرکین امری دیگر مقصود ندارم و از روی تسلط بر بلاد
 و امصار و ملکات این بیمار و سلطنت سلاطین و الایام و ریاست رؤسای عالی مقام
 و امتیاز خود از بندگان پروردگار و امتیاز سید البرکات و بیخالی هم نمی آرم و در گزین
 شعبه و سر شیطانی و دشمنیه برائی نفاتی باین داعیه و رجا مخلوط نگردیده و اسد علی با نفوذ کل
 پس هرگاه این غاف و خاک سار و ذره بمقدار با وجودیکه خانه نشینی کار است و خلوت گزینی
 شعار با مقتضای غیث ایمانی و حمیت اسلامی خالصا لوجه الله و محض ابتناء الارضات است
 کرمیت چیست بسته بآبر و نفرت دین مشین و حمایت شرع مبین بمیدان استقامت قدم ثابت
 میادیم و بعد رجید و طاق داید که ششها دادیم عین دانی است که آنرا الا جابه که بغیرت

و حمیت خاندانی موصوف اند و بکسرت عساکر کشی و آتد اگشتی موصوف و آرا علای اعلام دین و
اشرای سنت خاتم النبیین و استیصال کفر و سمر دین و استخلاص بلاد اسلام از دست کفار و
شکر کین و آجوبای احکام رب العلمین و انتظام مجاری سیاست و عدالت بر توانین شرع پسین آتیه
است و الانیت خوانند ساخت و علم شجاعت و شهادت و لوازم صولت و استقامت خوانند
از اخف کتب اگر توجیه مکتب جلال دین دیار و انظار متعده و دشوار نماید لازم که جمیع معارف
و کبار و علمای اختیار و آرا کین خودی الاعتبار و سپاسان شجاعت شعار و عایای انقیاد آثار
را ترغیب نمایند و جمعی را از لشکر طفر یکدیگر متوجه این سمت نمایند و در اعانت مجاهدین اندوخته عمار
بال است کشانند تا مشارک در الاقیاب و اعلای دین و بدار باب و استیصال اهل کفر و
ارتیاب با حسن وجه بر مسند ظهور گردند و حلقی دانی از منطبق آید فضل ابد المجاهدین با مومنین
و انفسهم علی العالمین درجه برست آید چنانکه بیاست دامت ایمنان ممتاز بنی نوع اند
و همچنین بر رجا عالیست نعیم و متعده صدق در جوار رب کیم مباحی امثال شوند و آن آرا ابد
طبق مواجیه سادقه کلام ربانی و کان حق علینا نصر المومنین و ان تنصروا الله و نصرکم و میت اهلکم
و هم بموجب اشراف غیبی و بشارت لاری که این فقیر بآن مشربست غفر سبب و نصرت ظهور
ظهور خواهد داد و خزانین بشمار و بلاد کفار و کثرت زرد دست تصرف انصار اختیار خواهد افتاد
این فقر تحصیل مال امثال و تصرف بلاد و امصار غرضی ندارد هر که از اخوان مومنین استخلاص
بلاد از دست کفار و مشرکین نموده در آجوبای احکام رب العلمین و آجای سنت سید اکملین
گوشند و توانین شریعت و ریاست و عدالت مرعیه داشت مقصود فقر حاصل گشت و تیری
بر دین نیست در مقدمه نمیکشاید مل فرمایند و عقل و در بین را کار فرمایند و دولت و جهانی
و تعادلت جاد دانی است آرنده

سُلطان محمد خاں کی شکرکشی

دُرانیوں کا شکر بُوتی کو | وقائع میں ہے کہ موضع تورو سے دلیل خاں نے اطلاع کی کہ احمد خاں، جو دُرانیوں کا لشکر پشاور لینے گیا تھا، اب شکر لیے ہوئے آتا ہے۔ رسالدار عبدالحمید خاں نے سردار فتح خاں کے مشورے سے سید صاحب کو اس خبر کی اطلاع کی۔ سردار سلطان محمد خاں نے ملک سمنہ کے خوانین کو ڈرایا دھمکایا کہ تمہارے ملک میں ہمارا بھائی یا محمد خاں مارا گیا ہے اور مردان اور بُوتی کو بھی تم نے چھینا دیا ہے۔ اب ہم آتے ہیں تم سب سے ہمیں گے اور اپنا عوض لیں گے۔ لشکر کے ساتھ سردار سلطان محمد خاں، سردار پیر محمد خاں، سردار سید محمد خاں اور عظیم خاں کا بیٹا حبیب اللہ خاں بھی تھا۔

خوانین کا مشورہ | رسالدار عبدالحمید خاں نے سردار فتح خاں کے ذریعے علاقے کے تمام خوانین کو جمع کروایا اور مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے۔ ان سب کا یہی مشورہ ہوا کہ سید صاحب کو اس کی اطلاع دینی چاہیے۔ آپ کا تشریف لانا ضروری ہے۔ چنانچہ ان سب کی طرف سے اس مضمون کی ایکٹ عرضداشت لکھی گئی کہ دُرانیوں کا لشکر ہماری طرف آتا ہے، ہم سب نے مشورہ کیا ہے کہ آپ یہاں تشریف لائیں اور ہم لوگ آپ کے لشکر کے ساتھ ان کے مقابلہ کے لیے بڑھیں۔

سید صاحب نچتار میں | سید صاحب نے رسالدار صاحب کو لکھا کہ تم اپنے سوار لے کر امان زئی کی گڑھی میں ڈیرہ کرو۔ اس میں اس علاقے کے لوگوں کو تقویت اور تسلی ہوگی اور ان خوانین کے سوال و جواب میں فتح خاں کو لکھا کہ تم سب خوانین کی تسلی کرو کہ کسی امر کا اندیشہ نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ سب طرح سے خیر کرے گا۔ ہم نے رسالدار عبدالحمید خاں کو لکھا ہے۔ وہ تمہارے یہاں کوچ کر کے امان زئی کی گڑھی میں جا کر ڈیرہ کریں گے۔ ہم بھی جلد انشا اللہ تعالیٰ تمہارے یہاں آتے ہیں۔

آپ نے امب سے کوچ کی تیاری کی۔ مولوی خیر الدین صاحب پشیر کوٹی کو چھتربائی میں برقرار رکھا۔ حافظ مصطفیٰ کا ندھلوی کو ان کی مدد کے لیے دیا۔ مولانا اسماعیل صاحب اور شیخ ولی محمد صاحب پھلتی کو امب میں مقرر کیا اور چھتربائی اور امب میں تین سو کے قریب آدمی چھوڑے

اور اتنے ہی آدمی اپنے ہمراہ لے کر کوچ کیا اور پنجتار پہنچ کر اپنے قدیم بُرج میں قیام فرمایا۔ آپ نے اُن سب خوانین کو پنجتار میں طلب فرمایا، جنہوں نے آپ کے بلائے کے واسطے خط بھیجا تھا اور اُن سے گفتگو کی۔ عَشْر کا غلہ، جو جا بجا جمع تھا، اُس کو محفوظ کرنے کے لیے دو جگہ جمع کرنے کا بندوبست کیا۔

تورومیں | چند دن کے بعد یہ اطلاع ملی کہ دُرانیوں کا لشکر ٹھکنی سے کوچ کر کے دریائے سندھ سے اتر کر چار سندھ میں آگیا۔ آپ نے کوچ کی تیاری کی اور ضروری اسباب تیار کر کے پنجتار سے روانہ ہو گئے۔ آپ کے ہمراہ چار سو آدمیوں سے زائد تھے۔ امان زئی کی گڑھی میں آپ نے قیام فرمایا۔ دُرانیوں نے چار سندھ سے کوچ کر کے موضع اُتمان زئی میں ڈیرہ کیا تھا۔ جب انہوں نے سید صاحب کو سنا کہ آپ پنجتار سے امان زئی کی گڑھی میں داخل ہوئے، تو وہ اُتمان زئی سے کوچ کر کے موضع بھوتی میں آکر ٹھہرے۔ جب یہ خبر آپ کو ہوئی، تو آپ امان زئی کی گڑھی سے کوچ کر کے موضع توروم میں تشریف لے گئے اور وہیں ڈیرہ کیا۔

میرزا ابن پشاور کو فہمائش و نصیحت | سید صاحب نے مولوی عبدالرحمن صاحب کو، جو موضع توروم کے رہنے والے تھے، اپنے پاس بلا کر فرمایا کہ ہماری طرف سے تم سردار سلطان محمد خاں کے پاس جاؤ اور اُن کو سمجھاؤ کہ ہم ہندوستان سے اپنا گھر بار چھوڑ کر محض جہاد فی سبیل اللہ کے واسطے اس ملک میں آئے ہیں کہ کافر لاہور سے جہاد کریں اور تم سب مسلمان بھائی ہمارے شریک ہو۔ یہاں کے اور مسلمانوں سے پہلے تم نے ہمارے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ حیرت کا مقام ہے کہ ہم مسلمانوں کی شرکت چھوڑ کر تم نے کافروں اور باغیوں کی رفاقت اختیار کی۔ تم کو مناسب ہے کہ ہم مسلمانوں سے مقابلہ نہ کرو اور اپنے شہر کو جاؤ۔ ہم کو کسی طرح یہ بات منظور نہیں کہ مسلمانوں سے جدال و قتال کریں۔ اگر تم نہ مانو گے، تو یہ بات سمجھ لو کہ اس میں تمہارے دین کا بھی نقصان ہے اور دنیا کا بھی، ہم نے اپنی حُبّتِ شرعی تم پر قائم کر دی۔ آگے تم جانو، چار ملّا اور بھی اُن کے ساتھ گئے۔

سُلطان مُحمّد خاں کا جواب | تیسرے روز انہوں نے آکر کہا کہ سُلطان مُحمّد خاں نے آپ کے پیغام کے جواب میں کہا کہ تم ہم سے ابد فریبی کی باتیں کرنے آئے ہو کہ سید بادشاہ فرماتے ہیں کہ ہم ہندوستان سے اس ملک میں محض جہاد فی سبیل اللہ کے واسطے آئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ہمارا مقابلہ نہ کرو، اپنے وطن کو چلے جاؤ، نہیں تو تمہارا دین و دنیا میں نقصان ہوگا۔ ہم اُن کے ان فریبوں میں ہرگز نہیں آئیں گے۔ بھلا ہم اُن کی ایسی دیندازی اور پرہیزگاری کی باتوں کو کیونکر مانیں اور سچ جانیں؟ اول تو انہوں نے ہمارے بھائی یار مُحمّد خاں کو قتل کیا اور سالانوں کے لشکر کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ علاوہ اس کے احمد خاں کے موضع مردان اور ہوتی کو تاراج کیا۔ جہاد فی سبیل اللہ انہوں نے اسی کا نام رکھا ہے، ہمارے بھائی یار مُحمّد خاں پر انہوں نے رات کو چھاپا مارا تھا اس میں وہ فتنیاب ہو گئے۔ اب دن دوپہر ہم سے مقابلہ کریں، تب اُن کی لُٹیت اور شجاعت کا حال معلوم ہو، اور دو چار دن کے عرصے میں جو ہوگا، دیکھ لیتا۔

سید حسنین کی طرف سے تہنیت | مولوی عبد الرحمن صاحب سے سردار سُلطان مُحمّد خاں کی یہ پوری تقریر سن کر سید صاحب نے فرمایا کہ اب کی بار تم پھر جاؤ اور نرمی کے ساتھ ہماری طرف سے اُن کو سمجھاؤ کہ تم مانق پر اصرار نہ کرو، خدا سے ڈرو اور اس بات کو یاد کرو کہ جب ہم اول ملک سندھ سے آئے اور تمہارے قلعہ قلعہ میں اترے اور تم استقبال کر کے ہم کو وہاں سے کابل لے گئے اور وزیر کے باغ میں تم نے ہم کو اتارا، ہماری ضیافتیں کیں، ہم نے تم لوگوں کو جہاد کی دعوت دی، تم نے اور تمہارے بھائی یار مُحمّد خاں اور بہت صاحبوں نے ہمارے ہاتھ پر بیعت کی اور اس بات کا عہد و پیمان کیا کہ ہم جان و مال سے تمہارے اس کارِ خیر میں شریک بنیں اُن دنوں تمہارے اور تمہارے بھائی دوست مُحمّد خاں کے درمیان ناجاتی تھی۔ ہم نے چالیس روز وہاں اللہ فی اللہ اس واسطے قیام کیا کہ تمہارے درمیان صلح کر کے تم کو ملا دیں کہ تم آپس کی نزاع چھوڑ کر جہاد فی سبیل اللہ میں ہمارے شریک ہو اور کافر لاہور سے لڑو کہ اسلام کی ترقی ہو، مگر تم کسی طرح ہمارے بلائے سے نہ بچے، اپنے ہی اصرار پر قائم رہے۔ تمہارے بھائی دوست مُحمّد خاں نے غلامیہ ہم سے کہا کہ میں سچا مُسلمان ہوں جس اعتقاد اور صاف دلی سے میں آج آپہنچے

بلا ہوں، اسی طرح زندگی بھر آپ سے ملتا رہوں گا، اور یہ میرے بھائی منافق اور دغا باز ہیں۔
یہ آپ سے کبھی وفانہ کریں گے۔ ہم نے ان کے کہنے کا کچھ خیال نہ کیا۔

پھر حجب وہاں سے ہم پشاور ہوتے ہوئے ملکِ سندھ میں آئے اور بدھ سنگھ سے مقابلہ
ہوا، تو وہی بات، جو تمہارے بھائی دوست محمد خاں نے کہی تھی، پیش آئی۔ پھر تمہارے بھائی
یار محمد خاں نے سکھوں سے خفیہ مل کر واللہ اعلم بالصواب ہم کو زہر بھی دیا، مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے
فضل و کرم سے بچالیا۔ مقابلہ کفار کے وقت وہ طرح دے کر آپ بھاگ گیا۔ لڑائی بگڑ گئی۔
چند روز کے بعد وہ خود فوج کشی کر کے پشاور سے ہمارے اوپر چڑھ آیا۔ ہم نے آدمی بھیج کر اس
کو بھی بہت سمجھایا، مگر وہ اپنی شامتِ نفس سے نہ سمجھا۔ آخر مارا گیا۔ اس میں ہماری کون سی خطہ ہے؟
اسی طرح یہاں کے تمام ملک و خزانین نے بیعتِ امامت کی اور سب نے عہد دینے
کا اقرار کیا۔ ان میں احمد خاں بھی تھا۔ اب کی بار حجب اس عہد کے بند و بست کے لیے سب ملک
اور خزانین بلائے گئے اور سب نے پھر از سر نو عہد دینے کا عہد و پیمان کیا، تو احمد خاں نہیں آیا
اور باغی ہو کر پشاور کو بھاگ گیا اور وہاں سے تم کو لڑائی کے واسطے چڑھالایا۔ ہم نے جس طرح تمہارے

بھائی یار محمد خاں کو فہمائش کی تھی، اُس کو بھی کی۔ اُس نے نہ مانا۔ اب تمہیں ہم فہمائش کرتے ہیں۔
اگر مانو گے، بہتر؛ ورنہ ہم پر الزام نہیں۔

اور تم جو یہ کہتے ہو کہ تم نے یار محمد خاں پر رات کو چھاپا مارا، اس سبب سے تم فحشیاب
ہوئے؛ اگر دن دوپہر کو ہم سے مقابلہ کرو، تو تمہاری بہادری اور مردانگی کا حال معلوم ہو، اُس
کا جواب یہ ہے کہ نہ ہم رات کو تم سے لڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں، نہ دن کو، اس لیے کہ تم مسلمان
ہو اور ہم تو کفار سے لڑنے کو آئے ہیں۔ اگر تم خود زیادتی کر کے ہمارے مقابلے میں آؤ گے، تو
ہم مجبور ہیں۔ اپنے بچانے کو جو کچھ ہم سے ہو سکے گا، کریں گے۔ ہم کو اُمید ہے کہ جس خدا نے رات
کو تمہارے بھائی فحشیاب کیا تھا، وہی خدا تم پر دن کو فحشیاب کرے گا۔ مگر بہتر یہ ہے کہ تم خدا سے
دُرو اور ناحق پر اصرار نہ کرو، بُرائی کا انجام بُرا ہی ہوتا ہے، وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی،

اور ایک خط دیا۔

سُلطان محمد خاں کا مُتکبرانہ جواب | مولوی عبدالرحمن صاحب اور اُن کے ساتھیوں نے واپس آکر بیان کیا کہ سردار سلطان محمد خاں نے درستی سے جواب دیا کہ ان قصّوں کہانیوں کی کچھ ضرورت نہیں، اپنے گھر کو جاؤ اور خبردار! پھر ہمارے پاس نہ آنا اور نہ سید بادشاہ کا پیام لانا۔ اُنھوں نے یہ بھی بیان کیا کہ ستم کے اکثر ملک اور خزانہ خفیہ طور پر سردار موصوف سے ملے ہوئے ہیں۔ اُنھوں نے سردار مدوح سے یہ بھی کہا ہے کہ سید بادشاہ یہاں تو رو میں تھا خود ہی شکر کے ساتھ ہیں۔ مولانا محمد اسماعیل صاحب، جنھوں نے سردار یار محمد خاں پر شبنم مارا تھا، وہ ان دنوں موضع امب میں ہیں۔ ہم نے پتیار سے سید بادشاہ کو بلا کر شکار کی طرح تمھارے سامنے کر دیا ہے۔ اب تم اُن سے نبٹ لو۔

مولانا محمد اسماعیل صاحب کی آمد | سید صاحب نے مولانا محمد اسماعیل صاحب کو طلبی کا خط لکھا اور

لے منظورۃ السعداء میں اس سلسلے کے دو خط سلطان محمد خاں کے نام اور ایک خط سلطان محمد خاں کا نقل ہوا ہے۔ سید صاحب نے اپنے پیسے خط میں اپنی ہجرت اور جہاد کا مقصد بیان کیا اور تحریر فرمایا کہ ہم اس ملک میں محض کفار سے جنگ کرنے کے لیے آئے تھے ہمارا کسی مسلمان سے وبال و قتال کا ارادہ ہرگز نہ تھا، لیکن افسوس ہے کہ خود ہمارے کلمہ گو بھائیوں نے مزاحمت کی اور ہمارے اوپر شکر کشی کر کے ہم کو نیست و نابود کرنا چاہا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم بے سرو سامان اور کمزوروں کی مدد فرمائی۔ ہم پہلے بھی عاجز و ناچار تھے، اب بھی عاجز و ناچار ہیں۔ البتہ اُس قادر مطلق مالک الملک کی بلبش شدید سے ڈرنا چاہیے، جو اپنے کمزور بندوں کی مدد کرتا ہے۔

اوست سلطان، ہرچہ خواہد آں کند
علیٰ را در دے ویراں کند

ہست سلطانانی مُسلم مراد را
نیست کس را ذہرہ چوَن دچرا

سُلطان محمد خاں نے اُس کا بڑا متکبرانہ جواب دیا اور لکھا کہ آپ کا یہ کہنا کہ ہم اس ملک میں محض کفار سے جہاد کرنے آئے تھے اور ہم کو مسلمانوں سے کچھ سروکار نہیں مجھ ابلہ فہمی ہے۔ آپ کا عقیدہ فاسد اور آپ کی نیت کا بد ہے۔ آپ فقیر بنتے ہیں اور ارادہ امارت کا کرتے ہیں۔ ہم نے بھی اس بات پر کمر باندھ لی ہے کہ تم جیسے لوگوں کو ختم کر کے اس زمین کو پاک کر دیں گے۔

اس خط کو پڑھ کر اگرچہ اکثر لوگوں کی رائے یہ ہوئی کہ اب کچھ گفت و شنید کی گنجائش نہیں ہے، لیکن سید صاحب نے فرمایا کہ ایک بار اور تمام حجت کرنا چاہیے۔ آپ نے ایک دوسرا لکھا جس میں سُلطان محمد خاں سے خواہش کی کہ کسی خلاف شرع بات کی نشان دہی کی جائے، جو ہم لوگوں سے صادر ہوئی ہو۔ اگر ایسا کوئی فعل ثابت ہو گیا، تو کسی لشکر کشی کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ ہم خود شرعی سزا کے لیے حاضر ہو جائیں گے اور آپ کو یہاں تک آنے کی تکلیف نہیں دیں گے۔ سُلطان محمد خاں نے اس کا جواب نہ دیا۔

فرمایا کہ وہاں کے انتظام اور بندوبست کے لیے سید اکبر صاحب کو مقرر کر کے آپ اور شیخ ولی محمد صاحب بھلتی جلد آجائیں۔ شاہ صاحب نے سید اکبر صاحب کو وہاں کا ڈسٹے دار بنایا، شیخ بلند سبخت دیر بندی کو قلعہ دار کیا اور مولوی خیر الدین صاحب کو بدستور چیتربائی میں رکھا اور اسب سے کچھ کم دوسو غازی ہمراہ لے کر شیخ ولی محمد صاحب کے ساتھ موضع تورہ کو روانہ ہو گئے۔ جب موضع تورہ دو یا ڈھائی کوس رہا، آپ نے سید صاحب کو اپنے آنے کی اطلاع کی۔ سید صاحب نے کہلایا کہ آپ وہیں تشریف رکھیں اور ہمارے آدمیوں کا انتظار کریں۔ رات ہی کو آپ نے کوئی تین سو سولہ آدمی مولانا کے لینے کو بھیجے۔ نماز فجر کے بعد بڑے تحمل و اہتمام سے تورہ کو روانہ ہوئے جب تورہ کے قریب پہنچے، تو سید صاحب چند آدمیوں کے ساتھ استقبال کو آئے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ مخالفین پر رعب ہو کہ مولانا اپنے مجاہدین کے ساتھ آ پہنچے۔ مولانا کے آنے کے بعد دوسرے دن نماز عشا کے بعد مخبر نے خبر دی کہ سردار سلطان محمد خاں سے پنجویں نے گھڑی ساعت دیکھ کر کہا ہے کہ کل سویرے تم اپنا گل لشکر لے کر سید بادشاہ کے لشکر کے سامنے جاؤ اور بادھرا دھر گشت کر کے چلے آؤ، پھر اُس کے اگلے روز اُن سے مقابلہ کرو، تمہاری فتح ہوگی۔ سو کل اُن کا لشکر منور آئے گا، آپ ہوشیار رہیں۔

اگلے روز گھڑی، ڈیڑھ گھڑی دن چڑھا ہوگا کہ طلوع کے ایک سوار نے آکر اطلاع دی کہ درانیوں کا لشکر آتا ہے۔ نقارہ بجا اور لوگ تیار ہو کر اُس طرف کو روانہ ہوئے اور موضع تورہ سے نکل کر آدھ کوس پر جمع ہوئے۔ سردار سلطان محمد خاں ادھر سے آتے آتے پاؤ کوس کے فاصلے پر مع لشکر کے کھڑا ہو گیا۔ اس عرصے میں ایک سوار آیا اور کہا کہ ہمارے سردار سلطان محمد خاں نے کہا ہے کہ آج تو ہم یوں ہی سیر و تماشہ کے طور پر آئے ہیں، مگر کل ہم اگر آپ سے مقابلہ کریں گے۔ آپ نے اُس سوار سے فرمایا کہ تم اپنے سردار سے ہماری طرف سے کہ دینا کہ ہم نہ آج تم سے لڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور نہ کل، لیکن اگر تم خود چڑھ کر آؤ گے، تو ہم مجبور ہیں۔

تحریر: حضرت سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

مایار کی جنگ

جنگ کی تیاری | تورو اور ہوتی کے درمیان مایار نام کا ایک مقام تھا۔ اُس کے کنارے مشرقی جانب ایک چٹنے دار پانی کا نالہ تھا۔ اُس کی حفاظت کے لیے سید صاحب نے اپنے لشکر کے چند قندھاری متعین کر دیے۔ وہ وہاں رات دن رہتے تھے۔ رات کو مولانا محمد امین صاحب نے فرمایا کہ کل سردار سلطان محمد خاں نے آپ سے لڑائی کا وعدہ کیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کل سویرے اگر اس نالے اور مایار پر اپنا بندوبست کر لے۔ تو پانی اور دُوبستی ہم سے چھوٹ جائے اور مایار کے گرد کچی دیوار ہے، وہ لڑائی کے لیے بڑے موقع کی جگہ ہے۔ آپ اُس کا ضرور کچھ بندوبست کریں آپ نے مولانا کی یہ تجویز بہت پسند کی اور ملا لعل محمد اور ملا قطب الدین سے فرمایا کہ تم اسی وقت دو سو آدمیوں کے ساتھ جا کر اُس نالے پر اپنا مورچہ قائم کرو۔ ہم نے تم کو اس کام پر متعین کیا۔ ہم سے اور درانیوں سے کیسا ہی سخت مقابلہ پڑے۔ تم اس نالے کو نہ چھوڑنا۔

دُعا | آپ کے حکم سے رات بھر لشکر تیار رہا۔ تمام پیادہ و سوار رات بھر بیدار اور تھیار

ند یہ مقام اب بھی ہے۔ بڑا گاؤں ہے۔ غروبِ عام میں اُسے "مایار" کہتے ہیں۔ مایار بھی لکھا جاتا ہے۔
 یہ نالہ طبائی ندی ہے جو مروان درہوتی کے پاس سے گزرتی ہوئی مایار اور تورو کے پاس بہتی ہے۔ یہ ساری مقامات
 اس کتاب کی ندی کے کنارے پر واقع ہیں۔

باندھے ہر شیار رہے۔ صبح کی نماز میں بہ نسبت اور دنوں کے آپ کے ساتھ نمازیوں کی بڑی کثرت تھی۔ نماز کے بعد آپ نے بڑی دیر تک بنگے سر ہو کر بڑی گریہ وزاری اور عجز و انکسار کے ساتھ دعا کی۔ پور دگار کی جباری و قہاری اور اپنی ناقوانی و خاکساری کا ایسا بیان کیا کہ لوگوں پر رقت طاری اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

جو بھیں آپ نے دعا کر کے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرے، ایک شخص نے آپ کو سلام کر کے عرض کیا کہ میں مایار کے نامے پر سے ملا لعل محمد قندھاری کا بھیجا ہوا آپ کی اطلاع کو آئے ہوں کہ موضع جوتی میں ڈرائیوں کا نقارہ ہوا ہے، آپ پھر ہر شیار ہو جائیں۔ یہ سن کر آپ نے اپنے لشکر میں نقارہ بجانے کا حکم دیا اور لوگ اپنے ساز و سامان سے تیار ہو کر تور و کے میدان میں جمع ہو گئے۔ سید ابو محمد کی بیعت خلاص | سید ابو محمد صاحب نصیر آبادی آپ کی اہلیہ کے خال زاد بھائی، جو بانکوں میں مشہور تھے، اپنا گھوڑا امتحان پر چھوڑ کر پیادہ پا آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ میاں صاحب، جس روز سے میں آپ کے ساتھ اپنے گھر سے نکلا ہوں، آج تک میرا یہ خیال رہا کہ یہ میرے عزیز اور رشتے دار ہیں، میں بھی ان کے ساتھ رہوں۔ جو ان کو اللہ تعالیٰ کہیں عروج دے گا، تو ان کی وجہ سے میری بھی ترقی ہوگی۔ نہ میں آج تک خدا کے واسطے رہا اور نہ کچھ ثواب جان کر۔ مگر اب میں نے اس خیال فاسد سے توبہ کی اور از سر نو آپ کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے واسطے بیعت جہاد کرنے کو آیا ہوں۔ آپ مجھ سے بیعت لیں اور میرے واسطے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اس نسبت اور ارادے پر ثابت قدم رکھے۔ آپ نے ان سے بیعت لی اور ان کے واسطے دعا کی۔ اُس وقت تمام حاضرین پر رقت سے ایک عجیب حال واقع ہوا کہ ہر ایک کی آنکھ سے آنسو جاری تھے۔

دعا کے بعد سید ابو محمد صاحب آپ سے مصافحہ کر کے اپنے گھوڑے کی طرف چلے۔ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ انھوں نے پسیم اللہ کر کے اپنا دابنا پاؤں رکاب میں رکھا اور آواز بلند کیا کہ کما کہ سب بجاؤ، اس بات کے گواہ رہنا کہ آج تک ہم گھوڑے پر اپنی شان و

شوکت اور خواہش نفس کے لیے سوار ہوتے تھے۔ اس میں کچھ خدا کا واسطہ نہ تھا۔ مگر اس وقت ہم محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی و رضا جوئی کے واسطے بہ نسبت جہاد اس گھوڑے پر سوار تھے ہیں۔

جنگ کی ابتدا شام کو سردار سلطان محمد خاں اور اس کے بھائیوں پیر محمد خاں، سید محمد خاں اور بھتیجے حبیب اللہ خاں (پیر محمد عظیم خاں وزیر) نے قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی کہ ہم سید کے مقابلے سے کسی طرح متہ نہ موڑیں گے، پھر انھوں نے یہ قسم اپنے سب مشیروں اور افسروں سے لی۔ باقی لشکر کی قسم کے لیے انھوں نے دو طرف نیزے گاڑ کر ایک دروازہ سا بنایا۔ اس میں ایک لنگی باندھ کر کلام اللہ لٹکایا۔ اس کے نیچے سے سارا لشکر نکل کر میدان میں آیا۔

پچھلی رات کو کوچ کا تقارہ ہوا۔ موضع ہوتی کے لوگوں کا بیان ہے کہ اکثر درانی شراب پی کر اور خرب مست ہو کر اور کمر باندھ کر اور گھوڑے کھینچ کر تیار ہوئے۔ جب دوسرا تقارہ ہوا، تب چاروں سردار اس دروازے سے نکلے اور دروازے کے کنارے ایک طرف کھڑے ہوئے تاکہ سب کو اپنے سامنے اس دروازے سے نکالیں۔ پھر آگے پیچھے تمام لشکر نکلا۔ وہاں انھوں نے تمام لشکر کے چار غول رکھے: تین سواروں کے، ایک پیادوں کا۔ پیادوں کی ٹبالیں میں افسر کیول نام فرنگی تھا۔ اس ٹبالیں میں چھوٹی چھوٹی دو توپیں تھیں۔ سواروں کے ایک غول میں پیر محمد خاں سردار تھا، ایک غول میں حبیب اللہ خاں، ایک غول میں خود سردار سلطان محمد خاں اور دو ضرب توپ تھیں۔ جب چار غول جدا جدا مقرر ہو چکے اور تیسرا تقارہ ہوا، تب لشکر کا وہاں سے کوچ ہوا۔

اس عرصے میں ایک سوار با داذ بلند مجاہدین کے لشکر میں پکارتا ہوا آیا کہ بھائیو، خبردار اور ہوشیار ہو جاؤ، درانیوں کا لشکر آتا ہے اور حضرت سے عرض کیا کہ نالے پر ملا لعل محمد کے ساتھ آدمی کم ہیں لشکر قریب آگیا ہے، ایسا نہ ہو کہ نالہ اُن سے چھوٹ جائے۔ یہ خبر سن کر آپ وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور جناب باری میں نہایت الحاح و زاری سے دعا کی۔ پھر گھوڑے

پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔

جب ثور و اور مایار کے درمیان نالے پر پہنچے اور لوگ اترنے لگے، وہاں ایک جگر پانی کم تھا۔ دائیں بائیں گھبراتھا کہ کمر تک پہنچتا تھا۔ نالے کو پار کرنے میں صف کی ترتیب و انتظام قائم نہ رہا۔ نالہ پار ہونے کے بعد پھر صفوں کی ترتیب قائم ہو گئی۔ ادھر سے توپ چلی اور لوگ نالے اتر کر پار ہوئے۔ آپ نے باواز بلند پکار کر کہا کہ سب بھائی، جو سنتے ہیں، وہ گیارہ گیارہ بار سورۃ ایلان پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیں اور شکر میں سب بھائیوں سے یہی کہ دیں اور جن کو یاد ہو، یہ دُعا پڑھتے ہوئے چلیں: "اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَ ذَلِّزْ اَقْدَامَهُمْ وَ شَتِّتْ شَمْلَهُمْ وَ فَرِّقْ جَمْعَهُمْ وَ خَرِّبْ بَنِيَانَهُمْ وَ خُذْهُمْ اَخْذَ عَزِيزٍ مُّقْتَدِرٍ۔"

ہدایت | پھر آپ نے رسالدار عبدالحمید خاں صاحب کو بلا کر فرمایا کہ تم اپنے سواروں کو لیے ہوئے ہم لوگوں کی بائیں جانب پشت پر رہو اور تم بغیر ہمارے ہتھ نہ کرنا۔ شاہینچیوں کے جمہدار شیخ عبداللہ سے فرمایا کہ تم لوگوں کے برابر بائیں طرف اور سواروں کے آگے رہو۔

پھر آپ آہستہ آہستہ آگے کو روانہ ہوئے۔ جب موضع مایار کے برابر پہنچے، تو مخالفین کا لشکر سامان نظر آنے لگا۔ ادھر سے دو توپیں چل رہی تھیں اور لشکر کے چار غول تھے: تین سواروں کے اور ایک پیادوں کا۔ آپ نے اپنے لوگوں سے صف باندھنے کے لیے فرمایا اور سب سے کہ دیا کہ خبردار، کوئی بھائی ہم سے آگے نہ بڑھے اور نہ ہماری اجازت کے بغیر بدوق چلائے۔

"مجاہدین کی تین صفیں تھیں۔ اگلی اور پچھلی میں تو ہندوستانی تھے، بیچ کی صف میں ملکی لوگ تھے۔ ہر صف میں اتنے فرق سے آدمی کھڑے تھے کہ بندوچی با فراغت بدوق بھر کر بھرماری کر سکے۔ آپ نے فرمایا کہ بجائے دوڑنا حرام مسجد کرتیز قدمی کے ساتھ اسی طرح صف باندھے ہوئے توپوں کی طرف روانہ ہو، اس لیے کہ دوڑنے سے آدمی کی سانس پھول جاتی ہے اور وہ تھک کر

رہ جاتا ہے اور کسی کام کے لائق نہیں ہوتا۔ یہ بھی یاد رکھو کہ توپ کی آواز ہوتی تو ہے بڑی ٹہیب اور ڈراؤنی، لیکن ایک گولہ ایک آدمی کے سوا کسی کی جان نہیں لے سکتا، بشرطیکہ معقول میں حسنسل واقع نہ ہو۔

شکر کے مخلصین | اس عرسے میں پئے درپئے دو گولے اس طرف سے پٹا کھا کر آئے اور صفوں کے اوپر ہو کر بچل گئے۔ لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ ابھر سے گولے آتے ہیں، آپ گھوڑے سے اتر پڑیں۔

یہ حال بیچ کی صف کے ٹپکوں نے دیکھا کہ گولے آتے ہیں اور آپ اپنے گھوڑے سے اتر گئے ہیں۔ وہ تمام ٹپکی درپردہ سردار سلطان محمد خاں سے بٹے ہوئے تھے۔ یہ حال دیکھ کر مارے خوف کے وہاں سے کھسکنے لگے۔ کوئی بستی کی دیوار کی آڑ میں جا کھڑا ہوا اور کوئی ناسے کے نشیب میں۔ فقط آپ کے لشکر کے سوار اور پیادے اور رفیقوں کے سوار و پیادے کم و بیش دو ہزار رہ گئے۔ فتح خاں پنجابری، گھڑیالہ کے منصور خاں، شیوہ کے دونوں بھائی شکار خاں اور اند خاں، کلابٹ کے اسماعیل خاں، گرٹھی امانی کے سردار خاں، اکوڑے کے خواص خاں خٹک اور ان کے عزیزوں میں شہباز خاں خٹک، زیدے کے فتح خاں، تورو کے دلیل خاں، ٹوند خور کے نسیم خاں، کوٹھے کے ملا سید امیر آخوند زادہ، ٹوپئی کے ملا بہار الدین، ڈاگئی کے ملا باقی، ان کے علاوہ اور ملا و طالب علم آپ کے ساتھ شریک رہے۔

پہلا شہید | کالے خاں افغان قوم آفریدی ساکن مڑش آباد، جو چھتر بانی کے بعد سے ناراض ہو کر پہلے گئے تھے اور زادم ہو کر پھر آئے تھے اور سید صاحب کے ساتھ ہی رہا کرتے تھے، گھوڑے پر سوار صف کے آگے دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں پھرتے تھے۔ اور لوگوں سے کہتے تھے کہ بھائیو، صف کے برابر جیسے چلو۔ ناگہاں ادھر سے ایک گولہ پٹا کھا کر آیا اور ان کے بائیں پہلو میں لگا اور وہ

لحد منظور۔
 ۱۔ منظورہ السداد میں ہے کہ کالے خاں سامنے آئے، تو سید صاحب نے عبد اللہ والیہ کا گھوڑا، جو سبزہ رنگ تھا، ان کو دیا۔ اس کی تمام تھلے ہی انھوں نے لگا کر انش، اللہ اپنا سر توب کے منہ میں سے روکا۔

گھوٹے پرست زمین پر گرے لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ کالے خاں کے گونہ لگا۔ آپ نے سن کر "إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ" پڑھا۔ صفت کے لوگ آہستہ آہستہ جیسے ہوئے آگے چلے جاتے تھے۔ جب کالے خاں کے قریب پہنچے، تو لوگوں نے دیکھا کہ قدرے جان باقی ہے۔ گولے سے پہلو نہیں بھٹوٹا، مگر ایک نیلا داغ پڑ گیا ہے۔ کالے خاں نے آہستہ سے کہا کہ میرے بازو پر تعویذ ہے، اُس کو کھول لو۔ کسی نے وہ تعویذ کھول لیا۔ کالے خاں وہیں رہے اور صفت آگے نکل گئی۔

"انہیں گولوں سے شکرِ اسلام کا ستھ اور کریم بخش گھاٹم پوری، جو سید صاحب کے لیے کھانا پکا کر میں باندھے ہوئے تھے اور چند لوگ شہید ہوئے۔"

ایک فقیر، جن کو قلندر کا بیلی کہتے تھے، چند روز سے شکرِ اسلام میں مقیم تھے۔ وہ قدسی کی مشورہ نصرت کی تضمین ع۔۔۔ "یا رسول عربی، شاہسوار مدنی"۔۔۔ بڑی خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے۔ سید صاحب بھی اُن سے بڑی بشاشت کے ساتھ فارسی میں گفتگو فرماتے تھے۔ وہ صفت سے چار قدم آگے کھڑے تھے۔ اُنھوں نے باب حریف کی توپ کی آواز سنی، تو اپنی جگہ سے اچھل کر رقص کرنے لگے اور کچھ زبان سے کہا، جس کو قریب کے آدمیوں نے سنا۔ اتنے میں ایک گولہ اُن کے پاؤں کے پاس آکر گرا اور اُس سے اس قدر غبار اٹھا کہ قلندر اُس میں چھپ گیا۔ لوگ سمجھے کہ شہادت پائی۔ جب غبار چھا، تو قلندر برآمد ہوا۔ وہ اپنی گدڑی اپنے ہاتھ سے نچا آتا تھا اور مست تھا۔^{۱۰}

مجاہدین کی رجز خوانی | مولوی سید جعفر علی لکھتے ہیں کہ اس وقت دو شخص جنگ کی تحریض و تحریریں کر رہے تھے اور اُن کی آواز اس وقت بڑی دلکش اور مؤثر تھی، ایک امان اللہ خاں طبع آبادی جو مہتمم آدمی تھے۔ لیکن نہایت جری اور شجاع، وہ اس طرح بہادری، ثابت قدمی اور دلاوری کی باتیں کرتے تھے کہ بزدل سے بزدل انسان بھی اُن کی باتیں سن کر جنگ پر آمادہ ہو جاتا۔ دوسرے شیخ ریاست علی موہانی جو مولوی خرم علی کے رسالہ جہادیتہ کے اشعار بڑے جوش و اثر کے ساتھ پڑھ رہے تھے۔

مفسر کہ | آگے بڑھ کر سید صاحب نے نئے سرہو کر کمال مجز و ناری سے پھر دعا کی کہ الہی، ہم

عاجز و ضعیف بنائے ہیں۔ تیرے سوا ہمارا کوئی حافی و مددگار نہیں ہے، جو ہم کو بچائے۔ ہم نے اُن کو بہتر سمجھایا کہ تم ہم مسلمانوں سے نہ لڑو، مگر انھوں نے نہ مانا اور ٹوٹا دیا، بیٹا ہے، ہمارے دلوں کے بھید کو جانتا ہے۔ اگر تیرے علم میں ہم حق پر ہوں، تو ہم ضعیفوں کو قہیاب کر اور جو حق پر ہوں، تو اُن کو۔

اس غر سے میں اُن کے چار غولوں میں سے ایک نے، جس میں دو توپیں چلتی تھیں، گھوڑوں کی باگیں اٹھا کر حملہ کیا، اس بہت سے کہ تلواریں ننگی علم کیے، ڈاڑھیاں دانتوں میں دلبے، دائیں بائیں منہ پھیرے۔ سید کجاست؟ سید کجاست؟ کہتے ہوئے چلے۔ جب اتنے قریب آ پہنچے کہ چالیس پچاس قدم کا فاصلہ رہ گیا، سید صاحب نے اپنے رفل بردار سے رفل لیا اور باواز بلند بجیر کر سر کیا۔ اس کے ساتھ ہی تمام غازیوں نے تکبیر کر کر ایک باڑھ ماری اور حملہ کر دیا، مگر وہ کسی طرح نہ رُکے۔ دفعۃً آکر گڈا ہر گئے۔ غازیوں نے اُن کو بھر ماری پر رکھ لیا۔ جڑی ترقابین مارتے تھے، بند وچی بند وچی، تلوار والے تلوار، اور گنڈا سے والے گنڈا سے۔ خدا کی مدد سے اُن کا منہ پھر گیا۔ سید صاحب نے فرمایا کہ ہاں، سواروں سے کہ دو کہ تم بھی ہڈ کر کے اُن کو لو۔ کسی نے کہا کہ سوار تو اول ہی شکست کھا کر، معلوم نہیں، کہاں چلے گئے۔

لے یہ سوار پیادہ فرج کی پشت پر تھے۔ درانیوں کا ایک ٹرل اُن کی طرف بڑھا اور دونوں طرف کے آدمی لیک دوسرے میں گڈا ہو گئے۔ مکی سوار بھاگ کھڑے ہوئے۔ ساری نڈائی ہندوستانی سواروں پر پڑ گئی۔ رسالدار عبدالحمید خاں بڑی شجاعت اور جوانمردی سے لڑتے رہے۔ زخمی ہو کر گرے۔ سید موسیٰ، سید طویل بریلوی بھی زخمی ہوئے۔ تین ہزار درانیوں کا مقابلہ پانسو ہندوستانی سواروں سے تھا۔ آخر ہندوستانی سوار متفرق ہو کر درانیوں کے مجمع سے نکل آئے۔ درانیوں نے کچھ درانی کا تہا کیا، پھر اپنے لشکر کی طرف واپس گئے۔

مسطورہ میں ہے کہ جب وقت سید صاحب کی جماعت پر درانی سواروں اور پیادوں کا حملہ ہوا، چونکہ اُن کا ہجوم بہت تھا اور سید صاحب کے ساتھ کے پیادے تھکے تھے، حاجی عبدالرحیم خاں مرحوم جو ایک مرد دلیر و شجاع اور سید صاحب کے محب جان ہوا تھے، فرط محبت سے تاب نہ لائے اور سواروں کو ہٹا کر کہا کہ عزیزو، درانیوں کے اس انبرہ عظیم نے امیر المومنین کی جماعت طویل پر حملہ کیا ہے۔ اگر آپ ہی نہ سہے، تو زندگی کا کیا مزہ؟ آؤ، بائیں جانب سے حملہ کریں۔ یہ سوار چونکہ تعداد میں تھکے تھے اور درانی تین ہزار تھے کہ نہ تھے، مقابلہ کی تاب نہ لاسکے اس حالت میں حاجی عبدالرحیم سید ابو محمد، شیخ عبدالعظیم وغیرہ نے شہادت پائی اور سید موسیٰ اور رسالدار عبدالحمید خاں سخت زخمی ہو کر گھوڑے کی پیٹھ سے گرے۔ درانی سوار جتنی بار پیادوں کے مقابلے سے ہار جاتے تھے، انہیں سواروں پر گتے تھے۔ ۱۲ منہ

یہ سن کر آپ خاموش ہو گئے۔ شیخ ولی محمد صاحب نے مولانا محمد اسماعیل صاحب سے کہا کہ اپنے سوار تو شکست کھا گئے۔ اب چل کر ان کی توہیں لیں شیخ صاحب اور مولانا نے کوئی ڈیڑھ سو غازیوں کے ساتھ ان کا تعاقب کیا اور قواعد بھرماری پر رکھ لیا، ادھر ان کا ایک دوسرا غول اُسی ہیئت کے ساتھ ”سید کجاست؟ سید کجاست“ کہتا ہوا اور اسی طرح گڈمڈ ہو گئے۔

سید صاحب کی شجاعت | اُس وقت سید صاحب کے ساتھ کم و بیش پانسو غازی ہوں گے، باقی جا بجا متفرق ہو گئے۔ آپ کا حال یہ تھا کہ دائیں بائیں سے دونوں رفل بردار رفل بھر بھر کر دیتے تھے اور آپ دونوں طرف سے سر کرتے تھے۔ داہنے طرف والے کا سینہ داہنی جانب رکھ کر اور بائیں طرف والا بائیں جانب رکھ کر، چہرے پر خوف و ہراس کا نشان نہ تھا۔ یہ غول بھی بالآخر پسپا ہوا۔ پچاس پچاس، ساٹھ ساٹھ مجاہدین ہر غول کے تعاقب میں گئے۔ سید صاحب بھی پچاس ساٹھ آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ ایک غول کے پیچھے بندوقیں سر کرتے ہوئے چلے جاتے تھے۔

ادھر چھ سات سو سواروں کا ایک اور پراکھڑا تھا۔ انھوں نے دیکھا، تو گھوڑوں کی بائیں اٹھا کر سید صاحب کی جماعت پر حملہ آور ہوئے۔ آپ اُس وقت ایک اور غول کے تعاقب میں مشغول تھے۔ میاں خدابخش رامپوری نے تین یا چار بار پکار کر کہا کہ حضرت، سواروں کا ایک غول اس طرف بھی آتا ہے۔ یہ بات سن کر ایک غازی نے کہا کہ چپ رہو، آنے دو، حضرت کا نام نہ لو۔ یہ آواز سن کر آپ بھاگنے والے غول کا تعاقب چھوڑ کر بڑی چستی اور چالاکی کے ساتھ اُس آنے والے غول کی طرف پلٹ پڑے۔ یہ غول بھی اُسی ہیئت کے ساتھ ڈاڑھیاں دانتوں میں دابے، تنگی تلواریں غلم کیے سید کجاست؟ سید کجاست؟ کہتے ہوئے گڈمڈ ہو گیا۔ سید صاحب نے انہیں پچاس ساٹھ غازیوں کے ساتھ بندوقوں، قرابینوں، تلواروں اور گنڈاسوں پر رکھ لیا۔ تائید الہی سے وہ پسپا ہوئے اور دس بارہ غازیوں نے ان کا پیچھا کیا اور آپ کے ہمراہ دس بارہ غازی رہ گئے۔

ایک لڑکے کی جرأت | تیرہ، پچودہ برس کے ایک لڑکے کے پاس گنڈا سا تھا جس کو ملکی لڑک

گُفر چٹ کتے تھے۔ اُس لڑکے نے لپک کر ایک سوار پر وار کیا۔ گنڈا سے کی نوک خمدار تھی اس سوار کی زرہ میں اٹک گئی۔ سوار بھاگا۔ لڑکا دونوں ہاتھوں سے اپنا گنڈا سا پکڑے ہوئے کھپا چلا جاتا تھا اور پشت تو زبان میں کھتا تھا کہ "لڑکا گُفر چٹ نے یوڑو، لڑکا گُفر چٹ نے یوڑو، یعنی، ہمارا گُفر چٹ یہ شخص لیے جاتا ہے۔ اس کا یہ حال دیکھ کر کئی غازیوں نے اس سوار پر بندوقیں سرکیں۔ آخر اُس کے ایک گولی لگی اور گھوڑے سے زمین پر گرا اور گنڈا سے کی نوک اُس کی زرہ سے چھوٹ گئی۔ اس لڑکے نے اُس گنڈا سے اُس کا خاتمہ کیا۔

مولانا محمد امین اور اس عرصے میں تین چار توپیں سر جوئیں اور دُرانیوں کے سواروں کے غول شیخ ولی محمد صاحب کا کازنا پر اگندہ ہو کر بھاگے۔ لوگوں نے سمجھا کہ مولانا اور شیخ ولی محمد صاحب نے دُرانیوں کی توپوں پر قبضہ کر لیا۔ سید صاحب نے آپ کے پاس آدمی بھیجا کہ آپ وہاں نہ ٹھیرے جلد توپیں لے کر ہمارے پاس آجائیے۔ اُنھوں نے اگر بیان کیا کہ ہم نے سواروں کا تعاقب کیا۔ اور اُن کو بھرماری پر رکھ لیا۔ وہ سوار بدحواس ہو کر بھاگے جب وہ توپوں کے قریب پہنچے، تو وہ توپ والے بھی اُن کا یہ حال دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور ہم نے اُن کی توپوں پر قبضہ کیا۔ توپ بھرنے کا سامان وہ اپنے ساتھ لیتے گئے۔ اُس وقت نواب خاں لنگڑے گنتی والے وہاں موجود تھے۔ اُن کا لٹو بالکل سُنبے کی طرح تھا۔ اُن سے اُن کا لٹو اور شیر محمد خاں سے توڑالے کر چار فیڑ سرکیے جس سے اُن کا غول پر اگندہ ہو گیا۔

مولانا امین صاحب نے فرمایا کہ کئی دُرانی سوار مجھ تک آئے۔ میں نے (اپنی زخم خوردہ انگلی کی وجہ سے) جتنے بار اپنی چھماقی بندوق چلائی، اُس کے پتھر نے خطا کی۔ جب کئی بار یہی صورت پیش آئی، تو مجھے گمان ہوا کہ میری شہادت کا وقت آگیا۔ یہ دیکھ کر حافظ وجیہ الدین صاحب نے اپنی فقیلے دار بندوق سے حملہ آور سوار کو قتل کیا۔

اے یاد ہر گاہ کہ کچلی کی جنگ میں مولانا کی دائیں ہاتھ کی چنگلیا زخمی ہو گئی تھی۔ اس کی وجہ سے وہ سبیل پورے طور پر کام نہیں کرتی تھی اور بندوق کا بھرنہ مشکل تھا۔ اسی بنا پر جنگ کے وقت اکثر اپنے ساتھ کار توس رکھتے تھے۔ اکثر اذراہ و ظرافت اپنی اس چنگلیا بچے متعلق فرماتے تھے کہ یہ میری دوسری انگشت شہادت ہے۔ (منقولہ)

دُرانیوں کی ہزیمیت | اس عرصے میں دُرانیوں کے سوار جو جا بجا پراگندہ اور منتشر ہو گئے تھے، اپنی پہلی صفِ گاہ پر پرا بازہ کر کھڑے ہو گئے۔ سید صاحب نے اُن کی جمعیت دیکھ کر سر پر ہنہ ہونکر آبادِ بلند دُعا کی۔ پھر مولانا سے فرمایا کہ میاں صاحب، آپ جا کر شاہینیں سرکرائیں۔ مولانا نے جا کر اُونٹوں پر سے شاہینیں اُتروائیں اور زمین پر قطارِ بازہ کر رکھوائیں اور ہر شاہین پر چار چار غازی متعین کیے اور اجازت دی کہ ڈیوڑھ مارو۔ شاہینوں کی اتنی گولیاں پڑتی تھیں، مگر سواروں کا غول اُسی طرح جوا کھڑا تھا۔ سید صاحب توپوں کے پاس گئے۔ شیخ مولابخش الہ آبادی نے توپ بھر کر دُرانیوں کی طرف لگا رکھی تھی۔ آپ کی اجازت کا انتظار تھا۔ آپ نے جھک کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ توپ دُرانیوں کے نشان کے سامنے ہے۔ آپ نے اُس کا پیچ تھوڑا سا پھیر کر فرمایا کہ اب سر کرو۔ شیخ مولابخش نے آگ دی اور اُس فیر میں نشان بردار اڑ گیا اور وہ غول پراگندہ ہو گیا۔ دوسرے یاتیسرے فیر میں دُرانی پسپا ہو کر بھاگے۔ جب تک وہ توپ کی زد پر رہے شیخ ممدوح توپ چلاتے رہے؛ جب دُور نکل گئے، تب توپ چلائی موقوف کی اور شاہینیں بھی بند ہوئیں۔

جنگ کے اختتام پر | معرکہ جنگ سے فاسخ ہو کر مجاہدین، جو بہت پیاسے تھے، اس تالاب پر آئے جو مایار کے قریب دائیں ہاتھ کو تھا۔ تالاب کا پانی دُھوپ سے گرم تھا، لیکن شدتِ تشنگی میں مجاہدین اسی سے اپنی پیاس بجھانے لگے۔ اتنے میں گاؤں کے لوگ پانی کے گھڑے بھر بھر کر لائے اور غازیوں کو سیراب کیا۔

اسی عرصے میں پراگندہ اور منتشر لوگ بھی جمع ہونا شروع ہو گئے۔ شاہین و نقارہ بھی وہیں آگیا۔ اس تالاب پر دیر تک سید صاحب اور مجاہدین نے قیام کیا۔ یہ بھی خیال تھا کہ چونکہ دُرانی سوار تعداد میں زیادہ ہیں، اگرچہ شکست کھا کر دُور تک چلے گئے ہیں، لیکن کیا محب ہے کہ اُن کے سواروں میں سے کوئی جُرات سے کام لے کر پھر ٹپٹ پڑے جب آفتاب ڈوبنے لگا اور دشمن زیادہ فاصلہ طے کر چکے، تو آپ نے مایار کی گڑھی کی طرف مراجعت فرمائی۔

رغیوں کی سرہم ٹپی | مولوی منظر علی عظیم آبادی زغیوں کو جمع کرنے، نمازِ جنازہ پڑھنے اور شہداء کی تدفین

کے لیے مقرر ہوئے۔ تمام زخمی مایار کی گڑھی میں جمع کیے گئے۔ جراح حاضر ہوئے اور وہ زخموں کے سینے اور مرہم پٹی میں مشغول ہوئے۔ مغرب کی نماز گڑھی مایار میں ہوئی۔

بولوی جعفر علی صاحب لکھتے ہیں: لوگ اگرچہ صبح سے بھوکے تھے، لیکن فتح کی خوشی سے کھانے سے بے پروا اور آسودہ تھے۔ دن بھر کے تھکے ہاتھ دے ہونے کی وجہ سے اکثر لوگ پڑ کر سو گئے لیکن جراحوں کو زخموں کے سینے اور مرہم پٹی سے فرصت نہ تھی۔ عام طور پر لوگ سو رہے تھے۔ چراغ کپڑے والا اور روشنی دکھانے والا بھی بڑی مشکل سے ملتا تھا۔ نَعَا سًا يَغْشَى طَائِفَةً مِنْهُمْ كَالْمُنْظَرِ عَلَانِكُمْ

بے اختیار بند بند ہو رہا تھا حتیٰ نصف شب کے بعد زخموں کے سینے اور مرہم پٹی سے فریفت ہوئی۔



جنگ مایار

میدان جنگ | سید صاحب اس وجہ سے گڑھی امان زنی کو چھوڑ کر تور و پنچے تھے کہ دہانیوں کا رخ مردان کی طرف تھا اور وہ اداٹی پر تلے ہوئے نظر آتے تھے۔ تور و مردان سے چار میل جنوب میں ہو گا۔ دونوں کے عین وسط میں مایار ہے، جس کی مغربی سمت کے میدان میں گھسان کی جنگ ہوئی تھی۔ لہذا یہ مایار کی جنگ کہلائی۔ بعض صحابہ اسے ضلع تور و کی جنگ کہا، یقیناً اس لیے کہ مایار کے مقابلے میں تور و زیادہ مشہور و ممتاز مقام تھا اور میدان جنگ سے قریب واقع تھا یا اس لیے کہ سید صاحب نے جنگ مایار کے لیے تور و کو بوجہ قرب مرکز بنایا تھا۔

سید صاحب خود تو غازیوں کے بڑے جتھے کے ساتھ تور و میں مقیم ہوئے۔ قندھاریوں اور ننگریوں کی ایک جماعت کو گڑھی مایار میں بٹھا دیا۔ درانی اگر ہوتی مردان سے تور و پر پیش قدمی کرتے تو مایار کے غازی انھیں روک سکتے تھے۔ جا بجا پیروں کا انتظام بھی کر دیا۔

پہلی جھڑپ | مولانا شاد اسماعیل کے پنچنے سے دوسرے دن سید صاحب کے طلایہ گرد سواروں نے طلاع دی کہ درانیوں کی فوج گڑھی مایار پہ چلے گئے ارادے سے نکلی ہے۔ سید صاحب اس وقت مسجد میں بیٹھے ہوئے فرما رہے تھے :

”اللہ تعالیٰ کا کارخانہ دیکھیے۔ ہم ہندوستان سے ہجرت کر کے آئے کہ مسلمانوں کو متفق کر کے کافروں سے جنگ کریں۔ بڑے افسوس کی جگہ ہے کہ کفار تو درکنار یہ مسلمان ہی ہمارے مخالف اور دشمن جانی بن گئے اور ہم سے لڑنے کے لیے تیار ہو گئے۔ ہم تو ہرگز نہیں چاہتے کہ ان سے لڑیں۔ چنانچہ سلطان محمد خاں کو بار بار سمجھایا۔ لیکن نفس و شیطان نے اس کو شر و فساد پر اس درجہ آمادہ کر دیا کہ کچھ اس کے ذہن میں نہ آیا۔ خیر، مشیت اگر یونہی ہے تو ہم ناچار

ہیں، جو کچھ ہوگا، دیکھ لیں گے۔“

درانیوں کے نکلنے کی خبر سنتے ہی سید صاحب نے شتری نقارہ بجا کر کوچ کا حکم دے دیا۔ میدان میں پہنچے تو خضر خاں مایار سے یہ خبر لایا کہ درانیوں نے کچھ آدمی بھیج کر گڑھی پر گولیاں چلوائی تھیں۔ جب گڑھی سے جواب میں باڑھیں ماری گئیں تو درانی واپس چلے گئے۔ سید صاحب دید تک میدان میں ٹھہرے رہے کہ ممکن ہے درانیوں کی مراجعت جنگی چال پر مبنی ہو اور بے خبر پاکر وہ دوبارہ حملہ کر دیں۔ جب یقینی طور پر اطلاع مل گئی کہ فوری حملے کا کوئی اندیشہ نہیں تو سید صاحب پیروں کا انتظام کر کے تورو چلے آئے۔

صبح جنگ | آپ نے حکم دے دیا تھا کہ پیادوں اور سواروں میں سے باری باری آدھے سوار اور آدھے جاگتے رہیں۔ اس حکم پر پورے اہتمام سے عمل ہوا۔ دوسرے روز نماز فجر ادا کرنے کے بعد سید صاحب نے ننگے سر ہو کر عاجزی سے دعا کی۔ پھر غازی کھانا پکانے میں لگ گئے۔ عین اس حالت میں ملاعل محمد قندھاری کے ایک آدمی نے یہ خبر پہنچائی کہ درانی فوج میں کوچ کا پہلا نقارہ بج چکا ہے۔ اس پر پیچھے مایار ایک اور آدمی آگیا کہ درانی فوج میں دوسرا نقارہ بھی بج چکا ہے۔ غازی کھانے سے بے پروا ہو کر فوراً تیار ہو گئے۔ اس وقت سید صاحب کے پاس مندرجہ ذیل ملکی خوانین و علما موجود تھے:

(۱) فتح خاں (پنجتار) (۲) منصور خاں (گھڑیالہ) (۳) آند خاں (شیوہ) (۴)

مشکار خاں (شیوہ) (۵) اسماعیل خاں (کھلاہٹ) (۶) سرور خاں (امان زئی) (۷)

خواص خاں (اکوڑہ خٹک) (۸) شہباز خاں (اکوڑہ خٹک برادر زادہ خواص خاں) (۹)

فتح خاں (زیدہ) (۱۰) دلیل خاں (تورو) (۱۱) نسیم خاں (لوند خور) (۱۲) قاضی سید امیر

(کوٹھا) (۱۳) ملا بہادر الدین (ٹوپی) (۱۴) ملا باقی (ڈاکٹی)۔

فریقین کی جنگ | میں جس حد تک تحقیق کر سکا ہوں درانی فوج اس وقت بارہ ہزار تھی۔

وقت

ہزار پیادے اور آٹھ ہزار سوار۔ ان کے پاس دو بڑی اور چار چھ توپیں تھیں۔ سید صاحب کے پاس غازیوں کے علاوہ ملکی آدمی بھی تھے۔ ان سب کی مجموعی طاقت ساڑھے تین ہزار سے زیادہ نہ تھی۔ سوار صرف پانچ سو تھے۔ توپ کوئی نہ تھی۔ سید صاحب نے

خواہاں بھی نہ تھے اور انھیں لڑائی کا خیال بھی نہ تھا۔ جب لڑائی ناگزیر ہو گئی تو امب کے محاذ سے توپیں اٹھا کر لانے کا کوئی موقع ہی نہ رہا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ سید صاحب نے اس امر کو مشرقی خطہ دفاع کی مصلحتوں کے خلاف سمجھا ہو۔

مایار اور تورو کے درمیان نالہ بہتا ہے جس کا نام ”چھلپانی“ ہے۔ سید صاحب نے پیادوں کی صف بندی شروع میں کر دی تھی۔ نالہ عبور کرتے وقت صف بندی قائم نہ رہ سکی۔ پانی کمر تک آیا۔ دوسرے کنارے پر پہنچ کر صفیں پھر درست کر لی گئیں۔ تین صفیں تھیں۔ اگلی اور پچھلی صف میں ہندوستانی غازی تھے۔ بیچ کی صف میں ملکی تھے۔ سواروں کو پیادوں کی صفوں کے بائیں جانب پیچھے رکھا تھا۔ ان سے آگے شاہین داروں کا جیش تھا، جس کے سر عسکر شیخ عبداللہ رام پوری تھے۔ سواروں کو تاکید کر دی گئی تھی کہ جب تک حکم نہ ہو، قطعاً حملہ نہ کریں۔ قندھاری اور ننگرہاری یا تو مایار میں تھے یا چھلپانی کے کنارے جا بجا پرول پر غازیوں نے پیش قدمی کی تو ہندی والے غازی بھی ساتھ مل گئے ہوں گے۔

کالے خاں شمس آبادی | شمس آباد ستر کے کالے خاں ایک نہایت مختص غازی تھے۔ کئی لڑائیوں میں شریک رہے۔ چھتربائی پر جو حملہ حافظ عبداللطیف نے بہ طور خود کرا دیا تھا، اس میں بھی شامل تھے۔ یاد ہو گا کہ اس حملے میں سیڑھی بھی استعمال کی گئی تھی، جو چھوٹی تھی۔ اتفاق سے جو غازی اس سیڑھی پر سب سے پہلے چڑھا، اس کا قد چھوٹا تھا۔ اول سیڑھی چھوٹی، دوسرے غازی کا قد چھوٹا۔ چھتربائی کی دیوار تک پہنچنا مشکل ہو گیا اور حملہ ناکام رہا۔ کالے خاں خوب لمبے قد کے تھے، انھیں خیال ہوا کہ اگر میں پہلے چڑھتا تو ہاتھ بڑھا کر منڈیر پکڑ لیتا اور میرے چڑھ جانے کے بعد دوسرے غازیوں کے لیے اوپر جانے کی کوئی صورت

لے دیتا تھا۔ میں نے یہ کہہ دیا کہ ذرا غصہ نہ کرنا، میں ہزار تھی اور سید صاحب کے پاس کلیوں سمیت بارہ ہزار آدمی تھے۔ میں دیکھتا ہوں کہ یہ مبالغہ آمیز شنید یا سرسری تخمینہ ہے۔ اس کے مقابلے میں مجھے ”مستطردہ“ کا بیان زیادہ ترین قیاس معلوم ہوا۔ ”دقائق“ میں یہ بھی ہے کہ یار کی طرف بڑھتے ہی توپوں کے گولے آنے لگے تو اکثر ملکی اور مراد صاحب گئے اور سید صاحب کے ساتھ تخمیناً دو ہزار آدمی رہ گئے۔ خدائے ایک لمحہ کے لیے بھی ساتھ نہ چھٹا۔ بیلو نے کھا ہے کہ پیادے پانسو تھے اور سب کے سب ہندوستانی تھے۔ سوار پندرہ سو تھے اور ان میں زیادہ تر ملکی تھے۔ یہ بیان بھی صحیح نہیں۔

نکل آتی۔ بس اسی واقعہ سے دل برداشتہ ہو کر واپسی کا فیصلہ کر لیا۔ غازیوں نے بھی سمجھایا، سید صاحب نے بھی نصیحت فرمائی، کالے خاں پر کچھ اثر نہ ہوا۔ لاہور یا امرتسر میں ان کا ایک پُرانا رفیق ملازم اس نے قصہ سن کر کہا کہ ہم تو سید صاحب کے پاس پہنچنے کے لیے دعائیں مانگ رہے ہیں۔ تم بڑے کم نصیب ہو کر انہیں چھوڑ کر چلے آئے، کالے خاں پر اتنا اثر ہوا کہ فوراً ایک یا دو خریدو اور واپس ہو گئے۔ سید صاحب امب سے پنجتار آگئے تھے کہ کالے خاں بھی پہنچ گئے۔ جاتے ہی عرض کیا کہ یا بھائی کو دے دیجیے، میں سارا دھول آپ ہی کی خدمت میں گزارنا چاہتا ہوں۔ سید صاحب نے ان سے وعدہ فرمایا کہ جنگ ہوئی تو گھوڑا دھول چنانچہ جنگ مایار کے دن عبداللہ والیا کا گھوڑا کالے خاں کو دے دیا۔ انھوں نے رکاب میں پاؤں رکھا اور بولے کہ ضرورت پڑی تو اپنا سر بھی دشمن کی توپ کے منہ میں دے دوں گا۔

پیادوں اور سواروں | مولوی فتح علی سواروں میں شامل تھے۔ اچانک انھیں خیال آیا کہ مقابلہ جنگ میں بدل

شامل ہو جاؤں تاکہ سید صاحب کے پاس رہوں۔ چنانچہ ذرا خدمت والا میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں سواروں کے نم میں زیادہ مشاق نہیں ہوں، میرا گھوڑا کسی ایسے بھائی کو دے دیجیے جو میدان جنگ میں اس سے بہتر کام لے سکے اور ساتھ ہی میرے ہیلے دار سید اسماعیل راے بریلی سے فرما دیجیے۔ سید صاحب نے مولوی فتح علی کی درخواست منظور فرمائی۔ پھر سب غازیوں کو حکم دے دیا کہ جو بھائی سواری میں زیادہ طاق ہو، وہ اپنا گھوڑا دوسرے کو دے دے۔ چنانچہ مولوی فتح علی عظیم آبادی کے علاوہ، مولوی مظہر علی عظیم آبادی، مولوی قمر الدین عظیم آبادی، مولوی عثمان علی عظیم آبادی اور مولوی مدد علی غازی پوری نے گھوڑے چھوڑ دیے۔ ان کے گھوڑے، بہادر علی خاں بتارسی، شمشیر خاں بتارسی، حسن خاں بتارسی، دین محمد عظیم آبادی، عبداللہ خاں (وطن معلوم نہیں) کو دے دیے گئے۔

سید صاحب کا لباس | سید صاحب نے اس روز چھ لباس زیب برد کیا اور جو ہتھیار ان کی تفصیل راولوں نے یہ بتائی ہے: چندیری کی سفید دستار، بادامی گٹھی کا سفید پاجامہ، بہت چکن کا دوہرا انگرکھا، کمر میں سفید پٹکا، اس کے اوپر سرخ کناروں اور سیاہ دھاریوں کی پشاوری

نگلی کے سوا تمام پارچے شیخ غلام علی الہ آبادی کے نذر کیے ہوئے تھے۔ وہ وقتاً فوقتاً سید صاحب کے لیے خاص جوڑے تیار کرا کر اکے بھیجتے رہتے تھے۔ پتیچوں کی بہشت پہلو ولایتی جوڑی، فولادی چھری، جس کا بستہ شیر ماہی کا تھا اور میان کینختی کا۔ آپ کے ساتھ دونوں بازوؤں پر آپ کے وہ رفل بردار تھے۔ ایک حافظ صابر تھانوی، دوسرا شرف الدین بنگالی۔ ایک ولایتی رفل تنخواہاں قندھاری نے لکھنؤ میں بطور نذر پیش کی تھی۔ دوسری رفل آپ عرب سے خرید کر لائے تھے۔

جنگ کا آغاز | درانی ہوتی سے نکلے تو انھوں نے گزرگاہ عام پر ایک جگہ دائیں بائیں دونیزے کھڑے اور دروازہ سا بنالیا۔ بیچ میں قرآن شریف لٹکا دیا۔ تمام پیادوں اور سواروں کو اس کے نیچے سے گزایا۔ یہ گویا ایک قسم کا حلف تھا کہ وہ جنگ سے منہ نہ موڑیں گے۔ ان کی سکیم یہ تھی کہ پہلے سید صاحب کے غازیوں پر توپوں سے گولوں کی بارش کریں، اس کے ساتھ ساتھ پیادے گڑھی مایا پر حملہ کریں اور سوار غازیوں کے جیوش کو درہم بہم کر ڈالیں۔ سید صاحب نے چھلپانی سے گزر کر صف بندی کی، آگے بڑھے تو درانی توپوں کے گولے پے پے آ رہے تھے۔ کالے خاں شمس آبادی سبزہ رنگ گھوڑے پر سوار سب سے آگے تھے۔ سب سے پہلے سقائے شکر اسلام شہید ہوا ہندی سے مشکیزے میں پانی بھر کر غازیوں کو پلاتا تھا۔ علاقہ میدان تھا اور چھپنے یا مورچہ پکڑنے کی کوئی جگہ نہ تھی۔ اس اثنا میں ایک گولہ آیا اور کالے خاں سے تھوڑے فاصلے پر گرا۔ پھر اچھلا اور بہادر غازیوں کے پہلو میں لگا۔ ان کے ملک زخم لگا۔ سید صاحب نے سناتے فرمایا انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ ساتھ ہی حکم دیا کہ انھیں اٹھا کر مایا پہنچا دیا جائے۔ قلندر کابلی بھی ساتھ تھا۔ وہ جب خوش ہوتا تو بڑی دلکش لے میں: ”مرحبا سید مکی مدنی العربی“ گلیا کرتا تھا۔ صفوں سے چار قدم آگے اچھلتا کودتا اور گلانا جا رہا تھا۔ ایک گولہ اس کے قریب آکر گرا۔ گرد و غبار کا ایسا طوفان اٹھا کہ قلندر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ سب سمجھے کہ اس نے شہادت پائی۔ غبار چٹا تو کیا دیکھتے ہیں کہ قلندر دلق کا ایک سرا پکڑے بے تکلفی سے سر کے گرد گھمرا رہا ہے اور فوراً مسترت سے تاج رہا ہے۔ مایا تک پہنچتے پہنچتے چند غازی شہید ہوئے۔

رجز خوانی | دو غازی ”رجز خوانی“ کر رہے تھے: ایک امان اللہ خاں ملیح آبادی، دوسرے

شیخ ریاست علی موہانی۔ امان اللہ اگرچہ خاصے سن رسیدہ تھے، لیکن بہت دشجاعت کا یہ عالم تھا کہ بزدل بھی ان کی باتیں سن سن کر شیر دل بن جاتے۔ ان کی لئے بڑی بڑی تاثیر تھی۔ شیخ ریاست علی بھی بڑے خوش گلو تھے۔ مولوی خرم علی ملبوری کا منظوم جہادیہ پڑھتے جا رہے تھے :

جس کے پیروں پہ گرے گردِ صُفِ جنگِ جہاد وہ جنم سے بچا، نارسے ہے وہ آزاد
اسے برادر تو حدیثِ نبویؐ کو سُن لے بارِ فردوس ہے تلواروں کے سایے کے تلے
جو مسلمان رہِ حق میں لڑا لحظہ بھر روشہٴ خلد بریں ہو گیا واجب اس پر
آج جو اپنی خوشی جان خدا کو دو گے پھر تو کل شوق سے جنت کے مزے لو گے

منظورہ کا بیان | اسی طرح غازی مایار کے بارِ فتح تک پہنچ گئے، جو غالباً بستی کے جنوب مشرق میں تھا اس کے بعد جنگ کی تفصیلات کے متعلق روایتوں میں اختلاف ہے۔ "منظورہ" کا بیان ہے کہ پیادوں کی صفوں میں صرف سید صاحب گھوڑے پر سوار تھے۔ ایک غازی نے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور ادب سے عرض کیا کہ یا تو گھوڑے سے اتر جائیے یا پیچھے چلے جائیے۔ آپ سب میں نمایاں ہیں۔ مبادا دشمن تاک کر آپ پر گولے پھینکے۔ سید صاحب فوراً اتر گئے اور گھوڑا ایک غازی کو دے کر سواروں میں شامل ہونے کا حکم دے دیا۔ پھر فرمایا کہ سب سے پہلے توپوں پر قبضہ کرنا چاہیے۔ اس غرض کے لیے دوڑ کر توپوں کے مقام پر پہنچنا مناسب نہیں۔ دوڑنے میں سانس پھول جاتا ہے۔ صف بندی کو قائم رکھتے ہوئے تیرا پیش قدمی لازم ہے۔

جب توپیں ایک گولی کے قاصدے پر رہ گئیں تو ایک گولہ غازیوں کے عین سامنے گرا۔ اس سے میان محی الدین کی ایڑی زخمی ہو گئی۔ اسی زخم کے باعث وہ کچھ مدت بعد پنجپار میں فوت ہوئے۔ سید صاحب

سلہ مولوی خرم علی نے فضائلِ جہاد کی آیات و احادیث فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں یہ طریقِ مثنوی نظم کر دی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ نظمیں عام طور پر پڑھی جاتی تھیں۔ روایتوں میں اردو نظم کے پڑھے جانے کی تصریح ہے۔ جنگِ مایار کے ذکر میں ہوئی ہے۔ میں نے اس باب کے آخر میں جہادیہ (اردو) کو بہ طور ضمیمہ درج کیا ہے۔

تکبیر پڑھتے ہوئے بہ دستور آگے بڑھتے گئے۔ صفوں کا نظم بھی باقی رہا۔ ایک گولہ صفوں میں گرا جس سے
 تین غازی شہید ہوئے۔ اس اثنا میں ایک توپ کے پاسے ٹوٹ گئے اور وہ چرخ سے نیچے گر پڑی۔ غازی
 قریب پہنچ گئے تو درانی توپچی بھاگ نکلے۔ غازیوں نے توپوں پر قبضہ کر لیا تو درانی سواروں نے شدید حملہ
 کر دیا۔ پھر پے بہ پے ان کے کئی گروہ آئے لیکن تھوڑی تھوڑی دیر میں سب درہم برہم ہو کر بھاگ گئے۔
 راوی کہتا ہے کہ معلوم ہوتا تھا مکھیاں تھیں جو بار بار شیروں پر گرتی تھیں اور غائب ہو جاتی تھیں۔

وقائع کا بیان | وقائع کا بیان زیادہ متصل اور واضح ہے۔ اس کا مفاد یہ ہے کہ درانی فوج کے
 چار غول تھے: ایک پیادوں کا اور تین سواروں کے۔ کالے خاں کے زخمی ہونے کے بعد سید صاحب
 نے ننگے سر ہو کر بہ کمال عجز و زاری جناب باری میں دعا کی کہ الہی! ہم عاجز و ضعیف بندے ہیں تیرے
 سوا اور کوئی حامی و مددگار نہیں جو ہم کو بچائے۔ ہم نے بہتیرا ان کو سمجھایا کہ ہم مسلمانوں سے نہ لڑو،
 گروہ نہ مانے تو فانا و بینا ہے۔ ہمارے دلوں کے بھید جانتا ہے۔ اگر تیرے علم میں ہم حق پر ہوں تو ہم
 ضعیفوں کو فتح یاب کر ادا کر دے حق پر ہوں تو ان کو فیروزہ مندی عطا کر۔

اس اثنا میں سواروں کا ایک غول باگیں اٹھائے تیزی سے آیا۔ سب کی زبانوں پر تھا: "سید
 کجاست؟" "سید کجاست؟" (سید کہاں ہے؟) سید صاحب کا حکم تھا کہ کوئی بھائی ہماری
 اجازت کے بغیر بندوق نہ چلائے۔ سوار جب چالیس پچاس قدم کے فاصلے پر رہ گئے تو سید صاحب نے
 رفل اٹھائی اور بلند آواز سے تکبیر کہہ کر سر کی، ساتھ ہی غازیوں نے باڑھ ماری۔ پھر تو انھیں بھرمار یوں
 پر دھریا۔ قرابین چی قرابینیں مارتے تھے، بندوقچی بندوق، تلواروں اور گنڈاسوں والے اپنے ہتھیاروں
 سے کام لے رہے تھے۔ درانی سوار لوٹے تو سید صاحب نے فرمایا کہ اب ہمارے سوار تعاقب کریں،
 لیکن سید صاحب کے سوار پہلے ہی منتشر ہو چکے تھے۔

ملہ معمول کے مطابق سید صاحب نے جنگ چھڑنے سے پیشتر فرمایا تھا کہ جس بھائی کو سورۃ قریش یاد ہو گیارہ مرتبہ پڑھ کر
 اپنے اوپر دم کر لے نیز دعا پڑھے: اللھم اھنّھم و نزل اقلّھم و شتت شملھم و فترق جمھم و خرب
 بنیائھم و خذھم اخذ عزیز مقتدر۔ یہ دعا سید صاحب فرمانے کے بعد بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے۔

سواروں کا انتشار

فدائی سواروں نے حملہ کیا تو چونکہ ان کی تعداد بہت زیادہ تھی، اس لیے دور سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سید صاحب غازیوں سمیت ان کے نرغے میں آگئے ہیں۔ اس وقت عبدالرحیم خاں، جو سید صاحب کے خاص جاں نثاروں میں سے تھے، بے تاب ہو گئے۔ اس پاس کے رفیقوں سے کہا کہ اگر حضرت نہ رہے تو ہماری زندگی کس کام آئے گی۔ آؤ ان بد دائیں جانب سے ہتھ کریں۔ یہ کہتے ہی باگیں اٹھا کر سرپٹ چل دیے۔ اس پاس کے سوار بھی ان کے ساتھ ہو گئے۔ برہان عبدالحمید خاں نے دیکھا تو سمجھ کر حملے کا حکم ہو گیا، چنانچہ وہ بھی پورے رسالے کو لے کر بڑے حملہ بڑا سخت تھا لیکن سوار بکھر گئے۔ بعض اکا و کا دشمنوں میں بکھر کر شہید یا زخمی ہوئے، بعض پیچھے ہٹتے ہٹتے دور تک نکل گئے۔ سواروں میں سے ارباب بھرام خاں اور فتح خاں پنجتاری اپنے آدمیوں سمیت جگہ پر جمے رہے۔ انھوں نے سید صاحب کے حکم کے مطابق حملہ کرنا چاہا۔ چونکہ تعداد میں بہت کم تھے، اس لیے انھیں روک دیا گیا۔

توپوں پر یورش

اس موقع پر مولانا شاہ اسماعیل نے شیخ ولی محمد سے کہا کہ اب توپوں پر قبضہ کرنا چاہیے۔ چنانچہ وہ ڈیڑھ سو غازیوں کو لے کر بھاگنے والے سواروں کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ ان اثنائیں توپچی اپنے ہتھیار لے کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ مولانا نے توپوں پر قبضہ کر لیا۔ نواب خاں لنگری کے والے کے پاس ایک لٹھ بنے جیسا تھا۔ اسے لے کر توپ بھری شیر محمد خاں سے ٹوٹا لے کر درانیوں داغی۔ چار مرتبہ فیر کیے تو درانی منتشر ہو گئے۔ پھر سید صاحب بنے مولانا کو اپنے پاس بلا لیا۔ مولانا توپ کھینچتے ہوئے سید صاحب کے پاس پہنچ گئے۔

درانیوں کا دوسرا حملہ

درانی سواروں کا ایک غول تتر بتر ہو چکا تھا۔ مولانا اور شیخ ولی توپوں کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔ اس اثنائیں درانیوں کے دوسرے غول نے حملہ کر دیا۔ وہ بھی غول کی طرح "سید کجاست؟" "سید کجاست؟" کہتے ہوئے آئے۔ سید صاحب کے پاس اس زیادہ سے زیادہ پانسو غازی ہوں گے۔ آپ کے رفل بردار باری باری بندوقیں بھر بھر کر دے۔ اور آپ داہنے بازو والے کی بندوق دائیں جانب اور بائیں بازو والے کی بائیں جانب

چلاٹھتے جاتے تھے، ہر نائے کے بعد فرماتے: "سید ہمیں است" تھوڑی دیر میں یہ غول بھی بکھر گیا اور میدان صاف ہو گیا۔ کچھ غازی ان کے تعاقب میں ادھر ادھر نکل گئے۔ سید صاحب کے پاس صرف پچاس ساٹھ کی جمعیت رہ گئی۔

تیسرا حملہ | اس اثنا میں چھ سات سو سواروں کا ایک اور تہہ آگیا۔ سید صاحب، دوسری طرف مشغول تھے۔ ایک غازی نے خبردار کرنے کے لیے پکار کر کہا: حضرت ادھر سے تہہ آ رہا ہے۔ دوسرے غازیوں نے روک دیا کہ حضرت کا ذکر نہ کرو، دشمن کو خبر ہو جائے گی۔ اس غول کو بھی ناکام و نامراد بھاگ پڑا۔ جب سارا درانی لشکر بندوقوں کی زد سے باہر نکل گیا تو آتش باری ہو قوف کی۔ پہلے حملے چونکہ بڑے بڑے غازیوں نے کیے تھے، اس لیے گرد و غبار کی دہرے سے فضا پر تار کی سی چھا جاتی رہی۔ تیسرے حملے کے سوار چونکہ کم تھے، اس لیے غبار زیادہ نہ اڑا۔ سید صاحب کی ہر گولی سے سوار گرتا اور گھوٹا بھاگ جاتا۔

آخری حملے کے متعلق "منظورہ" کا بیان یہ ہے کہ مدانیوں کا ایک رسالہ غازیوں کے سواروں کا تعاقب کرتا ہوا تو روکی طرف نکل گیا۔ وہ واپس ہوا تو اسے کچھ معلوم نہ تھا کہ اڑانی کا نقشہ منسلب ہو چکا ہے۔ وہ غازیوں کو اپنے آدمی سمجھتے ہوئے بے تکلف پتلے آئے۔ قریب پہنچے اور غلط فہمی دور ہوئی تو پیچھے ہٹے۔ غازیوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ توپیں آگئیں تو سید صاحب نے خود شست دیکھ کر چند فائر کرے ان کی وجہ سے بھی درانی خائف ہو کر جلد بھاگ گئے۔

مولانا خطرے میں | مولانا شاہ اسماعیل کی انگلی پر جب سے شنکیاری میں زخم لگا تھا، وہ جلد جلد بندوق بھرنے کے قابل نہیں رہے تھے۔ اس حملے میں بھی کئی درانی سواروں کو انھوں نے مار گرایا۔ پھر ایک درانی کے بالکل قریب آگیا۔ وہ بندوق بھرنے سکے۔ خود بعد میں فرماتے تھے کہ شہادت کا یقین ہو گیا۔ اس اثنا میں حافظ وجیہ الدین بھلپتی کی نظر پڑی۔ انھوں نے فوراً سوار پر بندوق سرکی۔ وہ گولی لگتے ہی گرا۔ اس طرح مولانا کی جان بچی۔ اگر دو چار لمحے کی تاخیر بھی ہو جاتی تو مولانا کا زندہ بچنا بظاہر بالکل مشکل تھا۔

بہت سے درانی سوار مارے گئے۔ ان میں اسرائیل خاں بھی تھا جو پولوائی میں بہت مشہور مانجا تھا اور نشا پچی بھی اعلیٰ درجے کا تھا۔ یار محمد خاں کی شادی اس کی بہن سے ہوئی تھی۔ غالباً سلطان محمد خاں اور پیر محمد خاں کے ساتھ بھی رشتہ تھا۔ شیخ ولی محمد فرماتے تھے کہ اس پر میں نے اور بعض دوسرے غازیوں نے ایک دم گولیاں پٹائیں۔ معلوم نہیں وہ کس کی گولی سے ہلاک ہوا۔

جنگ کا خاتمہ | میدان درانیوں سے صاف ہو چکا تھا۔ سلطان محمد خاں دن کے وقت لڑائی کا طلب گار تھا، اس کی یہ طلب پوری ہو چکی تھی۔ سید صاحب دیر تک میدان میں ٹھہرے رہے کہ مایا درانی پھر پلٹ کر حملہ کر دیں۔ غازیوں نے صبح سے کچھ لکھایا نہیں تھا۔ گرمی کا موسم، پیاس سخت لگی ہوئی تھی۔ میدان میں ایک چھوٹا سا تالاب تھا۔ اسی کا گرم پانی پیتے رہے۔ پھر مایار کی عورتیں گھڑوں پر بدھنوں میں پانی لے آئیں۔ جب اطمینان ہو گیا کہ اب درانی نہیں آئیں گے تو سید صاحب مایار کی مشرق سمت کے باغ میں جا ٹھہرے۔ چہرے پر گرد و غبار کی دبیز تہ جمی ہوئی تھی۔ باب بہرام خاں نے ردال نکال کر پونچھنا چاہا تو فرمایا: "خان بھائی! ابھی ٹھہر جائیے، یہ غبار بڑی برکت والا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے جن غازیوں کے پاس روٹی تھی انھوں نے روٹی کھائی، بعض نے ستر گھول کر پی لیے۔ پھر مایار سے کچھ روٹیاں آگئیں۔"

زخمیوں اور شہیدوں کے متعلق ہدایات | سید صاحب نے مولوی مظہر علی عظیم آبادی کو حکم دیا کہ چند غازیوں کو شہادت لے کر پودے میدان میں پھریں۔ زخمیوں کو پہلے مایار، پھر تور و پہنچائیں اور شہیدوں کو دفنانے کا انتظام کریں۔ گھوڑے بھی زخمی پڑے تھے۔ سید صاحب نے فرمایا کہ جن گھوڑوں کے زخم زیادہ سخت نہ ہوں اور ان کا علاج ہو سکے، انھیں بکڑ کر تور دے چلو۔ جن کا علاج نہ ہو سکا انھیں ذبح کر ڈالو۔

مولوی مظہر علی صاحب نے پھر پھر تمام لاشیں جمع کرائیں۔ غازیوں کی کل اٹھائیس لاشیں ملیں جنھیں دو قبروں میں دفن کرایا۔ اسی لاشیں درانیوں کی تھیں، ان کی تدفین ملکوں کے ہاتھ میں آئی۔ زخمیوں کو تور و پہنچا دیا۔ سید صاحب نے ظہر کی نماز مایار کے باغ میں پڑھی

اور باقی حضرات۔ سب کے بعد عبدالرحمنؓ اسے بریلوی کی لاش رکھی گئی، جنہیں کفن بھی پہنایا گیا تھا۔ باقی تمام اصحاب کو بلا غسل و کفن ان کے لباسوں میں بہ دستوز رکھ دیا گیا۔ مولانا نے فرمایا کہ ان کے عماموں کا ایک سرالے کر منہ ڈھانپ دیے جائیں۔

بعد تدفین مولانا نے قاریوں سمیت دیر تک شہداء کے لیے مغفرت کی دعا کی۔ سب کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔ ہر ایک کی زبان پر یہ کلمہ تھا کہ یہ بھائی تو جس مراد کو آئے تھے حاصل ہو گئی، خدا ہم لوگوں کو بھی اسی طرح شہادت نصیب کرے۔

دعا | تھوڑی دیر بعد غروب کی اذان ہوئی۔ سید صاحب نے خود نماز پڑھائی، پھر عجز و الحاح سے دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار تو خوب جانتا ہے کہ یہ سب لوگ محض تیری خوشنودی اور رضا جوئی کے لیے اپنے گھر بار، خویش و تبار، اہل و عیال اور مال و منال چھوڑ کر یہاں آئے تھے، اور صرف تیری راہ میں انہوں نے اپنی جانیں صرف کیں۔ ان کے گناہوں کو اپنے دامن رحمت میں چھپائے، فردوس میں جگہ دے اور ان سے راضی ہو۔ ہم جو چند ضعتا اور غرباتیہ سے عاجز بندے باقی ہیں، ان کو بھی اپنی رضا مندی اور خوشنودی کی راہ میں جان و مال قربان کرنے کی توفیق عطا فرما۔ ہمارے سینوں میں جو شیطانی خطرات اور نفسانی دساوس خطور کرتے ہیں، ان کو دور کر دے۔ دلوں کو اپنے اخلاص و محبت سے معمور رکھ۔ اپنے دین کو قوت اور ترقی بخش۔ جو لوگ اس دین کے دشمن اور بدخواہ ہیں، انہیں ذلیل و رسوا کر۔ جو مسلمان شریعت کے راہ راست سے ہٹ کر بادیہ فطالت میں ٹھوکریں کھا رہے ہیں، انہیں ہدایت دے اور یکے مسلمان بنا دے تاکہ اس کا رخیر میں جان و مال اور اہل و عیال سے شریک ہوں۔

آپ تور و تشریف لے گئے۔

بقیہ لاشیں | جو غازی مایار اور تور و کے درمیان شہید ہو کر گرے تھے ان کی لاشیں تور و پہنچا دی گئیں۔ ان میں سے بعض ایسے بھی تھے جنہیں زندہ اٹھایا گیا لیکن صرف رمتی باقی تھی اور جلد جاں بحق ہو گئے۔ ان کے نام منظرہ کے بیان کے مطابق یہ ہیں :

(۱) مولوی عبدالرحمن ساکن تور و، جو ابتدا سے سید صاحب کے ساتھ رہے۔ بارہا سفارتی خدمات انجام دیں ان کا سرتن سے الگ ہو چکا تھا۔

(۲) شیخ عبدالحکیم پھلتی۔ ان کا سربھی تن سے الگ تھا۔ بڑی مشکل سے سر ڈھونڈ کر لائے اور تن سے ملا دیا گیا۔
(۳) کریم بخش گھانم پوری۔ اوھر لڑائی شروع ہو گئی اور انھوں نے جلدی جلدی اپنے ساتھیوں کے لیے روٹیاں پکا کر کریں باندھیں اور میدان جنگ کی طرف چلے۔ راستے میں دہانی سوار سید صاحب کے سواروں سے لڑتے بھڑتے آ رہے تھے۔ کریم بخش ان میں گھر گئے۔ کسی نے تھوڑا مار کر انھیں شہید کر ڈالا۔
(۴) فضل الرحمن بردوانی۔

(۵) لعل محمد: ان کا وطن معلوم نہ ہو سکا۔ یہ سید صاحب کے باورچی خانے سے متعلق تھے۔
(۶) حاجی عبدالرحیم کھلی مالے۔

(۷) شیخ عبدالرحمن راسے بریلوی۔ یہ سخت زخمی ہوئے تھے۔ تور و لاکر ان کے زخم سے گئے۔ کچھ باتیں بھی کہیں پانی بھی پیا، پھر جاں بحق ہو گئے۔ غازیوں میں سے یہی تھے جنہیں غسل بھی دیا گیا اور کفن بھی پہنایا گیا۔
(۸) میر رستم علی چل گاؤی۔ ان کو اٹھا کر لایا گیا تو سسک رہے تھے۔ راستے میں یا تور و پہنچ کر فوت ہوئے۔
(۹) سید ابو محمد نصیر آبادی۔ ان کے مفصل حالات آگے چل کر بیان ہوں گے۔

دو اور صاحب تھے جن کے نام راوی کو یاد نہ رہے۔

تور و میں تدفین | شہاد اسماعیل نے تور و سے باہر شمال و مشرقی کونے میں ایک بڑی قبر کھدوائی اور تمام لاشوں کو مندرجہ ذیل ترتیب سے رکھا: سب سے آگے قبلہ رخ حاجی عبدالرحیم کھلی مالے، ان کے ساتھ سید ابو محمد نصیر آبادی، پھر میر رستم علی، شیخ عبدالحکیم پھلتی، فضل الرحمن، مولوی عبدالرحمن ساکن تور و، کریم بخش

سکھ یا انگریز؟

مزید شہادتوں کی ضرورت : سید صاحب نے جو مقصد و نصب العین پیش نظر رکھ کر جہاد کے لیے

تنظیمات فرمائی تھیں اس کی تشریح میں نے "سیرت" میں کر دی تھی۔ یہ بھی بتا دیا تھا کہ اس میں کب اور کیونکر تحریفات کا سلسلہ شروع ہوا، یہاں تک کہ نصب العین کا حلیہ ہی مسخ ہو کر رہ گیا۔ میں نے ہر گزارش کے ضمن میں سید صاحب کی تحریرات سے شہادتیں پیش کیں، ان سے وہی نتیجہ نکل سکتا تھا جو میں نے نکالا، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان توضیحات کے باوجود بعض قلوب میں غالباً اب تک شبہات باقی ہیں یا کم از کم یقین و قطعیت کی وہ روح پیدا نہیں ہوئی جو اس بارے میں لازماً پیدا ہونی چاہیے تھی۔ ایک بہت بڑے صاحب علم نے تو صاف صاف فرما دیا کہ میرا خد کہ وہ نتیجہ محض قیاسی ہے اور قیاسی و استنباطی نتیجے پر بار بار زور دینے کی مصطحت سمجھ میں نہ آئی۔ ان حالات میں ضرورت محسوس ہوئی کہ اس مسئلے کے متعلق مزید شہادتیں فراہم کی جائیں جن کے بعد کسی شخص کے لیے دوسرے کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔

جہاد کی بنیاد : میرے نزدیک تو محض جہاد کی بنیاد و اساس ہی پیش نظر رکھ لینے کے بعد شبہ کا امکان

باقی نہیں رہتا۔ سید صاحب فرماتے ہیں کہ جب اسلامی بلاد غیر مسلموں کے قبضے میں آجائیں تو عام اہل اسلام پر عموماً اور شاہیر حکام پر خصوصاً جہاد واجب و مؤکد ہو جاتا ہے۔ یہ مضمون سید صاحب کے مختلف مکاتیب میں دہرایا گیا ہے۔ اب غور کیا جائے کہ آیا ہندوستان کی وسیع سرزمین میں سے صرف وہی حصہ مسلمانوں کے قبضے سے نکلا تھا جس پر سکھ قابض تھے اور جس کی جنوبی حد دریائے ستلج تھی؟ اس سے بدرجہا وسیع تر اور زرخیز تر خطے دریائے ستلج سے شرقاً ارکان تک، غرباً کاٹھیاواڑ گجرات تک اور جنوباً راس کماری تک مسلمانوں ہی کے قبضے میں تھے، اور انہیں

سے اختیار نہ چھینے تھے، خواہ وہ مرہٹے ہوں یا پرتگیز، فرانسیسی ہوں یا انگریز یا کوئی اور۔ کون کہہ سکتا ہے کہ تید صاحب کو شمالی و مغربی ہند کے سرف اس خطے کا غم تھا جس پر رنجیت سنگھ نے تسلط جمایا تھا اور باقی حصوں سے وہ بالکل بے پروا تھے؛ حالانکہ تاریخی، جغرافیائی اور سیاسی نقطہ نگاہ سے باقی خطے بدرجہا زیادہ اہم تھے۔ محض اس نکتے پر توجہ فرمایا ہے کہ حقیقت حال بخوبی آشکارا ہو سکتی ہے، تاہم میں صرف قیاس و استنباط پر اکتفا نہ کر رہا ہوں۔ ایسی شہادتیں بھی موجود ہیں جن میں تصریحاً ہندوستان کی نظمیر کا ذکر ہے۔

سلطان ہرات کے نام مکتوب :

سید صاحب کے زمانے میں شاہ محمود درانی (بن تیمور شاہ بن احمد شاہ ابدالی) ہرات میں حکمران تھا۔ کابل و قندھار بارک زئیوں کے قبضے میں جا چکے تھے بسید صاحب نے دوسرے مسلمان حکمرانوں کے علاوہ شاہ محمود کو بھی جہاد کی دعوت دی تھی۔

اس میں فرماتے ہیں :

جہاد تمام کرنا اور بغاوت و فساد کو مٹانا
سر زمانے اور ہر مقام میں خدا کا نہایت اہم
حکم رہا ہے، خصوصاً اس زمانے میں جب
کافروں اور سرکشوں کی شورشیں ایسی صورت
افتیاد کر چکی ہے کہ سرکشوں اور باغیوں کے
باغیوں و بی شکار کچھ ٹہسنے یا رہے ہیں اور
شاہان اسلام کی حکومتوں میں ابتری پیدا کی جا
رہی ہے اور یہ زبردست فتنہ ہند، سندھ
اور خراسان کے خطوں پر چھا گیا ہے۔ اس صورت
میں سرکش کافروں کی بیخ کنی سے غفلت اور
مفسد باغیوں کی گوشمالی سے سہل انگاری بہت
بڑا اور بہت قبیح گناہ ہے۔ اس بنا پر خدا کی
درگاہ کے اس بندے نے اپنے وطن سے نکل کر
ہند و سندھ و خراسان کا دورہ کیا اور وہاں کے
مومنوں اور مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دی۔

اثابت جہاد و ازالہ فتنہ و فساد در ہر
زمان و ہر مکان از اہم احکام حضرت رب العباد
است خصوصاً در یہ جزو زمان کہ وقت شورش
اہل کفر و طغیان بہ حدت رسیدہ کہ تخریب
شمار دین و افساد حکومت سلاطین اند
دست کفر و منکر و بی باغی و فتنہ بدو توغ آمدہ
و این فتنہ عظیم تمام بلاد ہند و سندھ و
خراسان را فرا گرفتہ۔ پس در یہ صورت تعاقب
در مقدمہ استیصال کفر و منکروں و تساہل
در باب سرزنی باغیان مفسدین از اکبر معامی
واقع آثم است۔ بنا بر علیہ این بندہ درگاہ
حضرت اللہ از وطن بالوقہ غرور خواستہ و رویار
ہند و سندھ و خراسان دور و سیر نمودہ و مومنین
آن اقطار و مسلمین اں دیار را بہ این معنی ترغیب
کردہ۔

ظاہر ہے کہ اس پوری تحریر میں پنجاب کا ذکر تک نہیں آیا، اس لیے کہ اہل خراسان کے نزدیک وہ یا تو ہندوستان میں شامل تھا یا سندھ و خراسان میں۔ پھر جب سید صاحب ہند، سندھ اور خراسان میں غیر مسلموں اور باغیوں کی فتنہ انگیزی کا ذکر فرما چکے تھے تو یہ بات ذہن میں نہیں آ سکتی کہ وہ صرف اس خطے کو فتنوں سے پاک کرنے کے لیے آئے تھے جس پر رنجیت سنگھ قابض ہو گیا تھا۔

ہندو راؤ کو تلقین : ہندو راؤ گھوٹکے، دولت راؤ سندھیا والی گوالیار کا برادر بستی تھا اور سندھیا کی بیماری کے زمانے میں ریاست کا انتظام اسی کے حوالے ہو گیا تھا۔ یاد ہو گا کہ سید صاحب ہجرت کے سلسلے میں گوالیار پہنچے تھے تو ہندو راؤ نے آپ کا پرچہ پیش استقبال کیا تھا۔ ایک مکتوب میں اسے لکھتے ہیں :

بگائنگان بعید الوطن ملوک زمین و زمین گردیدہ
اند و تاجران متاع فروتنی بر پایہ سلطنت ریہ
امارت امرائے کیا رو ریاست رؤسائے
عالی مقدار بر باد کردہ اند و عزت و
اعتبار شان با نکل رہودہ۔ چوں اہل ریاست
سیاست در زاویہ تحمل نشستہ اند،
لاچار چند سے از اہل فقر و مسکنت کمر بستہ
ہستہ، این جماعہ منفعاد محض بنا بر خدمت
دین رب العالمین برخواستہ اند، ہرگز
ہرگز از دنیا داران جاہ طلب نیستند۔ و تیکہ
میدان ہندوستان از بگائنگان و دشمنان
خالی گردیدہ و تیر سخی ایشان بر مدوت
مراد رسیدہ آئندہ مناصب ریاست و
سیاست بر طالبین ان ستم باد۔

(مکاتیب شاہ اسماعیل شہید قلمی نسخہ ص ۱۸)

وہ غیر جن کا وطن بہت دور ہے، بادشاہ
بن گئے۔ جو تاجر سامان بیچ رہے تھے انھوں
نے سلطنت قائم کر لی۔ بڑے بڑے امیروں
کی امارتیں اور رئیسوں کی ریاستیں خاک میں
میل گئیں۔ ان کی عزت اور ان کا اعتبار چھن گیا۔
جو لوگ ریاست و سیاست کے مالک تھے وہ
گمناحی کے گوشے میں بیٹھ گئے، آخر فقروں
اور مسکینوں میں سے تھوڑے سے آدمیوں نے
کمر ہمت باندھی ضعیفوں کا یہ گردہ محض
خدا کے دین کی خدمت کے لیے اٹھا ہے، وہ لوگ
نہ دنیا دار ہیں نہ جاہ طلب۔ جب ہندوستان
کا میدان غیروں اور دشمنوں سے خالی ہو جائے گا
اور ضعیفوں کی کوشش کا تیر مراد کے نشانے
پر جا بیٹھے گا، تو آئندہ کے لیے ریاست و
سیاست کے عہدے طالبوں ہی کو مبارک
رہیں۔

غور فرمائیے کہ دور سے آئے ہوئے غیر کون تھے جو تہارت کرتے کرتے سلطنت کے مالک بن گئے تھے؟ ہاں ہر ہے کہ وہ صرف انگریز تھے اور انھیں کے خلاف جنگ کے لیے سستیہ صاحب خود اٹھے تھے۔ اسی غرض سے رڈسا و عوام ہند کو اٹھانا چاہتے تھے۔ بالکل اسی مضمون کا خط غلام حیدر خان کے نام لکھا جو سستیہ صاحب کا عزیز دوست اور قدیم رفیق کار تھا اور اُس وقت گوالیار میں ممتاز فوجی عہدے پر فائز تھا۔ سستیہ صاحب نے اسے تاکید کی تھی کہ یہ مطالب راجا ہندو راؤ کے ذہن نشین کر دیے جائیں۔

بدیہی شہادت : آخری قطعی شہادت اس مکتوب میں موجود ہے جو شاہ محمود درانی والی ہرات کے فرزند شہزادہ کامران کے نام بھیجا گیا تھا، اس کے آغاز میں وہی مطالب بیان فرمائے ہیں جو شاہ محمود اور دوسرے اکابر کو لکھ چکے تھے۔ مثلاً :

جہاد ضروری ہے۔ جب ہندوستان اہل کفر و طغیان کے اثرات سے لبریز ہو گیا تو میں نے وطن چھوڑ کر خراسان کا رخ کیا۔ سب کو جہاد کی دعوت دیتا رہا۔ یوسف زئی کے علاقے میں بیٹھا تو آفریدی، خٹک، مہمند، خلیل، اہل ننگر پار، اہل سوات و خیبر، اہل پچمل، راجا ہائے کشمیر وغیرہ میرے ساتھ ہو گئے۔ میرا مقصد حکومت نہیں، صرف کلمہ حق کی سر بلندی اور سنت نبویؐ کا احیاء ہے۔ نیز میں اسلامی علاقوں کو سرکش کافروں کے ہاتھ سے آزاد کرانا چاہتا ہوں۔ جب یہ علاقے مشرکوں اور منافقوں کے تسلط سے پاک ہو جائیں گے تو انھیں مستحقوں کے حوالے کر دوں گا۔ بہ شرطیکہ :

شکر این انعام الہی بجا آرند و علی الدوام جہاد را بہر حال قائم دارند و گاہے معطل نہ گزارند در ابواب عدالت و فصل خصومات از قوانین شرع شریف سر مو تجاوز نہ و تفاوض بہ میان نیارند و از ظلم و فسق بہ کلی اجتناب خدا کے اس انعام کا شکر بجا لائیں، ہمیشہ ہر حالت میں جہاد قائم رکھیں، کبھی اسے معطل نہ چھوڑیں۔ عدالت اور فیصلہ مقدمات میں شرع کے قانون سے بال برابر بھی تجاوز نہ کریں۔ ظلم و فسق

ورزند۔

سے بالکل بچے رہیں۔

آخر میں فرماتے ہیں :

پھر میں مجاہدین کو لے کر ہندوستان کی
طرف متوجہ ہو جاؤں گا تاکہ وہاں سے
اہل کفر و طغیان کو ختم کیا جاسکے، اور
میرا اصل مقصد ہندوستان پر جہاد ہے، یہ
نہیں کہ خراسان میں تو قلع اختیار کر لوں۔

یا ز خود این جانب مع مجاہدین صادقین
بہ سمت بلاد ہندوستان بنا بر ازالہ اہل کفر
و طغیان متوجہ خواہد گشت کہ مقصد اصل
نہ اقامت جہاد بر ہندوستان است
نہ تو قلع در دیار خراسان۔

سید صاحب کے جس نصب العین کی توضیح میں نے کی، اس کے متعلق اس سے واضح تر اور روشن تر شہادت
کیا ہو سکتی ہے ؟

مومن کی شہادت : ہمارے ہاں کے مشہور شاعر حکیم مومن بھی سید صاحب کے مرید تھے، ان کے

فارسی کلام کے ایک نعتیہ قصیدے میں دعائیہ اشعار اس حقیقت کا مزید ثبوت پیش کر رہے ہیں کہ سید صاحب اور
ان کے تمام نیاز مندوں کے نزدیک تطہیر ہند کے سلسلے میں مرکزی حیثیت انگریزوں ہی کو حاصل تھی۔
مومن فرماتے ہیں :

ایں عیسویاں بہ لب رساندند جان من و جانِ آفرینش
مگزار کہ پائمال گردیم زان سیم سراں آفرینش
تا چند بہ نواب ناز باشی فارغ ز فغانِ آفرینش
مومن شدہ ہم زبانِ عرفی از ہر امانِ آفرینش
”بر خیز کہ شور کفر بر خاست
اے فتنہ نشانِ آفرینش“



۱۔ مکاتیب شاہ اسماعیل شہید قلمی سنہ ۱۳۹۰ و ۴۰

۲۔ ایضاً ص ۴۱ ، مکاتیب سید صاحب ص ۲۴

خطی نسخہ "متظورة السعداء" (مؤلف مولانا سید جعفر علی بستوی)

مین حضرت حاجی عبدالرحیم صاحب ولایتی کا ذکر خیر

جناب سید عبدالرحمن و سید زین العابدین گویوند کہ در تفریق انتخاب سبب حاجی امام الدین باشند
لکھنؤ پر اور مولوی شیر الدین و برادر زادہ شیخ نجم الدین یکسیت ہمراہ انتخاب بود و مراعات بسیار
از جانب انتخاب بر حال ایشان بود و راوت ایشان در ابتدای حال بر دیگر ملازمین سبقت نہیں و بعد
رسیدن مکہ عثمانہ غوانی کج طبعان رفیعی و طبیعت ایشان بہم رسیدہ بود و روزی انتخاب در کتب
نوشتہ بود کہ حاجی عمر رفیع حاجی عبدالرحیم کہ از سبب صالح و سعید و عابد و زاہد و متقی بودند برای
شرف اندوزی حضرت امیر المومنین آمدند انتخاب عزت و توقیر ایشان بسیار از بسیار نمودند
و در توصیف ایشان از زبان مبارک حضرت امیر المومنین این کلمہ بر آید کہ از ان پیشین کسان ملاکہ ہم شرم
میدارند و مثل ایشان ہی باشند کہ شرف بر ملاکہ دارند بر این سخن امام الدین ناگور بر آشفست و جناب

حاجی عبدالرحیم

مرحوم ماجازت حضرت امیر المومنین در آن شکر اقامت میداشتند تا قوافل غزاة کہ از
ہند و سکن در ویرہ اسمعیل خان کہ مقام مخدوش است نزو ند از انجا بالا بالا سبقت

جنوب شدہ بروند پس در انجا رسیدہ سہ چہار روز اتفاق ہفام شدہ مولوی محمد علی مرحوم
در شکر ہم دعا کردند

رسیده ناز عصاره او فرمودند بجا از سبهار بنور حجم عظیمترند

جنانچه ناز مغرب در مسجد میان نبوی گدازده در حجره او

و ایشان از پیرا دکان نامی بودند صد نامروم بدست ایشان

ایشان با نامی عزیزان خود نعمت بیست حاصل نمودند و مریدان خود را طلبند

در دست آنکتاب شرف بیست حاصل سازند بچنین مرشد کامل باز وستیاب

در دست پس مریدان شان هم نعمت بیست حاصل ساختند و در آنکتاب

در دست نمایان موصوف تعلیم فرمودند تا ملت شد

تا در روز دعوت بکانه شان بود در روز سیوم جامع دلی نگار بر

محول و چارای بسیار و سپاهی و نوکندگان سباب در شستند و پرو

در شستند و خدا طلب بودند و دعوت با عز از قائم گردید و بیست شان با نامی اقربا

و اتباع و نوکران و زنان شان گردید و حدود از دست خوارند و بیست از ابر

و نفوذ و شیرینی بر جای اقامت آنکتاب فرستادند

طلب توجه شدند سیرایان آنکتاب بر جماعتی از کجا

است و لی محمد در خواست دعا نمودند و عرض کرده

دارم بخوابم که بدعای آنکتاب رزق اسراف نمودن مانده و در سبیل خیر صرف

کرد و آنکتاب برای ترقی ایمان شان و حسب مراد ایشان دعا نمودند و بابت

لاجت که جماعت جماعت مردم برای سویت می آمدند شرف اندوز میگردیدند
 آنی محمد و دیگر شرفا آمدند و بیعت شرف الدین و انوار است و عورت
 شخص دیگر هم در آنجا نشسته بودند ایشان هم در خواست و عورت
 بجا بنشین گفتگو شد خطاب حضرت امیر المومنین فرمودند که چو
 رسید استیقتز بفرماید که ما دعوت همه شئی قبول میکنیم اما تعیین روز و مکان
 امیر اسر فغان مرحوم که ناشی تقریبات نهایت فخلص برآمد و هم
 در مردم خود از هندوان جزیه و از مسلمانان عشر مقرر نموده است و نهادن
 منافق چون خفاش در گوشه نفاق ضالفت و ترسان دامن جابلوسی
 و مغذرت نمائی ک داده کنان فکر او هم اینجا مد نظر است یا مسلمان بشود
 یا بکروه یا محمد مجذول میگردد حاجی عبدالرحیم صاحب از اینجا ستم چهار
 نزل رسیده اند در عرصه دوستان الدین علی خوانندگت درین اثنا
 هر که خواندین که بی امان زنی برای آوردن امیر المومنین بمکان
 خود را در پختار رفتند چنانچه حضرت امیر المومنین را در گدپی آورده
 بیعت امامت بجا آوردند و جمیع مردمان اینجا حلقه اطاعت
 امیر المومنین در گردن نهادند و با تبعاع شرع شریف جلالک

شدند و قصه و مناقشه بابت املاک که با خود میبرد استند از می
 آنجناب همه فیصل یافت اما اندکی که باقی مانده انهم حکم ایست
 فیصل خواهد شد چنانچه برای فیصل آنحضرت امیرالمومنین بجای که
 نامش بازار است شریف آوردند ان شاء الله تعالی امر فرمود
 فیصل خواهد شد و تا آخر بر خط بند که سیزدهم محرم ۱۰۳۵ هجری است
 دیره امیرالمومنین در موضع بازار است حاجی عبید الرحیم صاحب معرقهای
 خود و امان الله خان صاحب مع همایان در مقام کدهی داخل لشکر
 شده اند فقط انتهی هلال رمضان بهمانجا دیده شد و آنجناب خادینانرا
 طلب فرمودند و جواب داد که در بنجر نخوایم آمد اگر آنجناب رونق افروز
 موضع سلیم خان شوند حاضر شوم فرمودند که در سلیم خان می آیم بخیطریا بد
 پس جمعیت شصت کس مسلح از پیاده و سوار بیرون دره کوه با ستاد آنجناب
 قصد ملاقاتش نمودند مولانا محمد اسماعیل نافع شدند و رفتن خود برای ملاقات
 او تجویز نمودند بر این رای دیگر مخلصین آنجناب بهم اتفاق نمودند پس
 آنجناب سخنان چند بولسنا ممدوح بهمانیده جمعیت صد کس از غازیان
 پایایان روانه فرمودند و صد کس دیگر را حکم دادند که مسلح بفاصله قریب

رفته استاده مانند پس مولنا مدوح بفاصله کلوه تفنگ از مقام استاده
قابل اخوندزاده و مولوی عبدالرحمن را فرستادند پس ایشان رفته با خادینان
گفتند که حضرت امیرالمومنین مولنا محمد اسماعیل را برای ملاقات شما فرستاده
اند خادینان گفت که از منظر با چند کس می آیم از آن طرف با چند کس
خود شریف آرند پس مولنا مدوح با چهار کس از قراقرم چنان تشریف

امیرالمومنین ارشاد فرمودند که سواران کجا اند اینوقت بیایند که تعاقب
این پیادگان نمایند و تو پسا که آنها میبرند بستانند شیخ ولی محمد که حاضر بودند عرض
نمودند که حضرت حال سواران پیرسید که چه شدند اکنون حال سواران که شتر
نمایم که چنانکه اول و هله سواران دورانی بر پیادگان حمله آوردند از آنجا که آنها
بجای بسیار دستند و پیادگان همراه آنجا شب در آنوقت اقل قلیل مانده بودند
حاجی عبدالرحیم خان مرحوم که مرد درویش و محب جان شایسته حضرت امیرالمومنین
بودند از فرط محبت تاب نیاورده بگروه سواران ندادند که ای عزیزان
این انبوه کثیر طایفه قلیله حضرت امیرالمومنین را میخواهد که بیوستند پس وقتیکه

جناب حضرت مانند ما را هم زندگانی خوش نخواهد بود بیائید از جانب
سوار حمد کنیم چون حمد بر سواران دشمن نمودند از آنجا که اقل قلیل بودند و نیز
ولایتیان مثل خواجه خان و غیره فرار نمودند تا ب مقاصد با آن انبوه
کثیر که از سه هزار گم بودند و در دنا چاراکتری مثل حاجی عبدالرحیم و سید ابو محمد
و شیخ عبدالحکیم شربت سهادت نو سیدند و مثل سید موسی و رساله دار عبدالحمید خان
و غیره از جنمهای کران خورده از پشت زمین زیر افتادند و بعضی مثل ارباب
بهرام خان و فتح خان پنجتاری و غیره چون انبوه کثیر سواران دورانی دیدند

شہیدانِ بالاکوٹ

شہادت گاہِ بالاکوٹ سے واپسی پر

قبائے نور سے سچ کر، لہو سے با وضو ہو کر

وہ پہنچے بارگاہِ حق میں کتنے سُرخرو ہو کر

فرشتے آسماں سے اُن کے استقبال کو اترے

چلے اُن کے جلو میں با ادب، با آبرو ہو کر

جہانِ رنگ و بو سے ماورائے منزلِ جاناں

وہ گزرے اس جہاں سے بے نیازِ رنگ و بو ہو کر

جہادِ فی سبیل اللہ نصبِ العین تھا اُن کا

شہادت کو ترستے تھے سراپا آرزو ہو کر

وہ رُہباں شگوفے تھے تو فرساں دن میں رہتے تھے

صحابہؓ کے چلے نقش قدم پر ہو ہو ہو کر

مجاہد سرکٹانے کے لیے بے چین رہتا ہے
 کہ سر اسد از ہوتا ہے وہ خنجر در گلو ہو کر
 سر میدان بھی استقبالِ قبلہ وہ نہیں بھولے
 کیا جامِ شہادت نوش انھوں نے قبلہ رو ہو کر

زمین و آسماں ایسے ہی جانبازوں پر روتے ہیں
 سحابِ غم برستا ہے شہیدوں کا لٹو ہو کر
 شہیدوں کے لٹو سے ارضِ بالا کوٹِ مشکیں ہے
 نسیم صبح آتی ہے ادھر سے مشکبو ہو کر

نفیسِ ان عاشقانِ پاکِ طینت کی حیات و موت
 رہے گی نقشِ دہرا سلا میوں کی آبرو ہو کر



(۱۴۱۰ھ / ۱۹۹۰ء)

۱۔ محاذِ جنگ میں امیر المومنین حضرت سید احمد شہیدؒ اور ان کے تمام جاں نثار ساتھی
 قدرتی طور پر قبلہ رخ تھے۔ سید نفیس

شجرۃ طریقت و جہاد

عصر حاضر میں جہاد فی سبیل اللہ کی روایت اللہ تعالیٰ نے حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے سے دوبارہ زندہ کی جسے آپ کے سلسلہ طریقت و جہاد کے مردانِ سیف و قلم نے آج تک جاری رکھا ہے۔ مختصر نقشہ حسب ذیل ہے :

امیر المؤمنین، امام المجاہدین حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ

(شہادت : بالاکوٹ ۱۲۴۶ھ)

غریب شاہ
حضرت حاجی شاہ عبد الرحیم لایتی شہید رحمۃ اللہ
(شہادت : قندھار ضلع مولان)

قبر الاسلام
حضرت میا نجیو نور محمد شہید مجنونی رحمۃ اللہ
(م - ۱۲۵۹ھ)

سید العلماء، شہداء المجاہدین
حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ
(خلیفہ رہتین حضرت سید احمد شہید)

سر ملتان شہید
حضرت مولانا سید نصیر الدین دہلوی رحمۃ اللہ
بانی شہید شہید (۱۲۵۶ھ بمقام تلخہ، ملتان)

شیخ العرب العجم حضرت حاجی امداد اللہ شاہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ (م - ۱۳۱۷ھ)

امیر المؤمنین جہاد شہید ۱۸۵۷ء (۱۳۷۳-۷۴ھ)

مجتہد الاسلام
حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ
بانی دارالعلوم دیوبند (م - ۱۳۹۷ھ)

شیخ البند
حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ
(م - ۱۳۳۹ھ)

سید المجاہدین، شیخ الاسلام
حضرت مولانا محمد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ
(م - ۱۳۷۷ھ)

قلب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہی رحمۃ اللہ (م - ۱۳۲۳ھ)
قاضی القضاۃ جہاد شہید ۱۸۵۷ء

قلب عالم حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم راپوری رحمۃ اللہ (م - ۱۳۳۷ھ)
قاتل تمام امیر شہید شیخ السنہ (تحریک ریشی معال)

قلب الارشاد حضرت مولانا شاہ عبد الفتاح راپوری رحمۃ اللہ (م - ۱۳۸۲ھ)
نہشہ العزاد و سرپرست تحریک شیخ السنہ و مدارس دینیہ برصغیر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ
بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ

۱۳۳۵ هجری
۲۱ رمضان المبارک

جنگ مایار میں حضور امیر المومنین حضرت حاجی سید احمد شہید
میرزا محمد امان شاہ محمد اسماعیل شہید کھیر فروش جان نثار شہید

اجتہاد علی قبر :-

۱۔ شہید بول عارف بالله حضرت حاجی عبدالرحیم ولایتی
دادا پیر حضرت حاجی امجد اللہ مہاجر مکی

۲۔ شہید ابر محمد نصیر آبادی
۳۔ میرزا محمد علی چل گانوی
۴۔ شیخ عبدالحکیم پھلوی

۵۔ عبدالرحمن توروالے

۶۔ میرزا فضل الرحمن بردواٹی
۷۔ کبیر محمد بخش گمان پوری
۸۔ عبدالرحمن رائے بریلی

نصب کردہ

سلطان حنیف اور کزنی

أَذْكُرُ اللَّهَ حَتَّى يَقُولُوا إِنَّهُ مُجْنُونٌ

عَلَى بَابِ صَلَاحِ تَجَرُّبِهِ عَلَى مَا تَوَدَّ أَنْ يَكُونَ مِنْ بَابِ كِبَالِ بِلَالٍ زَيْنَتِ دَلِّ كِتَابِ شَرِّهِ



تَقْنِيفٌ مَعْنَى شَرِيحَةٍ زِيَرَةٍ بِطَرِيقَةِ إِذَا أَكَا حَضَرَتْ طَائِفَةٌ مِمَّنْ مَرَادُ الشَّرْحِ بِظِلِّ

مَطْعَمُ حَسَنٍ عَلِيٍّ طَبْعُ
دُرِّ حَسَنٍ مَسْنُونٍ

و لایق باشد بشیر طیکه از کسی طمع ندارد و دل را از تعلق غیر الله پاک دارد و از بچسبیدن
 و ترس بجز حق تقاضا ندارد و با سوا این نگیرد و در طلب حق بی تمام و بی حشمت مضطرب
 و هرجا که باشد با خدا باشد و بر شین کم نعمت الهی شکر نماید و از فقر و خاکی و تنگدستی
 قنوت میشت دل تنگ نشود بلکه فخر و عزت خود در آن دارند شکر بجا آورده که این منصفان
 و اولیاء است که بر عنایت فرموده اند و با متعلقان خود بر فوق و ملطف و مهربانی معامله
 و بر زافرمانی شان در گذرد و عذر آنها به پذیرد و از غیبت مردمان اجتناب نماید و
 مردم بپوشد و عیب خود را در نظر دارد و همه مسلمانان را از خود افضل بداند و با کس بحث و
 جدال نکند اگر چه حق بجانب باشد و همان نوازی و مسافر پروری را پیشه خود سازد
 و صحبت غربا و مساکین را غنای خود در خدمت علماء و صلحا و عزت و حرمت خود و اند
 دایچه میسر میسرش صرف نماید تا زبان نرساند و تعلق دل با هیچ چیز ندارد و وجود
 و عدم را برابر داند و لباس فقر را دوست دارد و هر قدر که طعام و لباس میسر آید قانع
 بر آن باشد و ایشار پیشه خود سازد و اگر شکلی و تشنگی را که طعام مدست محبوب دارد و کم خند
 و بسیار گریه و از عذاب الهی بی نیازی او ترسان و لرزان باشد و موت را که هیچ کس با او
 هر وقت پیش نظر دارد و از دوزخ که جایی فراق است پناه جوید و بهشت را که مقام
 وصال است بطلب محاسبه بر خود لازم گیرد و محاسبه و از بعد مغرب و محاسبه شب بعد صبح
 کند و محاسبه آنرا گویند که حساب کند که در شب و روز از من چند نیکی و چند بدی بپوشورده
 بر نیکی شکر نماید و بر بدی توبه و استغفار کند و صدق مقال اهل حلال اشعار خود سازد
 و در مجلس عزل لهو و غیره غیر مشروع حاضر نشود و از رسوم جهل پرهیزد و دوستی دشمنی و شتم
 و خوشنودی برای خدا بود و کوتاه دست و کوتاه طمع باشد شکر مکن و کم گو و کم رنج و صلاح
 و بیارطاعت و نیکو کار و نیکو رفتار و بازدار و بردبار باشد و پس این است زنا و
 خوی و اوصاف پستیده و تیر هر که این صفت نماید باید که غره نشود و بر خود گمان برد

و نیز از زیارت مزارات اولیاء و مشایخ مشرف بوده باشد و بوقت فراغ خاطر را در
 نشسته بجانب روحانیت او نشان توجه نماید و حقیقت از این بصورت مرشد خود تصور
 فیضیاب شود و برکت گیرد و گاه گاه بر مزارات عوام اهل اسلام رفته ثبوت خود را یاد کند
 و از فاتحه او نشان را ثواب رساند و ادب و حکم مرشد خود را بجای ادب و حکم خداوندی
 و رسول الله صلی الله علیه و سلم داند که نائب او نشان است و نیز هر کس که ازین فقیر محبت و محبت
 و ارادت دارد مولودی که بشیخ محمد صاحب سلمه و مولودی محمد قاسم سلمه را که با معصوم
 کمالات علوم ظاهری و باطنی اند و بجای من فقیر را قم اوراق بلکه بعد از معصوم فوق این
 شمارند اگر چه بظاهر معاند و عکس شد که او نشان بجای من من مقام او نشان شد و کمالات
 او نشان عنایت دانند که انجمن کسان درین زمان نایاب اند و از خدمت بابرکت ایشان
 فیضیاب بوده سپهند و طریق سلوک که درین رساله نوشته شد در نظرشان تحصیل نماید
 انشاء الله تعالی بهره خواهند مانند ^{صلوات} در عمرشان برکت و ناز و تمامی نعمات
 عرفانی و کمالات قربیت خود و مشرق گردانند و بکرامات عالیات رسانند و در هر
 بدست شان عالم را متور گردانند و تا قیامت فیض او نشان بجای دارد و بجز ^{اللهم} ^{یا رب}
 لا محابا اللهم اغفر لنا ولوالدینا ولا وستلنا ولا ولشائخنا ولا حبا بنا ولا جمیع
 المؤمنین و المؤمنات الاحیاء منهم و الاموات برحمتک یا ارحم الراحمین
 آمین آمین یا رب العالمین و صلی الله تعالی علیه خیر خلقه
 محمد و آله و اصحابه اجمعین برحمتک یا ارحم
 الراحمین

ذکر کیفیت سلاسل مشایخ طریقت رضوان الله علیهم
 بیان سلسله طیبه حضرات چشتیه صابریه قدوسییه بیدیه است که
 فقیر حقیر تنگ خندان و بدنام کننده بزرگان طریقه رسیده اهدا و الله تعالی مدد فرماید

این کتاب در بیان سلسله طیبه حضرات چشتیه صابریه قدوسییه بیدیه است که
 فقیر حقیر تنگ خندان و بدنام کننده بزرگان طریقه رسیده اهدا و الله تعالی مدد فرماید

جلال الدین بخاری و مخدوم جهانیان جهان گشت از خواجه نصیر الدین روشن چرخ
دلی از سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیا بن محمد بن محمد بدوئی از خواجه فرید الدین
شکر گنج مذکور تاسر در عالم صلی الله علیه وسلم سلسله علییه قادریه قدوسیہ
و نیز حضرت قطب العالم عبدالقدوس گنگوہی را اجازت و خرقہ طریقیہ قادریہ از پیر خود
درویش محمد بن قاسم آودہی از سید بدین پیر انجمنی از سید جیل پیر انجمنی از خواجه
جهانیان جهان گشت سید جلال الدین بخاری از شیخ عبید بن عیسی از شیخ
عبید بن ابوالقاسم از شیخ ابوالککارم فاضل از شیخ قطب الدین ابوالعین از شیخ
شمس الدین علی افغان از شیخ شمس الدین صداد از امام الاولیا شیخ محی الدین عبدالقادر
جلیلانی از شیخ ابوسعید مخزومی از شیخ ابوالحسن قرشی علی التکامی از شیخ ابوالفتح
طوسی از عبد الواحد بن عبد العزیز تمیمی از شیخ ابوبکر شیبلی از شیخ بنید بیدادی
از شیخ سری سقطی از شیخ معروف گرخی از داؤد طائی از شیخ حبیب عجیبی از امام حسن
بصری از امیر المؤمنین علی کرم الله وجهه از سر در عالم صلی الله علیه وسلم ایضا
و نیز فقیر را درین طریقیہ قادریہ اجازت از مرشد م حضرت مولانا میا نجیو نور محمد چنانکی
از حاجی عبدالرحیم شہید ولایتی از سید رحم علی شاہ از سید عبدالزاق از سید
عبدالحی از سید محمد غوث از سید ابو محمد از سید شاہ محمد از سید قمیص الاعظم
از سید الیاس مغربی از سید عبدالحق مغربی از سید مولانا مغربی از سید احمد قدسی
از سید عبدالقادر ربی از سید عبدالوہاب از سید موسی از سید زاهد از سید
زین الدین از سید عبدالرزاق از غوث ثقلین عبدالقادر جیلانی تاسر در عالم
صلی الله علیه وسلم سلسله علییه نقشبندیہ قدوسیہ و نیز حضرت میران
اجل پیر انجمنی را از مرشد خود شاہ عبدالحق و ایشان از خواجه عبدالصمد احرار از خواجه
مولانا یعقوب چرخ از خواجه علاء الدین عطار از خواجه بہار الدین نقشبندی

[illegible]

از خواجه امیر کمال از خواجه محمد بابا ساسی از خواجه عزیزان علی رایتی
 از خواجه محمود ابوالخیر فغنوی از خواجه محمد عارف ریگری از خواجه عبدالخالق غمدانی
 از خواجه یوسف هندانی از خواجه ابوعلی قائمی از خواجه امام ابوالقاسم قشیری
 از خواجه ابوعلی وفاق از خواجه ابوالقاسم نصیر آبادی از خواجه ابوبکر شبلی اریستانی
 جنید بغدادی از شیخ سری سقلی از شیخ معروف کرخی از شیخ داود طائی از خواجه
 حبیب عجمی از امام الاویا حسن بصری از امیر المومنین علی کرم الله وجهه از سرور
 عالم صلی الله علیه وسلم + ایضا + و نیز درین سلسله فقیر را اجازت و خرقه
 از مرشد خود مولانا میا نجیب نور محمد شاه و ایشان از حضرت سید احمد شهید از شاه العزیز
 از شاه ولی الله از شاه عبدالرحیم از شاه سید عبدالعزیز از سید آدم بنوری از امام
 ربانی شیخ احمد مجاهد الف ثانی از خواجه باقی الله از خواجه بکنکی از مولانا درویش
 از مولانا راهب از خواجه عبدالعزیز احراز تاسر در عالم صلی الله علیه وسلم ایضا
 و نیز نصیر را بیعت و اجازت این طریق از مرشد سابق خود حضرت مولانا و میا سر حلقه
 مجاهدین مولانا نصیر الدین دهلوی و ایشان از شاه محمد آفاق دهلوی از خواجه ضیاء الدین
 از خواجه محمد زبیر از خواجه محبت الله محمد لغتشند ثانی از خواجه محمد معصوم از حضرت
 محمد و تاسر در عالم صلی الله علیه وسلم + سلسله سحر و رویه قدوسیه
 و نیز قطب العالم عبدالقدوس گنگوهری را از مرشد مرشد خود سید حبیب
 بزرگنجی و ایشان از سید جلال الدین بخاری از شیخ رکن الدین ابوالفتح از والد
 خود صدر الدین از والد خود شیخ بیاد الدین زکریا ثانی از امام الطریق شیخ شهاب الدین
 سهروردی از شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سهروردی از شیخ وجیه الدین عبدالقادر
 سهروردی از شیخ ابومحمد بن عبدالعزیز از شیخ احمد دینوری از شیخ ممشاد علودینوری
 از حضرت جنید بغدادی از معروف کرخی تاسر در عالم صلی الله علیه وسلم

سلسله کبرییه قدوسیة و تیز شیخ جلال الدین بخاری را ابا زت طریقه کبریه
 از شیخ حمید الدین سمرقندی از شیخ الدین بن ابوالمحمد بن محمد بن ابیهم بن ادهم شیخ
 علایار خاندی از شیخ احمد بابا کمال جندی از شیخ نجم الدین کبری عمار یاسر از
 ابوالنجیب سهروردی از شیخ احمد غزالی از ابوبکر نساج از ابوالقاسم رگانی از خواهر
 ابوغثمان مغربی از ابوصلی کلات از شیخ علی بروداری از سید ابی القاسم غزنوی

تاسر در عالم صلی الله علیه وسلم	مناجات
خداوند ابا بن پیران عظام	بوقت مرگ کن خیر انجام
بحق آل ازواج و اصحاب	بجمله اولیاء ابدال و قطاب
بغوث و فرد و ابرار و با و تاد	بشاق و بقیاد و بزماد
درست لغز کا فر کیش خوخوا	آله العالمین را نگهدار
نحوه مشغول دار اندر حیاتم	
اگر میسر به عیال و بناتم	

نظم خاتمه از بنده حقیر محمد حسین مستان فیض

جان اجسام دو عالم است	اوست در کلهای عالم کعبه	شد بقدرت گاه دل او نزل	شد بجلی گاه او هر طویل
مستش در صورت خیر البشر	آمده مآثره یه سر	شد قبول جان او تا ابد	گر قبول قبول او بود
گر قبول حق تو خواهی کن	بشنو از من که نامی جان	دست خود در کار دل یار	دانا باورد و غم با یار خوش
اگر گویی چون بود اینها	گویت با اهل دل نازی	اگر نیست اهل دل	در طلب هرگز نباشی محار
موقوف غزلت برای خویش	پس تصانیف محمد رسین	اگر نباشی مستطیع فهم آن	این ضیاء قلب کن زبان
چو که محبت با ازان پیدا	پس محبت با انان پیدا	بشنو از من که اینها گفت	حضرت حاجی امداد است
بعد از این ضیاء طلب	طبع گردیده بی فیض	اگر میسر به عیال و بنات	و اگر سودا نام محمد قوام
عذر زان است بیک	خوشنویسی بهر ملاقا	اگر خوشنویسی بهر ملاقا	اگر خوشنویسی بهر ملاقا

حسب فرمایش سید شیر علی صاحب کتب
 با حشر و کرم و غیره